لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ

رسالہ



# واقعات حجاز

جسمین اُن غلط فہمیون کے دُور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو عوام مین شُہرت پذیر ہین و اِصلاح حجاز کی تدابیر و نیز مشتاقان حرمین شریفین زادہما اللہ شرفہا کے لئے صلاحین درج ہین

مصنّفہ
خاکسار نادر علی وکیل میرٹھ

مطبع دار العلوم میرٹھ مین حسب اجازت حکیم محمد مظفر حسین خان مالک مطبع شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیون کر کوئی اسرارِ الٰہی جانے
کیا تاب کہ انسان کماہی جانے

آنکھون سے حجابِ وہم اُٹھا معلوم
باتین یہ خدا کی ہین خدا ہی جانے

اِسلامی فضیلتون کا سرچشمہ مُلکِ حجاز اور مرکزِ اسلام مکہ مکرمہ ہے۔ یہی وہ سرزمین مقدس ہے کہ جہان پر خلاصۂ کائنات۔ ستودہ صفات۔ سید المرسلین۔ رحمۃ العالمین (روحی فداک یا رسول اللہ) کا ظہور با برکت ہوا۔ یہ اوسی سراپا اخلاق مجسم انسانیت کا کام تھا کہ جاہل و وگردنکشون۔ بد اخلاق و بد اعمالون کو مہذّب و رشک حکما بنا دیا اور آج بھی اُسکے ہدایتی و تعلیمی احکام کرورہا بندگان خدا کے نقش نگین خاطر ہین



شاہ خُوبانِ دو عالم ہین رسولِ خوشخو
کلمہ کیون کر نہ پڑہین اُن کا بُتانِ گلبو

اور بھی اگلے زمانے مین ہوئے ہین دلجو
پر نہ ایسا کوئی دُنیا مین ہوا صاحب رو

خاک و شمس و قمر بر قدمش سودہ جباہ
عالم و آدم و من دو نہما تحت لواہ

لب مسیحا ہین تو یوسف ہین وہ رخسارِ جمیل
چشمۂ خضر ہے یان واقعۂ گلزارِ خلیل

بُلبُل اس باغ کی رضوان ہے تو قُمری جبریل
گُلِ جاوید بہارِ چمنِ اسمٰعیل

سر تک اِس نقش کو جس وقت قدم سے کھینچا
ہاتھ ہی مانیِ قدرت نے قلم سے کھینچا

یہ اسی برگزیدہ عالم و فخر آدم کا پرتو اخلاق تھا کہ وہ قوم جو ایک دوسرے کی دشمن ہو رہی تھی
اور جسکا شغل رات دن خونریزی و غارت تھا وہ آپس میں ایسے ایک ہو گئے کہ اُسکی اخوت و
تہذیب کی داستانیں دوست دشمن دونون کو متحیر بنا دیتی ہین جسکی غمخواریاں مشہور جسکی مروتین
ضرب المثل جسکی مہمانداریاں حیرت انگیز جسکی تہذیب اخلاق مسرت خیز جسکی طرز تمدن کی دلدادہ دنیا
کی تمام مہذب قومین ہین۔

مگر زمانہ کے انقلاب نے ایسا پلٹا کھایا کہ وہ تمام خوبیاں فسانہ ہو گئین۔ حیرت ہے کہ ہم کیا تھے
اور اب کیا ہو گئے۔ نہ وہ غمخوار رہے نہ وہ غمخواریاں۔ نہ وہ اخوت رہی نہ وہ آپس داریاں۔ یار اغیار
ہو گئے۔ اور نا اتفاقی ایک صفت مسلمانی سمجھی جانے لگی ؎

| پہلے مخالفت کے مخالف تھے اہل دہر |
| --- |
| اب ہین موافقت کے مخالف تمام لوگ |

آجکل مسلمان ہر جگہ یکسان تنزل کے رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین۔ زمانہ جو ہمارا تھا مزاج یار کی
طرح بدل گیا۔ اب ہماری خوشی غم سے بڑھکر اور ہماری ہنسی رونے سے بدتر ہے۔
غفلت و خودی سر پر سوار۔ غرور و نخوت کے نشہ مین بدمست۔ تعصب و جہالت مین مدہوش
مفلسی ناداری بے شغلی پست ہمتی غیبت و حسد کے پھندون مین گرفتار۔ ایک دوسرے کی برائی کرنی
شعار اخلاق سمجھ رہا ہے۔ اسلئے دین و دنیا دونون مین۔ (اولئک هم الخاسرون) کی بعکس
مصداق بن رہے ہین۔ غفلت کو ہوشیاری اور خواب کو بیداری پر ترجیح دیتے ہین۔ باوجود
دلسوزون کی تحریک اور احساس نقصانات کے علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم
غشاوہ کے مہیب خطاب کے مخاطب بننے سے باز رہنے کی کوشش نہین کرتے۔
البتہ یہہ آجکل کی تہذیب مین داخل و ذریعہ شہرت خیال کیا جاتا ہو کہ زبانی ہمدردی کی آڑ
مین بظاہر دلنشین معناً وہ دل آزار باتین بیان کرین جس سے رہی سہی مسلمانون کی خوبیان
مٹ جائین۔ مسلمان مسلمانون سے نفرت کرنے لگین۔ باتین سنکر و مضامین دیکھکر کوئی

اِسلامی فدائیون سے اَب بھی دنیا خالی نہین۔ مرکزِ اسلام کی جانب ہر سال لکھوکھا اصحاب۔ شوق کی منزلین طے کرتے بارگاہِ سلطانی پر لبیک کہتے حاضر ہوتے ہین۔ نہ انکو اپنی گورنمنٹ کی بجا آوری احکام مین عذر نہ سوانحات اتفاقی کا خوف۔ تکلیفون کو راحت۔ دقتون کو مسرت۔ موت کو وصال سمجھکر۔ سدِ راہون کو ہٹاتے موانع کو دفع کرتے سرگرمی و جوش کے ساتھ خانہ خدا مین پہونچتے ہین۔ اور خدا لے چاہا تو اوسکی فرمانبردار بندے تا قیامت اِسیطرح مستعدی کے ساتھ پہونچتے رہینگے۔ اگران بزرگوارون مین ہر ایک ممالک سے چند اصحاب ہی غرض مذکورہ کو مدنظر رکھکر حج بیت اللہ کو جایا کرین اور تھوڑا اسا وقت اس فرض قومی و مذہبی اور غرض اسلامی کی تکمیل مین صرف کرین تو بہت جلد تمام دُنیا کو معلوم ہو جائے کہ اون مین مذہبی اسپرٹ کے ساتھ ایسی ستودہ خصالی و یکجہتی اور وہ پاکیزہ جوش پیدا ہو جاسکتا ہے جسکی وجہ سے ہماری اولو العزم بزرگان سلف نامور تھے قومی عزت قایم رکھنے اپنے ملک کو دشمن کے حملے سی بچانے گورنمنٹ کی اطاعت مین وفاداری کے جوہر دکھانے مذہب کی حمایت کرنے تہذیب و شائستگی پھیلاتے ہین ؎ (اپنی مثال آپ ہون اپنا جواب آپ)

اَب تو بالکل علے الرغم معاملہ ہو رہا ہے۔ نہ مستطیع اصحاب و روشن خیال بزرگوار بکثرت جاتے ہین اور جو جاتے ہین تو اِن کا خیال بھولے سے اِس جانب نہین جاتا۔ ہندوستان مین کیسے ہی فضول اخراجات کے عادی ہون۔ اور کتنی ہی لا پرواہی سے بیجا مصارف مین یہان روپیہ ضایع کیا جاتا ہو۔ یہان دولت کو بیہودہ اشغال۔ لغو نمایش۔ ممنوع حرکات مین برباد کرنا فرض سمجھین مگر اوس طرف کا رُخ کیا نہین۔ سفرِ حجاز کا خیال آیا نہین کہ کفایت شعاری خبرگیری آداب حج مین واجب سمجھ لی گئی۔ افضل شرافت انسانی یعنی مہانداری و قانون اخلاق و اصول اسلام کی ترمیم شروع ہوگئی۔ یہ عرض کرنا بیجا نہین۔ شعر ؎

| خوبیان مکّہ کی بیدار دلون سے پوچھو + | ہم تو غافل گئے غافل رہے غافل آئے |
|---|---|

یہان ناظرین کی خدمت مین اپنا عرض کردینا ضروری ہے کہ خاص مکۂ معظمہ مین ایک جماعت ایسے حضرات ہندوستانیون کی ہے جنکا خاص شیوہ حجاز کی برائیان بیان کرنا غلط افواہین پھیلانا ہے۔ ان مین کچھہ موقوف شدہ مطوف ہین کچھہ تاجر کچھہ مشائخون کے لباس مین خالص دنیادار ایک دو مدرسہ کے مشیل پھر ان سب کے دوست اور دوستون کے دوست ملکر ایک کثیر التعداد مجمع ہوگیا ہے ان مین سے اکثر کے عقاید ابن عبدالوہاب نجدی سے ملتے جلتے ہین ان کا معمولی شغل یہہ ہے کہ نئی نئی روایتین۔ غلط قصے۔ بے بنیاد داستانین بیان کرین۔ سچ مین اتنا جھوٹ ملائین کہ جس مین سے کوئی ذی ہوش بھی سچ کو جدا نہ کرسکے عربی اردو اخبارون مین اپنے حصول اغراض کے لئے مضامین شائع کرائین ان مین بیشتر حضرات معاش سے تنگ اور غیر مطمئین حالت مین بھی ہین۔ ایک اعتبار سے یہی شغل ان کی بسر اوقات کا ذریعہ ہے۔ اس حیلہ سے وہ خاطر خواہ نفع اوٹھاتے ہین اور اسلام کو بدنام کرتے ہین۔ یہ جماعت یوماً فیوماً ترقی پذیر ہے۔ ہر سال چند ہندوستانی اضافہ ہوجاتے ہین جنکے ذریعہ سے ہندوستان مین اونکے اغراض وخیالات کی کافی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ کسقدر صدمہ کی بات ہے کہ حرم محترم اور خانہ خدا کے ہمسایہ رہکر نہ جنہین ادب وتہذیب سے سروکار نہ غیبت وتہمت وحسد کے نالائیم افعال سے عار ہے نہ اسلام نہ اسلامیون سے محبت نہ زائرین وحجاج سے الفت نہ بہبودیٔ قوم سے غرض نہ بہتری ابنائے جنس سے واسطہ نہ عرب کی حمایت نہ خیراندیشی سے سروکار نہ اخلاق کی بو۔ نہ خون مین ہمدردی کی گرمی نہ دلون مین غیرت وحمیت باقی رہی۔ انہین صفات حسنہ سے اس درجہ محرومی ہے کہ بجز اپنی ذات کے کسی دوسرے کی ایذا کا احساس یا کسی وقت کسی کی بھلائی کا خیال بھولے سے اپنے دل مین آنے نہین دیتے۔

ہندوستان کے حسن اخلاق ہندوستان مین چھوڑے حجاز کی خوبیان تبرکاً بھی حاصل نہ کین پھر اُم الجرایم مفلسی وتنگی معاش مین مبتلا یا طمع وحرص کے بندون مین گرفتار جنہین ایمان قایم رکھنا بڑے صاحب ہمت پاک نفوس کا کام ہے۔ اب کون صورت ہے جس سے یہ امید کیجائے

کہ اسلامی بھلائی باہم جنس کی ہمدردی کو اپنے ذاتی نفع پر ترجیح دیجاوے گی ایسون سے تو
بھلائی کی توقع ہی بیجا ہے یہی سبب ہے کہ ان کوتہ اندیش اور بدخواہان [illegible] اقلام مسلمانون
کے دلون کو زخمی کر رہے ہین اور ذاتی طمع کے جوش مین اپنے بھائیون کی بھلائیون کا خون کرنے
مین دریغ نہین کیا جاتا۔ سوء اخلاقی و دنائیت طبع کے باعث جا و بیجا موقع و بیموقع دل کا بخار
نکالنا اپنا فرض ایمانی سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ جسطرح بنے اپنے گمان بد کا اظہار کر دیا جاوے
یہی ہے بڑا ماخذ اُن اخبارات کا جنہین سُنکر مسلمان بیچین ہو جاتے ہین اور یہی وہ لم ہے جسکی
وجہ سے حجاج پریشان اور صحیح واقعات و اصلی حالات سے ناآشنا رہکر بعض دفعہ منتشر کن سفر
مین تکالیف اوٹھاتے ہین۔ بعض اُن صعوبات کے اثر سے انسانی جذبات کے باعث [illegible]
مین گرفتار ہو جاتے ہین۔

جبتک یہ کمیٹی قایم ہے۔ وہان کے غلط اخبارات کا سلسلہ بہی ختم نہ ہوگا اور اصلی و
واقعی صلاحین بھی نظر انداز ہوتی رہینگی۔ یہہ کمیٹی چند در چند خرابیون کا موجب ہے۔ اسی
وجہ سے وہان عام ہندوستانی بے وقعتی و نارضامندیکی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین اور
علی العموم اہل حجاز کے دہنون مین یہ بات جڑ پکڑ گئی ہے کہ ہماری جا و بیجا شکایت کرنا
ہندیون کا عام شیوہ ہے۔ لہذا ہم بہی کیون انسے برادرانہ رشتہ قایم کرین۔

دوم بعض حضرات ان شکایتون کو اپنے مخالفون کی جانب منسوب کرکے اونہین درپردہ
نقصان پہونچا دیتے ہین۔ چونکہ شکایتی مضمون مین نام تو ہوتا نہین اسلئے جس بے گناہ کو
ستانا چاہا اوسکے ذمہ یہ الزام لگا دیا اور خود اچھے خاصے خیرخواہ بنے رہے۔

ایک زمانہ وہ تھا جبکہ خلاف بات کا زبان پر لانا دشوار تھا اور خود قایل کا دل ایسی ویسی
بات کہنے کی اجازت نہین دیتا تھا۔ صحیح الزام تک قایم کرنے مین اخلاقی قانون روکتے تھے کسیکی
برائی کرنیسے اپنا آپ دل جھجکتا تھا۔ ہر مسلمان ان افعال کو اسلامی جرم خیال کرتا تھا۔ اب
جسقدر سیٹ بھر کر جھوٹ بولئے کوئی نہین پوچھتا جو جی مین آئے کہا کیجیے کوئی زبان نہین پکڑتا

خبث باطنی اِس زمانہ مین کوئی جرم قانونی نہین ناحق شناسی پر پولیس مواخذہ نہین کرسکتا
اِسلامی خوبیون پر خاک ڈالے جائے تو عدالتی گرفت نہین ہوسکتی۔ مگر کیا روزِ جزا بھی کوئی چیز
نہین چند روزہ زندگی کیلئے جو بُری بھلی ہرطرح کٹ جائینگے اتنا بڑا مواخذہ گردن پر لینا اور
محض شکم پروری کی غرض سے نجات دائمی کو خیرباد کہنا کس درجہ خسارہ کی بات ہے ۵

| | |
|---|---|
| ملک و مال۔ اہل و عیال۔ آتش و خاک آب ہوا | روز و شب شمس و قمر۔ اسپ و کمر۔ تاج و کلاہ |
| جز خدا کس سے ہے اے مردِ خدا چشمِ وفا | اِک نہ اک روز یہہ سب تجھسے جُدا ہین اتّا |

نو بہار چمن دین ز خزان آزاد است
رونق باغ یقین تا ابد الاباد است

ہم اِس مضمون مین مختصرًا وہان کے حالات اور امسال کے واقعات بیان کرنا ضروری سمجھتے
ہین تاکہ اُن غلط فہمیون اور غلطیون پر عام آگاہی ہوجائے جو زیادہ تر مذکورہ بالا خودغرضیون
سے شائع کئے گئے ہین اور جو عمدہ عمدہ جدید انتظامات۔ نئے واقعات پیش آنے سے کئے گئے
ہین۔ اُن کا ذکر دانستہ یا عدم واقفیت سے ترک کردیا گیا ہے اور یہہ ایک حد تک دیندار
نیکدل مسلمان کی بےچینی و نقصان کا باعث ہے۔
امسال کے واقعات مین خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر

## عالیجناب بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال کا مبارک سفرِ حجاز ہے

جو ممدوحہ کی علو شان اور ہندوستان کی ایک اعلیٰ درجہ کی ذی منزلت رئیسہ ہونیکے اعتبار سے
ادائے فرائض مذہبی کے لئے جانا بمقابل عام حجاج کے زیادہ تر قابلِ امتیاز ہے۔
اِس داستانِ سیاحت کا بیان وجوہ ذیل سے بالخصوص دلچسپی پر مبنی ہے اور اُن تمام
ملکی و خیری حالات کا اشتمال رکھتا ہے جو عمومًا حجاز مین پیش آئے۔
اوّل یہہ۔ اِس موقع مبارک پر سوء اتفاق سے امسال عام حجاج۔ اہلِ حجاز اور نیز گورنمنٹ ٹرکی کے
حق مین مضرت رسان تکلیف دہ سامان پیدا ہوگئے۔ اور وہ حادثات واقع ہوئے جنکا ظہور حجاز مین

اس سے پہلے کبھی نہوا تھا۔ دوم جو زیر باریان گورنمنٹ ترکی نے خواہ بلحاظ اتحاد برٹش گورنمنٹ برداشت کین۔ یا براہ مراحم خسروانہ منظور فرمائین مثلاً صرف فوج زاید حفاظتی بیگم صاحبہ جسکا تخمیناً تیس ہزار روپیہ ۳۰۰۰۰ وکرایہ مکان مکہ مکرمہ چودہ ہزار روپیہ ۱۴۰۰۰۔ اسیطور پر کرایہ مکان اول مدینہ طیبہ و دیگر اخراجات جنکا دینا رئیسہ پر بہر طور واجب تھا اور بالآخر یہہ بار خزانہ عامرہ سلطان المعظم پر بلا وجہ ڈالا گیا۔

اس بارہ مین اپنے اصول کے مطابق گورنمنٹ انگریزی کو خاص توجہ چاہیے۔ کیونکہ یہہ اُن سفارش آمیز تحریرات کا جو بیگم صاحبہ کے باب مین منجانب ہماری گورنمنٹ کے گورنمنٹ ترکی کو لکھی گئی ہونگی غالباً ضروری نتیجہ تھا کہ گورنمنٹ ترکی ان مصارف کو بحالت قاصر ہونے بیگم صاحبہ کے بلا لحاظ اونکی استطاعت کے گوارا فرمائے برٹش گورنمنٹ ان اخبارات سے لاعلم نہو گی۔ لہذا اُن بدگمانیون کے رفع کیلئے جو پبلک کے دل مین جاگزین ہوئی ہین اور بادی النظر مین شان ریاست پر بدنما دہبا لگاتی ہین کوئی معقول و مناسب انتظام اور پورا بدل فرمایئے جسکی وجہ سے اُمید ہے کہ یہہ بدنما شہرت دب جائے۔

سوم جو نا واقف اصحاب حقیقت حال سے نا آشنا حضرات ترکی گورنمنٹ کی شکایت کرنے و فرمانروائے حجاز و اہل عرب پر الزام لگانے مین کسیقدر جسارت کو کام فرماتے ہین۔ وہ اور اُنکی ساتھ برٹش گورنمنٹ و پبلک بخوبی آگاہ ہو جائے کہ ترکی گورنمنٹ کا احسان و اہل حجاز کا اخلاق حجاج و زائرین کے ساتھ۔ اور اُسکی عوض مین اہل ہند کا برتاؤ اہل حجاز کے ساتھ کیا ہوا کرتا ہے اور شکایت کی بنیاد حقیقی واقعی کیا ہے۔

چہارم۔ یہہ سنا گیا کہ جناب بیگم صاحبہ دام حشمتہا کو اپنے کارنامہ سیاحت کے قلمبند فرمانے کا خاص خیال ہے جسکے لئے حجاز مین ہی منشی محمد عبد الرؤف صاحب اپنے رفیق سفر کو حکم دیا گیا تھا۔ اور اب یہہ خبر شہرت پذیر ہے کہ اسکے لئے لکھنؤ سے ایک قابل بزرگوار بلائے گئے تھے مگر اونہون نے کسی وجہ سے اس خدمت کو پسند نہین کیا خدا جانے یہہ شہرتین کہان تک

صحیح ہین۔ سفرنامہ کا لکھوایا جانا انسب ہے لیکن اس کا صحیح مرتب ہونا اسباب ذیل سے دقت طلب معلوم ہوتا ہے۔

(الف) یہ کہ جناب بیگم صاحبہ کو بے واسطہ کسی خبر کا ملنا بلحاظ پردہ نشینی سخت دشوار ہے اب رہے ساتھی اون مین سے ایک فرد نے بھی اسباب واقعات و تفتیش حالات پر بوجہ بددلی و بے اطمینانی کماحقہ نظر نہ ڈالی ہوگی۔ بددلی و بے اطمینانی کا قیاس کسی قدر اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ بیگم صاحبہ و صاحبزادہ عبیداللہ خانصاحب کو باوجود ایک معقول قیام مکہ مکرمہ کے حرم محترم مین گنتی کی دو تین نمازین ادا کرنے کا شرف حاصل ہونا سنا گیا۔ لہذا وہ سفرنامہ حدود واقعیت سے جدا ہو جائے تو تعجب انگیز بات نہین۔

(ب) وہ اسباب نظرانداز کئے جائینگے جو باعتبار غلط فہمی خواہ کمی مصارف باعث تکلیف اس سفر مین عام طور پر ہوتے ہین خود مہیا کیے گئے۔ اسلیے ظاہرا امید نہین کیجا سکتی کہ اسباب و علل پر غائر نظر ڈالی جاسے یا واقعات سے صحیح صحیح نتایج نکالے جاوین۔ بلکہ یہ ممکن ہے کہ معمولی حجاج کی طرح اونکے بیان مین بھی بجز تکالیف سفر یا اہل حجاز کی درشت خوی و انتظام حجاز کے خرابیون کی کوئی امتیازی بات نہوگی۔ اور یہہ امر عام ارادون مین تزلزل ڈالنے والا اشتیاق حج و زیارات والیان ملک کے قصد کا مانع اور مسلمان مستطیع کے سفر حجاز کا سد راہ خیال کیا جا سکتا ہے۔

لہذا بپاس اسلام و ہمدردی انسانی ہمپر واجب ہو کہ تحقیق حالات و تفصیل واقعات مین کسیقدر جو تکلیف گوارہ کی ہے اوسکی بنا پر وہ اخبار غلط و غیر صحیح پبلک کے دلون سے دور کردئے جائین جنکا واقعی وجود نہتا اور اسکے ساتھ کاتب سفرنامہ عامیانہ خیال اور غلطیون سے محفوظ رہکر ایک حد تک نفع بھی حاصل کر سکتے ہین۔

## اوسکے لیے یہ مراتب ہین

(۱) سب سے پہلے یہ کہ حضور بیگم صاحبہ کی شہرت سفر قبل پہونچنے حجاز کے کس حد تک اور کن ذرائع سے ہو چکی تھی۔

(۲) برٹش گورنمنٹ و نیز کونسلیٹ جدہ نے بخیال اپنے ماتحت رئیسہ کے ازراہ الطاف شاہانہ و مراسم دوستانہ بیگم صاحبہ کی خاطر کن کن انتظامات کو ملحوظ رکھا اور اونکی راحت رسانی مین کیا کیا زحمتین گوارہ فرمائین۔

(۳) گورنمنٹ ٹرکی و نیز لوکل گورنمنٹ حجاز نے بلحاظ اتحاد برٹش گورنمنٹ و بنظر ہمدردی اسلامی بیگم صاحبہ کی محافظت و احترام مین کیا کیا مراحم خسروانہ و احسانات شاہانہ و مساعی محافظانہ کو کام فرمایا اور انکی وجہ سے کس قدر مالی بار اٹھایا اور کتنی قیمتی جانین قربان کرکے انکو مصیبتون سے بچایا۔

(۴) امیر حجاز شریف مکہ نے بمقابلہ ان تمام والیان ملک و امرار ہند کے جو اب تک حجاز مین آئے جنمین جناب بیگم صاحبہ کی جدہ مرحومہ بھی شامل ہین بیگم صاحبہ کے ساتھ کیا بلحاظ احترام و عزت اور کیا باعتبار حسن اخلاق اور کیا بنظر حسن سلوک کیسا عمل فرمایا۔

(۵) عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی والئی مدینہ نے جو سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ سے قرابت قریبہ رکھتے ہین بیگم صاحبہ کے ساتھ حق مہمان نوازی ادا کرنے و ہدایہ و تحائف عنایت فرمانے مین ترکی اولوالعزمی اور اسلامی فیاضی کا کس درجہ ثبوت دیا۔

(۶) خدیو مصر و نیز شرفائے عرب و ترک کا فیاضانہ اخلاق و طریقہ مراعات بیگم صاحبہ کیسا کیا رہا۔

(۷) بالعوض ان تمام مراعات کے کیا بلحاظ اپنی عظمت و ریاست اور کیا بنظر آداب حج ہمدردی و ملت حضور بیگم صاحبہ نے کس مناسبت سے بدل فرمایا قطع نظر ایک باوقار صاحب حکومت رئیسہ کے محض بحیثیت زوارہ حرم محترم بغرض ادائے واجبات و آداب زیارت حرمین شریفین اہل حجاز کے ساتھ کیا روش جائز رکھی۔

(۸) اہل حجاز کے سوا اپنے رفقاء سفر و خدام و نیز ہمراہیون کے ساتھ کیا الطاف فرمائے ان ہمراہیون کا برتاؤ اہل حجاز کے ساتھ کس قسم کا رہا اور ان کی وجہ سے نیکنامی رئیسہ پر کیا اثر مترتب ہوا

(۹) واپسی ہندوستان کے وقت جدہ کے واقعات اور عام باشندگان عرب وغیرہ کے خیالات۔

(۱۰) دوسرے ممالک سے کس قسم کے حجاج جاتے ہین اور وہان کی گورنمنٹین حجاج کے لئے کن

اُمور کو پیش نظر رکھتے ہین۔

(۱۱) ہندوستان سے کن خیالات اور کن اقسام کے لوگ حجاز جاتے ہین اونکی ایذا و تکلیف کے وجوہ اور رفع تکالیف کی تدابیر۔

**شہرتِ سفر** دو سال قبل بیگم صاحبہ کے چند معزز اہلکار جنکے میر قافلہ مولوی اعظم حسین صاحب حسب واقعی ماتحت مولوی ریاض الدین احمد صاحب جو ایک صاحبزادے کے اتالیق بھی مشہور تھے بنا بر دریافت حالات حجاز روانہ ہوئے (ایک معتبر شخص ساکن مکہ سے یہہ سُنا کہ مولوی ریاض الدین احمد صاحب و ایک اور دوسرے صاحب بغرض حج بدل بھی بھیجے گئے تھے) ان حضرات نے حجاز پہونچکر عام شہرت دی کہ حضور سرکار عالیہ والیہ بھوپال سال آئندہ مین نہایت دھوم دھام وتزک و احتشام سے آنے والی ہین۔ عام طور پر اہل حجاز کو اُن کی فیاضی سے نفع اوٹھا کر شکر گذاری کا موقع ہاتھ آئیگا یہ شہرت مکہ مکرمہ ہی مین محدود نہین رہی۔ بلکہ سفر مدینہ طیبہ مین جس جس مقام پر ان اصحاب کا گذر ہوا وہان بھی اس خوشخبری کی منادی کافی طور پر کی گئی اور بعض قبایل بدو کو انعامات کی اُمیدین بھی دلائی گئین۔ اِس نیک شہرت سے ان اصحاب کا خیال ومقصود جو کچھ ہو۔ مگر اہل مکہ ومدینہ کی ذہنون مین عموماً اور بدوی قبایل کے دماغون مین خصوصاً یہہ بات جم گئی کہ ایک صاحبِ حکومت بااختیار رئیسہ کا آنا اونکے حق مین فالِ نیک اور انعام الٰہی ہے۔

اِس شہرت کے دینے مین عبدالحلیم مطوف نے بھی کافی حصہ لیا جنکو یہہ ادعا تھا کہ وہ ریاست بھوپال کے مطوف ہین انسے پہلے جب اور جو والیان ملک وامراء ہند سے حجاز مین آئے ونہین سے ہر فرد نے اپنے مرتبہ وعظمت کے لحاظ سے یہانکے لوگون کے ساتھہ سلوک کیا۔ ان مین نواب کلب علیخان صاحب مرحوم والئ رامپور۔ و نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ والیۂ بھوپال کی خاص شہرت ہے۔ اور معمولی اُمراء مین خان بہادر حاجی حافظ عبدالکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای رئیس میرٹھہ نے بڑی ناموری پیدا کی چندۂ نہر زبیدہ نے عام نگاہون مین اونہین خاص ممدوح ٹھہرایا جسکی تعداد پچاس ہزار روپیہ بیان کی جاتی ہے۔

اسی بناپر نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ بہوپال کی تشریف آوری پر اہل حجاز نے بہت کچھہ اُمیدین قایم کرلی تہین-

حقیقت حال یہہ ہے کہ کُل اہل حجاز اون مین خواہ سُفید پوش ہون یا شکستہ حال- بظاہر اعلے حیثیت کے ہون یا مفلوک- بدوی ہون یا حضری علی العموم سب بزرگوارون کی گذر اوقات حسنات حجاج وزایرین پر ہے اسلئے نامی رؤسا، اہلِ دول امراء- کے آمد کے منتظر اور اونکی غیر معمولی احسانات کے متوقع اکثر لوگ رہتے ہین اور جب کبہی کسی امیر یا رئیس کے آمد کی خبر انکے کانون مین پہونچتی ہے تو نہایت بیچینی سے اوس کا انتظار کیا جاتا ہے- یہ بات کچھہ وہان پر ہی منحصر نہین تمام معابد اور مُقدس مذہبی مقامون کے مقیم سلوک زائرین کے آرزومند ہوا کرتے ہین- بیت المقدس و نجف اشرف و کربلائے معلے و بغداد شریف وغیرہ و نیز ہندوستان کی تمام پرستش گاہون اور مزارون کے خدام کے ساتھہ باوصف انکی جاگیرون و دیگر آمدنیون کے ہر زائر کچھہ نہ کچھہ سلوک کرنا اپنا فرض مذہبی و کارِ خیر سمجہتا ہے-

یہی وجہہ تھی کہ شہری باشندگان کے سوا قبائل بدوی کا ہر ایک متنفس بڑی بڑی تمناون کے ساتھہ بیگم صاحبہ بھوپال کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگا- کسی کی زبان پر یہہ ذکر تھا کہ ملکۂ ہند تشریف لاتی ہین- کوئی کہتا تھا کہ سلطانۂ ہند آتی ہین- لہذا کوئی سالانہ وظیفہ کی امیدین چشم براہ کوئی ماہوار تنخواہ کا متمنی- کوئی معتدبہ رقم کا آرزومند- کوئی منصبداری کا اُمیدوار گویا انہون نے اپنے ذہن مین یہ بات جمالی تھی کہ سالہا دراز کے بعد خوش قسمتی سے انعامات الہی مین سے ایک نعمت غیر مترقبہ یا سونے کی کان ہاتھہ آنے والی ہے اور یا وری طالع سے اُنکے نصیب جاگنے والے ہین جو ایک صاحب حکومت رئیسہ کے ذہن مین سفر حجاز کا خیال فیاضِ ازل نے پیدا کیا ہے-

پچھلے سال غالبًا بوجہہ دربارِ دہلی بیگم صاحبہ کا قصد حج ملتوی رہا- لیکن سالِ حال مین وہ ارادہ نہایت مصمم ہوگیا- مُلازمان تجربہ کار و اہل الرائے سے سوالات قایم ہوکر رپورٹ طلب فرمائی گئی ہر قسم کا تخمینہ صرف نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے سفر حجاز کے اخراجات پر نظر ڈال کر تجویز ہوا اور ایک

بجٹ تیار کیا گیا۔

مولوی اعظم حسین صاحب کی رپورٹ کو ہمنے دیکھا تھا جسمین فقیر کے منکسر خطاب سے اپنے آپ کو منسوب کر کے امور مستفسرہ کی بابت رائے دی گئی تھی۔ یہ بیان کرتا کہ اوس رائے مین فراخ حوصلگی و آداب حج کے اعتبار سے بکشادہ دلی اخراجات کرنا کہان تک ملحوظ رکھا تھا کچھ نامناسب سا ہے ناظرین خود تصفیہ کر سکتے ہین کہ ایک فقیر منش بزرگ مولوی۔ امیرانہ خیال کے موافق سفر حجاز کا لحاظ بنظر رکھکر کس حد تک رائے دیسکتا ہے اور جس حالت مین کہ رئیسہ کی مزاجدانی اور افراط انتظام سے پورا باخبر ہو اوس رپورٹ کو دیکھکر ہمین اوسی وقت کھٹکا ہوا تھا کہ اس سفر مبارک کا نتیجہ بخت مفلس کے پہلو بہ پہلو ہوگا بعد تیاری و تجویز بجٹ ہمراہی کے لئے نامور اور باثر اصحاب اور جان نثار ملازم رفقا منتخب ہوئے اور چلنے سے پہلے ریل وجہاز کی سمت سے لبیک کی صدائین کانون مین گونجنی لگین۔

اسکے بعد پھر مولوی اعظم حسین صاحب جنکو خضر طریق سفر حجاز سمجھا گیا تھا مع چند ہمراہیون کے براہ سوئیز بطور لین ڈوری جدہ کو روانہ کیے گئے جنہون نے جدہ پہونچکر برٹش کونسلیٹ مین اپنے آنے کی خبر دی۔ اور تکالیف سفر سے بچکر خود رُخ نہ کیا۔ لیکن جو خطوط وغیرہ بنام امیر مکہ و والی حجاز لائے تھے انکے طائف بھیجنے کی استدعا کونسلیٹ مین پیش کی۔ مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے نہایت اخلاق سے اُن کی استدعا کو منظور کیا اور وہ خطوط وغیرہ بوساطت قایم مقام جدہ کے۔ ترکی سپاہیون کے ہاتھ طائف بھجوا دیے گئے۔ (یہ خدمت جو برٹش کونسل نے انجام دی وہ فرائض منصبی سے زائد تھی) اب اِس پیش خیمہ کے حضرات نے براہ ینبوع مدینہ منورہ کا قصد کیا تاکہ ینبوع و مدینہ منورہ مین بیگم صاحبہ کے آنے کی اطلاع دی جائے۔

پچھلی شہرت جو تمادی ایام کے باعث مُردہ ہوچکی تھی پھر اوس مین جان پڑی عموماً اہل حجاز اور خصوصًا بدوی قبایل کی اُمیدین تازہ ہوگیین۔ اس کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ اس لین ڈوری کے چند متنفس باطمینان خاطر براہ ینبوع اُس وقت آئے گئے جبکہ قافلے نہین آتے جاتے تھے۔ اِس موقع پر راہ مین کسی قسم کے خطرہ یا دقت کا نہ پیش آنا دلیل ہے اِس امر کی کہ بدوُن کو ایفائے وعدہ

انعام کا ضرور اطمینان دلایا گیا ہوگا۔

نتیجہ کا پتہ تو ناظرین کو آخر مین چلے گا مگر یہان اس قدر بیان کر دینا بس ہے کہ کس شہرت نے بیگم صاحبہ کی نیک نامی و اطمینان خاطر پر اچھا اثر نہین ڈالا۔ اور عام طور پر حجاز مین ایک ہل چل پڑ گئی جس کا اثر عام حجاج کے حق مین حضرت رسان بیگم صاحبہ کے حق مین ملال انگیز اور گورنمنٹ ترکی کے حق مین سخت نقصان دہ پیدا ہوا۔

مرتبہ و عظمت اور پھر اوسکے ساتھ شہرت ایسی چیزین ہین جنکے بدولت انسان اپنے اختیار سے نکلکر اون عام رحمتون مین فیاض عالم کے شامل ہو جاتا ہے جسپر ہر شخص کا دعوے پہونچتا ہو اور جسکی بھلائی و برائی دونون پر عام نگاہین پڑتی ہون۔ اس عظمت و شہرت کا اقتضا یہ ہے کہ کانون تک وہ خبرین پہونچین جس سے صاحب مرتبہ کے کان مانوس ہون اس خاص بات کی ذمہ دار اوسی کی ناموری ہے۔

اسلیے ضرور ہے کہ وہ اپنے اور بیگانون سے ہر قسم کے حالات سُنے اور اونکی اصلاح پر متوجہ ہو۔ اقبال مندی و عقل کی بڑی دلیل ہے کہ جو بدنما ٹیکا جبین ناموری پر غلطی سے لگ گیا ہو خواہ نظر بد سے بچانیکے لئے مصلحتاً لگا لیا ہو۔ اوس کا دُور کر دینا ہی زیبا ہے۔ عوام کے ذہن مین جو خبرین بجائے نیکنامی خواہ اسکے عکس کا سبب ہو جاتی ہین اونہین سے نیکنامی کے خلاف خبرون کا ازالہ فرما دینا اقتضائے مصلحت ہے۔

جو شخص نیکنامی کی صلاح دے وہ حقیقت مین خیر طلب ہے گو بظاہر اوسکی صلاح ناگوار ہو مگر اس سے فائدہ اوٹھانا واجب ہے۔

اور جس حالت مین شانِ نوالی وریاست کے ساتھ راہِ خدا کی مسافرہ۔ حرمین شریفین کی زائرہ کی ذاتِ ستودہ صفات اور نیکنامی سے خاص تعلق ہو اوس صلاح کو تو اظہار احسان و علم کیساتھ درجۂ قبولیت حاصل ہونا چاہئے۔

## گورنمنٹ آف انڈیا کے احسانات

گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنی خسروانہ عنایت سے شروع ہی مین بیگم صاحبہ کی راحت و آسائش کے واسطے ہرطرح کا اہتمام کیا تھا بیگم صاحبہ کے تشریف لیجانے کی خبر برٹش کونسلیٹ جدہ مین باضابطہ دیدی گئی تھی۔

بغرض مزید آرام رسانی بذریعہ سفارت انگریزی متعینہ استنبول کے انٹرنیشنل بورڈ آف ہیلتھ (مجلس صحیحہ عمومی) استنبول سے اِس امر کی اجازت چاہی کہ بیگم صاحبہ بعد ختم قرنطینہ ہندوستان کے براہ راست حجاز جابئن ممالک ترکیہ کے قرنطینہ سے بری کیجادین۔ ارکان مجلس صحیحہ عمومی کی طرف سے (جسمین کل طاقتون کے رکن ہوتے ہین) نہایت زور شور سے اِس تحریک کی مخالفت ہوئی اور سخت کوششون کے بعد مشروط بچند شرائط وہ قرنطینہ کامران سے مستثنے کی گئین۔

شرائط کا خلاصہ یہہ ہے

(۱) بیگم صاحبہ شہر بھوپال سے باہر جو جگہہ طاعون سے پاک ہو وہان معہ اپنے ہمراہیون کے دس دن قرنطینہ کرین۔

(۲) اسکے بعد ایک ایسے اسپیشل ٹرین مین جو بخورات کے ذریعہ سے پاک وصاف کردیگئی ہو سوار ہوکر راستہ مین بغیر کسی سے اختلاط کئے بمبئی پہونچین۔

(۳) بمبئی مین ایک ڈاکٹر کے زیرنگرانی ایسے جہاز مین فوراً سوار ہوکر جو اُن کے لئے پہلے سے مخصوص ہو اور وہ جہاز بھی پورے طور پر بذریعہ بخورات صاف کردیا گیا ہو اور اُسکے چوہے مار دئے گئے ہون۔ بحری سفر مین روانہ ہوجائین۔

(۴) جس وقت مجلس صحیحہ عمومی استنبول مین یہہ تجویز منظور ہوئی تھی اوسوقت بھوپال بظاہر طاعون سے پاک تھا اسلئے یہ شرط بھی داخل کردیگئی تھی کہ اگر بیگم صاحبہ کی روانگی تک بھوپال طاعون سے پاک رہا تو وہ قرنطینہ ممالک ترکی سے بری سمجھی جائینگی۔ مگر اسکے ساتھہ ہی گورنمنٹ آف انڈیا اِس امر کی ذمہ دار بھی کردی گئی تہی کہ بحالت ظہور طاعون بھوپال مجلس صحیحہ کو فوراً خبر دیجائیگی اور اِس صورت مین حکم برات قرنطینہ منسوخ سمجھا جائیگا۔

سوء اتفاق سے بیگم صاحبہ کے قرنطینہ بھوپال مین داخل ہوتی ہی۔ بھوپال مین طاعون شروع ہوگیا
یا یہہ کہ ظہور طاعون علانیہ نہ تھا وہ ظاہر ہوگیا اور بلحاظ ذمہ داری و پابندی شرائط کے اسکی
اطلاع گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے استنبول مین دیدی گئی۔

بیگم صاحبہ قرنطینہ بھوپال کا زمانہ ختم فرماکر بتعمیل شرائط بالا بمبئی پہونچین اور وہان سے جہاز
اکبر نامی پر جو انکی آمد و رفت کے لئے کرایہ کر لیا گیا تھا سوار ہوکر بحری سفر مین روانہ ہوئین۔
برٹش کونسلیٹ جدہ مین بیگم صاحبہ کی برائت قرنطینہ جہاز اور اوسکے ساتھ تفصیل شرائط مجوزہ
انٹرنیشنل بورڈ آف ہلتھ بھی بھیجدی گئی تھی مگر بھوپال مین ظہور طاعون کی اطلاع کونسلیٹ جدہ
مین نہ تھی۔

انسپکٹر قرنطینہ ترکی متعینہ جدہ کو شرائط برائت وغیرہ کی کوئی خبر نہ تھی۔ اسلئے یہ قرین قیاس
تھا کہ انسپکٹر قرنطینہ بلحاظ اپنے فرض منصبی و پابندی قواعد گورنمنٹ کے جہاز کو کامران واپس کردے
کیونکہ جس جہاز حجاج مین سارٹیفکٹ افسر قرنطینہ کامران نہو اوسکے حجاج بندرگاہ جدہ مین یا کسی اور
بندرگاہ مین حرمین شریفین جانیکے لئے نہین اوتر سکتے وہ جہاز پھر واپس کامران بھیجدیا جاتا ہے
اور بتعمیل ضابطہ قرنطینہ کامران کے حجاز مین آنے پاتا ہے۔

اس دور اندیشی سے قبل پہونچنے جہاز اکبر۔ خان بہادر حاجی ڈاکٹر محمد حسین برٹش وائس کونسل جدہ نے
مجلس صحیہ استنبول کو تار دلوایا جس کا جواب۔ جدہ مین جہاز پہونچنے کے چھہ گھنٹہ بعد یہ آیا کہ آپ بیگم صاحبہ
اور آنکے تمام ہمراہیون کو دس روز کا قرنطینہ کرنے کی اجازت بندرگاہ جدہ مین جہاز پر ہی دیجاوے۔
جہاز کے کامران واپس بھیجے جانیکی روح فرسا مصیبت اس خاص و بلیغ کوشش اور دور اندیشی
کی بدولت بہ آسانی رفع ہوگئی ورنہ جہاز یقیناً کامران واپس کردیا جاتا اور وہان دس دن قرنطینہ مین
رہکر واپس آتا جس سے علاوہ تکالیف چند در چند کے استثنائے قرنطینہ کی تخصیص بھی نہ رہتی۔
برٹش وائس کونسل موصوف جو جہاز تک بیگم صاحبہ کی مزاج پرسی و استفسار حال کے لئے گئے تھے
او نسے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ بھوپال مین طاعون ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی علم ہوا کہ بیس روز سے زیادہ

گذرے کہ اس ساری پارٹی کو کسی شخص مبتلائے مرض متعدی سے اختلاط کی نوبت نہین آئی اور
اس زمانہ مین ان کا جہاز ایسی مقام پر ہو کر گذرا جہان شکایت طاعون ہے۔

اس بنا پر محض اخلاقاً کونسلیٹ جدہ کی طرف سے برٹش سفارت متعینہ استنبول کو ایک تار سفارشی
دیا گیا کہ معافی یا کمی زمانہ قرنطینہ کی مجلس صحیہ مین پیر کوشش کیجاوے۔ چنانچہ باوصف اجراء حکم
دس دن قرنطینہ کے اس سفارش معافی کی کاروائی مین خاص وجوہات سے اوس کوشش سفرا کا یہہ
نتیجہ نکلا کہ پانچ دن قرنطینہ کے معاف کئے گئے۔

مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے خود بذریعہ تار سفارش کر کے کرایہ جہاز معاف کرایا۔ برٹش کونسل کو
خاص تشویش پیدا ہو گئی تھی جو بڑی مشکل سے رفع ہوئی۔ جس وقت مولوی اعظم حسین بیگم صاحبہ
کے خطوط لیکر جدہ پہونچے تھے۔ اوس وقت اتفاق حسن سے خان بہادر برٹش وائس کونسل طائف
شریف مین امیر حجاز شریف مکہ کے ساتھ تھے۔ مسٹر ڈیوی نے خاص طور پر خان بہادر سے تحریک
کی کہ وہ بطور خود شریف صاحب اور والی مکہ ہز ایکسلنسی احمد راتب پاشا سے اس موقع پر بیگم
صاحبہ کے لئے سفارش کرین تاکہ وہ وقتاً فوقتاً حسبکا بلحاظ تخفیف سفر و خطرناک منازل عرب کے معمولی حجاج
کو بھی احتمال ہوا کرتا ہے۔ اور ہر فرد اپنی حفاظت کے لئے کم و زیادہ خرچ کرکے اوس کا انتظام کرلیتا ہے
وہ جاتی رہین۔ اس تحریک کا یہہ نتیجہ ہوا کہ شریف مکہ و ہز ایکسلنسی والی حجاز نے کامل انتظامات انکی
حفاظت و راحت رسانی کے فرمادئیے جنکو بیگم صاحبہ نے قایم نہین رہنے دیا اور اسکی وجہ سے
جب ینبوع و مدینہ طیبہ کے راستہ مین جاتے وقت بدوؤن کے عوائد (عادت کے موافق رواجی حقوق)
دینے سے تغافل فرمایا گیا اور راستہ مین مزاحمتین ہوئین۔ اسکی اطلاع جب کونسلیٹ جدہ مین دی
گئی تو مسٹر ڈیوی نے اپنے نائب کو بعد حصول اجازت سفارت استنبول کے بیگم صاحبہ کے لانیکے لئے
مدینہ طیبہ کو روانہ کیا۔

وائس کونسل نے غیر معمولی جرأت سے کام لیا یعنی دو روز کی ابتدا مین اوٹھا کر خطرناک بارہ منازل
کو پانچ دن مین طے کیا۔ ہمراہی مین چند رفقاء بدو اور دو خدمتگار تھے۔ راہ مین بڑے بڑے خطرات

پیش آئے اور وہ سب نہایت دلیری اور تدبیر سے رفع کیے گئے۔ یہہ شیخ دخیل اللہ سے جو قبیلہ حرب مین
با اثر شخص ہے) جو وائس کونسل کے لیجانے اور لانے کے لئے ذمہ دار ہوا تھا اور جو ہمارا رفیق مکہ کے سفر
مین تھا۔ خود اوسکی زبانی معلوم ہوا کہ کوئی ہندوستانی یا غیر ملک کا شخص اتنا جفاکش دلیر مستقل مزاج
نہین دیکھنے مین آیا جیسا کہ انگریزی وائس کونسل جدہ ہے۔ ان کی جرات اور غیر معمولی استقلال کی
شہادت عثمان پاشا والی مدینہ طیبہ سے مل سکتی ہے۔ جنہون نے تنہا اس خطرناک سفر کو اس طریق سے
طے کرنے پر برٹش وائس کو باضابطہ مطلع کیا تھا کہ آپ نے بہت بیجا جسارت کی ہے آیندہ کے لئے
آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اب آپ واپسی مین یہ طریقہ اختیار نکرین۔ بلکہ شامی قافلہ کے ساتھ آپکو
جانا ملے گا مگر پھر بھی اوسی طریق سے وائس کونسل جدہ واپس آئے۔ یہہ تمام خطرات بیگم صاحبہ کی خاطر
ہمارے اور راحت رسانی کے لئے ملازمان گورنمنٹ انگریزی نے برداشت کئے اگر خدانخواستہ
کوئی امر مخالف ہو جاتا تو گورنمنٹ ٹرکی پر لاکھون روپیہ کا بار پڑ جاتا۔

یہہ کوششین اور آخر سفر تک جسقدر رہبریان منجانب برٹش گورنمنٹ و نیز قائمقامان برٹش
گورنمنٹ نہایت دلسوزی و سچائی سے بیگم صاحبہ کے لئے عمل مین لائی گئین۔ بوجہ اوسکے خاص
ہمارے نیاض و مہربان گورنمنٹ اور اوسکے افسر کل اہل اسلام ہند کیطرف سے عموماً اور بیگم صاحبہ
و نیز ہمراہی بیگم صاحبہ کی جانب سے خصوصاً شکریہ کی مستحق ہے۔ اور سب سے زیادہ خان بہادر ڈاکٹر
حاجی محمد حسین صاحب برٹش وائس کونسل جدہ شکریہ کے اہل ہین۔ جنہون نے بیگم صاحبہ کی خاطر
چنہہ در چند ایذائین برداشت کین۔ جنہون نے بیگم صاحبہ کے عزت و احترام و راحت رسانی مین
نمایان کوششین فرمائین۔ وہ بیگم صاحبہ کی وجہ سے اپنی جان کو خطرہ مین ڈال کر مدینہ منورہ گئے
اونہون نے ... اپنی خلقی مروت اور اثر سے ترکی ڈاکٹرون سے وہ کام لئے جو دوسرے کو بالکل
محال ہے۔ اگر ... اور خاص ... غارت استنبول سے کوشش بلیغ نکرتے تو یقیناً بیگم صاحبہ
کو جدہ سے کامرانی چلنے کی انپہا ... پڑتی۔ اگر وہ نہوتے تو شریف مکہ کی رنجش دور نہ ہوتی
اگر وہ نہوتے تو نہ اس شان سے مکہ پہونچنے پر استقبال کیا جاتا نہ اس قسم کی مدارات و مہمانداری مکہ مین

ہوتی۔ جو کشیدگی لوگوں نے باہم شریف مکہ و بیگم صاحبہ کے ڈلوا دی تھی اوس کا پتہ صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب کے خط سے چلتا ہے اوس خط کے الفاظ یہ ہیں۔

"بعض خطوط جو مکہ سے آئے اُن سے شریف صاحب مکہ کی کسیقدر ناراضی کا حال معلوم ہوا۔ جسکی وجہ خود حضور سرکار نہیں معلوم نہ فرما سکیں کہ کیا ہے شاید بعض لوگوں نے اونکو برافروختہ کیا ہو جیسے کہ نواب سکندر بیگم صاحبہ کو شریف وقت سے بدظن کر دیا تھا اور شریف مکہ اور اون میں نااتفاقی و ناچاقی ہوگئی تھی جسکا نتیجہ جانبین کے لئے مفید نہیں ثابت ہوا تھا اور دونوں ناراض ہو کر ایک دوسرے کی تکلیف و شکایت کے باعث ہوئے تھے۔ حضور ممدوحہ نے ایک خط شریف صاحب کے نام بذریعہ رجسٹر ڈاک میں بھیجا ہے لیکن اوسکی نقل مزید احتیاطاً آپکے توسل سے بھیجنے کی بابت مجھے ارشاد فرمایا اسلئے میں حامل ہذا کے ہاتھ آپکے پاس بھیجتا ہوں۔ اس خط کو شریف صاحب کے پاس بھیج دیجئے۔ اس امر کے ہم لوگ خواستگار نہیں ہیں کہ شریف صاحب کچھ اپنا نقصان کر کے سرکار کی راحت کا باعث ہوں صرف اونکی رضا جوئی مد نظر ہے اور چونکہ وہ امیر مکہ ہیں اور خاندان رسول مقبول سے ہیں اسلئے واجب التعظیم ہیں۔ اور ہم مہمان اونکی عنایت کے خواستگار۔ مفصل حال حامل ہذا آپسے بیان کریگا۔ عبید اللہ خان۔ عفی عنہ"

کچھ یہی نہیں کہ بیگم صاحبہ کی موجودگی حجاز تک وائس کونسل موصوف اُنکے خیر طلب رہے ہوں بلکہ ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۰۴ع کو مسمیان عبدالرحیم۔ مراد محمد خان۔ محمد یسین۔ حافظ عبدالرحمن خان۔ عبدالغفور قاضی محمد سراج۔ عبدالرحمن ثانی ولایتی۔ محمد حسین خان۔ سید نظیر علی۔ شیخ بدہا۔ ابراہیم سقہ۔ مسماۃ فاطمہ بی۔ مسماۃ نصیبا دختر بریدہ۔ مسماۃ نصیبا ثانی۔ مسماۃ منیر بی۔ مسماۃ حشمت بی۔ مسماۃ گل شکوفہ مسماۃ حرمت بی۔ مسماۃ چھسا بی۔ مسماۃ غوثیہ بیگم۔ مسماۃ عظیمن۔ مسماۃ گل بی۔ مسماۃ بی بی۔ مسماۃ زینب بی۔ مسماۃ رحمت بی۔ مسماۃ امراو بی۔ مسماۃ بنیا بی۔ مسماۃ رحمن بی۔ جعفر علیشاہ۔ شیخ محمد علی محمد۔

نے ایک درخواست بدین مضمون کہ ہم بیکسان کو ہماری مادر مہربان حضور سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے

بے بس چھوڑ گئی ہین - ہم لوگ نان شبینہ کو محتاج - دن مین دھوپ رات کو شبنم کی ایذا اوٹھا رہے ہین
اور سمندر کے کنارے پڑے ہین نہ رہنے کو مکان مل سکتا ہے اور نہ زندگی کے دن پورے کرنیکے لئے
ہمارے پاس سرمایہ ہے بعض بعض بیمار بھی ہو گئے ہین - ہماری مدد فرمائی جاوے اور ہم کسیطرح
اپنے وطن کو پہنچ جاوسکے جاوین -

اسپر فیاض طبع رحمدل برٹش وائس کونسل نے رباط رام پور مین ان سبکو جگہ دلوا دی اور گذر
اوقات کے لیئے دو دو روٹیان روزانہ مقرر فرما دین - اس درخواست کے علاوہ اور درخواستین بھی
ملازمان بھوپال کی جانب سے جدہ مین پیش کی گئین ایک درخواست کی بجنسہ یہان نقل کیجاتی ہے -

بجناب فیضمآب حاتم وقت جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب برٹش کانسل جدہ دام فیضہ

بعد سلام مسنون آنکہ

مین انہین تین شخص غیر مستطیعان سے ہون جو نواب بیگم صاحبہ عالیہ والیہ بھوپال کے لاسے ہوے دن
سے رباط مین ٹھہرائے گئے اور روٹی بھی پا رہے ہین گو اس آخری روٹی کے انتظام کی فرد سے میرا
نام خارج - اور مین جناب کے اس رحم وکرم کا بہت ہی بڑا شکر گذار ہون - اب میری یہ عرض ہے کہ مین یہانپر
تہی دستی یہان سخت پریشان ہون اور نہین معلوم کب ہندوستان سے جواب آوے اور کب یہان سے
کی روانگی کا بندوبست ہو اور اسکے لئے کوی وقت معین نہین - چونکہ مین ریاست بھوپال کا پشتینی
نمک خوار وملازم ہون اور اب بھی بوقت آنے حج کے میری خواہش کے موافق بندہ زادہ بجاے میرے
شمار کارخانجات ریاست مین بزمرۂ مہران ملازم رکہا گیا ہے جہانگیر آباد مین بہ احاطۂ حرمت خان صاحب
رسالدار سردار بہادر جو میرے جد امجد ہین میرا مکان واقع ہے اور مین قدیم اوسی شہر کا
رہنے والا ہون - یہان سر دست ایک صاحب نے جو بھوپال کے ہین پندرہ روپیہ قرض دینے کا
بوعدہ ادا ہے بھوپال اقرار کیا ہے لیکن پندرہ روپیہ مین میری کامیابی ناممکن ہے لہذا براہ کرم بخشی
وفیض گستری مبلغ چھبیس روپے کا دار مجکو بطور قرض حسنہ اور مرحمت فرمائے جاوین کہ مین
بیس روپیہ کا ٹکٹ جہاز لیلون اور پانچ روپیہ سے کھانے پینے و کرایہ موٹری وغیرہ کا انتظام

کرلون اور چھہ روپیہ کرایہ پاسنجر ٹرین کے واسطے بمبئی سے بھوپال تک کیلئے رکھ لون اور جناب کی جوتیون کے تصدق مین یہان سے روانہ ہو جاؤن۔ انشا اللہ تعالےٰ بھوپال پہونچتے ہی حسب صورت سے فرمادیا جائیگا مبالغ مذکور خدمتِ عالی مین بھیجدون گا یا وہان پر جس کسی صاحب کو ارشاد ہوگا باخذ رسید ادا کرکے رسید اونکی ارسال خدمت کرون گا کسیطرحکا فرق نہو گا اور اس دستگیری کا تہ دل سے تابزلیست شکریہ ادا کرون گا۔ یہہ اتفاق کی بات ہے اور شریف النسا لوگون ہی پر وقت پڑتا ہے اور جناب سے عالی ہمت دریادل فیض منزل حامئ اسلام کی امداد ورعایت سے اونکی مشکلین آسان ہوجاتی ہین۔ خداوندکریم جناب کو اس کرم بخشی کا اجرِ عظیم دیگا امید کہ عریضہ ہذا عند اللہ درجہ قبولیت کا پاوے۔ اور مخفی نرہے کہ مخصوص ہندوستانیون کے واسطے بجز جناب والا کی ذات عالی کے یہان پر دوسرے سے ایسی التجا کا حل ہونا سخت مشکل و دشوار ہے اور جناب کے نزدیک اس کی کچھہ حقیقت نہین اور ایک امید موہوم پر یہان لیے خرچ تکلیف مین پڑا رہنا ہی فضول ہے فقط زیادہ حد ادب۔ ذات فیض از نور محمدی معمور باد۔ معروضہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ ہجری یوم شنبہ مقام جدہ ملک عرب۔

عرضے

کمترین بندگان محمد عبد الرحیم خان عفی عنہ بقلم خود

کچھہ ان ہی بیکسون پر موقوف نہین ہے وہ ہمیشہ اپنی گورنمنٹ کی رعایا کی پوری ہمدردی اور خاص نگہداشت رکھتی ہین اور عملدرامد شہنشاہی گورنمنٹ کی پوری ہی کاربند ہین۔

جب گورنمنٹ آف انڈیا نے بذریعہ تار حکم بھیجا کہ منجانب گورنمنٹ مساکین حجاج ہند کی کوئی مدد نبیجاوےگی۔ تب برٹش وائس کونسل کا ہی یہ کام تہا کہ عربون اور طبیبانیون سے جو جدہ مین مقیم ہین ایک کافی تعداد مین چندہ فراہم کرایا۔ تمام ایجنٹان جہازات سے تحریک کی کہ وہ اپنی اپنی کمپنیون سے امداد حجاج کی سفارش کرین (یہ واضح رہے کہ اہل ہند مین سے ایک پیسہ کسی نے امداد حجاج مین نہین دیا) اس سعی برٹش وائس کونسل موصوف کا یہہ نتیجہ نکلا کہ کئی ہزار مساکین کو دو ماہ تک روٹیان ملتی رہین اور ہمیشہ ہر ایک جہاز مین کچھہ نہ کچھہ مساکین روانہ ہوتے رہے اور بالآخر اشرف نامی جہاز

اوسکی استطاعت و مقدرت کی صورت مین جبکہ محض فرض مذہبی کی غرض سے سفر کیا ہو جائز رہتی یا
نہین ۔ اسکی بابت قطعی رائے دینا بلا ظہور ایسے موقع کے شاید صحیح نہو مگر روئداد تو گواہ حال اس امر کی ہے
کہ اس کا جواب نفی مین ہونا چاہیے اور ہماری گورنمنٹ کا اصول سلطنت بھی اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ بلا وجہ
کوئی بار اوٹھانا عقل کے اقتضا اور فراست کے منافی ہے۔

اس کا پتہ کچھ یون ہی چلتا ہے کہ وہ اخراجات جو برٹش وائس کونسل کے آنے جانے مین مدینہ طیبہ
کے ہوئے چونکہ اون کا بھیجا جانا بیگم صاحبہ کی وجہ سے تھا اُسکے بابت سُننے مین آیا کہ برٹش سفارت
استنبول نے طے کیا کہ یہہ اخراجات بیگم صاحبہ کو دینے ہونگے

ٹرکی گورنمنٹ نے حکماً جدہ و ینبوع سے فوج بہر حفاظت ساتھہ کی جسکی تعداد تخمیناً چارسو سپاہی
علاوہ چند افسران کے تھی و نیز فوج کے تمام مصارف باربرداری ۔ سواری ۔ خوراک وغیرہ خزانہ شاہی
سے دیئے گئے ۔ ایک سپاہی نے بھی تمام زمانہ تعیناتی مین ایک وقت کے کھانے کا بار بیگم صاحبہ پر
نہین ڈالا

اسی فوج جدہ کے نوجوان ترک کی حفاظت بیگم صاحبہ مین مقام ملت پر قربانی ہوئی ۔ چار سپاہی
زخمی ہوئے گیارہ اونٹ مارے گئے چنانچہ مقتولین کے پس ماندون کے لئے پنشن ۔ زخمیون کے علاج
و تیمارداری کا خرچ اونٹون کا معاوضہ بھی سلطانی خزانہ سے عطا کیا۔

مدینہ طیبہ محلہ ساخ مین سید صافی کا مکان جو شریف مکہ کے حکم سے آراستہ کرایا گیا تھا اور
جسکی آراستگی مین مالک مکان کی طرف سے بامید بہبودی اہتمام بلیغ و صرف کثیر ہوا تھا اور جس مکان کو
بیگم صاحبہ نے تین دن قیام کے بعد چھوڑ دیا اُسکے کرایہ و نقصان کا بار بھی سلطان المعظم کو
گوارا فرمانا پڑا۔

جب مدینہ طیبہ سے واپسی کا ارادہ براہ ینبوع ہوا اور اسکی اطلاع سلطان المعظم کو دی گئی تو
بابِ عالی سے عبدالرحمن پاشا قافلہ سالار محمل شامی کو راحت رسانی و انتظام حفاظت کی خاص
ہدایت ہوئی جنہون نے تعمیلاً اپنے منصبی فرض کو بہت حزم و گرمجوشی سے ادا کیا۔ اور نہایت

جوانمردی سے سینہ سپر ہوکر مقام مکۂ مکرمہ پر حفاظت کی۔ اس مقام پر گولی بارود کا اتنا صرف ہوا جس قدر ایک سخت جنگ میں ہوا کرتا ہے۔ یہہ بار بھی سلطنت ٹرکی پر رہا۔

مکہ کے اوس مکان کا کرایہ ایکہزار پونڈ جس میں سے ایک مرتبہ ملازمان بیگم صاحبہ نکال دئے گئے تھے جب بیگم صاحبہ نے خود نہ دیا تو شریف مکہ کی جانب سے تقاضے کی نوبت آئی پھر بھی خاموشی اختیار کی گئی۔ اسکے بعد باضابطہ تحریرات ہوئیں پھر بھی خاموشی سے ٹالا گیا۔ تب آخر میں شریف مکہ نے حکم دیا کہ اس کا کرایہ ضرور دینا ہوگا اور بغیر کرایہ دئے بیگم صاحبہ کا مکہ سے جانا ایک شرمناک بات ہے یہہ موقع واقعی سخت پریشانی کا تھا۔ مگر بعد غور کامل یہہ تجویز قرار پائی کہ ایک تار برٹش کونسل کے نام اس مضمون کا بھیجا جاوے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے آپ کچھہ انتظام کر دیجئے ہم ٹھوپال پہونچکر اوسکو ادا کر سکتے ہیں۔ اس واقعہ کی اطلاع ہمکو خاص ملازمان بیگم صاحبہ سے ملی تاہم ہمنے اسکی تصدیق اور طور بھی کر لی۔

اس قسم کے تار یا پیغام جو دوسری سلطنتوں کے سفرا یا کونسلوں کے نام بھیجے جاتے ہیں وہ اول والی ملک کے سامنے پیش ہوتے ہیں اسلئے یہہ تار بھی ہز اکسلنسی احمد راتب پاشا کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے شریف مکہ سے سفارش کی کہ بیگم صاحبہ کی یہہ حالت ہے آپ کوئی صورت معافی کرایہ کی فرمادیں اور اُن کو اجازت جانے کی عنایت فرمائیں۔ اسپر شریف صاحب نے جواب دیا کہ میں اپنے ذاتی مکان کا کرایہ جو ڈیڑھ سو پونڈ کے قریب ہوتا ہے معاف کر چکا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہہ میرا ذاتی مکان نہیں لہذا دوسرے کے حقوق معاف کر دینے کا مجکو منصب ہے اور نہ آپ کو میں بیگم صاحبہ کے عوض اپنے پاس سے کرایہ دینا پسند نہیں کرتا اور نہ آپکے اخلاق دیتا دیکھ اس رعایت کی سفارش کرتے ہیں۔ تب والی مکہ نے مالک مکان کو ایک سند تاوان سرکاری بطور پراسیری لوٹ کے للہدی بیگم صاحبہ بآسانی اس بار گران سے بلا ادا کئے کرایہ کے سبکدوش ہوگئیں۔ اس طرح یہہ بار بھی خزانہ سلطان پر ڈالا گیا۔

غرضکہ یہہ اور ایسی قسم کے بہت سے اخراجات اس کاروان ہند کی بدولت سلطنت ٹرکی

کو برداشت کرنے پڑے۔ اور یہ بھی سننے میں آیا کہ تعدادی صد فوج گورنمنٹ ٹرکی کو واسطے سرکوبی ان قبایل کی جنہوں نے شامی قافلہ پر حملہ کیا تھا جداگانہ بھیجنی پڑی جسکی بار اخراجات کا اندازہ خود عقل سلیم کر سکتی ہے جس قدر جانی و مالی بار سلطان المعظم نے بیگم صاحبہ بھوپال کی وجہ سے امسال گوارا کیا اس سے پہلے اتنا کسی ہندوستانی زائر کے طفیل نہیں گوارا کرنا پڑا۔

لحاظ طلب یہ امر ہے کہ مساکین ہندی حجاز جاکر کیا کم موت و زندگی دونوں صورتوں میں گورنمنٹ ٹرکی کو زیر بار کرتے ہیں۔ اگر امراء ہند کا یہی طریقہ دو چار سال رہا تو یہ اسلامی سلطنت کہاں تک اپنے اخلاق سے بچا بار کی متحمل ہو سکے گی اور ایسے تکلف کا آخری نتیجہ کیا ہو سکتا ہے کیا شرع کا کوئی پہلو ایسا ہے جسکے حیلہ سے صاحب سفر حجاز اپنا بار گورنمنٹ پر ڈال سکے۔ اوّل یوں ہی کیا کم حجاج زائرین کے اخراجات کا بار سلطنت ٹرکی کو سالانہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

مثلاً قرنطینہ کامران میں کیمپ حجاج کے لئے تا ید سپاہی اور نگرانی حفاظت حجاج کے واسطے عارضی پلیس۔ حجاج کے اوتارنے چڑھانے کی غرض سے کشتیاں مقرر کی جاتی ہیں۔ دوم لباس کے لئے ہزاروں لمبے لمبے کرتے محض ان دقتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جو ایسے موقع پر اپنی اپنی گٹھریوں و بکسوں سے کپڑے نکالنے و تبدیل کرنے میں معمولاً پیش آتے ہیں تیار رہتے ہیں۔

سوم۔ چند سال قبل کامران میں پانی کی ہمیشہ قلت و دقت تھی چند میل سے پانی لاکر ٹانکیوں اور حوضوں میں بھر دیا جاتا تھا۔ جو بوجہ قرب سمندر و بند رہنے کے علاوہ بدمزہ ہو جانے کے مضر صحت ثابت ہوا اسکے لئے مشینیں پانی کی قایم کردی گئی ہیں جنکے ذریعہ سے سمندر کا پانی میٹھا کیا جاتا ہے اور بذریعۂ پمپ کے ہر کیمپ میں پہونچایا جاتا ہے۔ اب پانی کی کوئی قلت و دقت باقی نہیں رہی۔ عمدہ اور کافی پانی میسر آتا ہے۔

چہارم جو حجاج اپنے آپ کو مساکین بیان کردے خواہ وہ مسکین ہوں یا نہوں وہ کامران کے علاوہ تمام ممالک ترکی میں ہر قسم کی فیس سے مستثنیٰ ہو جاتے ہیں۔

پنجم۔ حجاج ہند کی تجہیز و تکفین کا بھی بار فی حاجی پانچ روپیہ گورنمنٹ ٹرکی گوارا فرماتی ہے۔

ششم۔ جو مساکین ہند اُن اطراف مین جانا چاہین جسطرف لین جہازات ترکی ہے تو اونکو بھی بلا کرایہ پہونچادیا جاتا ہے۔ اسی قسم کے سیکڑون احسانات اسلامی سلطنت کے حجاج ہند پر خصوصیتا کے ساتھہ ہین جس کا خلاصہ بطریق نمونہ اسوقت دکھایا گیا ہے۔

اِن حالات پر مطلع ہونیکے بعد کیا مسلمانون مین کوئی ایسا آدمی ہے جسکے دل سے سلطان المعظم کے حق مین دعائین نہ نکلینگی۔

کیا ہماری گورنمنٹ اِن عنایات سلطانی سے مستغنی ہوسکتی ہے جبکہ بانتظام شیبہ کے ساتھہ اسلامی سلطنت نے نہایت فراخ حوصلگی وکشادہ دلی سے بحالت قاصر ہونے رعیت کے تمام مشکل و ضروری موقعون پر اعانت ورعایت سے دریغ نہ کی۔

اقتضاے شرافت انسانی یہہ ہے کہ عام مسلمانون کی جانب سے ضرور اظہار احسان وشکر گذاری کیا جاوے۔ اور ہماری گورنمنٹ انگریزی کا بھی اس بارہ مین اتحاد وخصوصیت کی بنا پر [illegible]

اگر اسی خیال سے حجاج سفر حجاز کو جاتے رہے تو ترکی گورنمنٹ کو نہ فساد مقدونیہ کی ضرورت نہ بغاوت آرمینیہ کی حاجت باقی رہجائیگی۔

سلطنت کے زیر بار وکمزور کرنے کو اس قسم کے زائرین بس کرتے ہین۔ یہان مذکورہ بالا خوبیان اور احسانات گورنمنٹ ٹرکی کے ہین۔ وہان اگر طرز حکومت بہی حجاز مین ایسا ہی ہوتا تو پھر کیا کہنا تہا۔ اِس امر کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہین کہ ترک بدوؤن کی جسارت وتمردی کی ایسی کافی سزا نہین دیتے جس سے وہ ایک دفعہ خائف ہوکر اپنی حرکات شورہ پشتیون سے دستبردار ہوجائین اسکے چند وجوہ خیال مین آتے ہین۔

اوّل یہہ کہ عام مسلمانون کے دلون مین حجاز کی ایسی عظمت ہے کہ باوجود بدوون کے شورشون کے اونکے ساتھہ ازحد سختی برتنے کے روادار نہین۔ اسلئے بہ قرین قیاس ہے کہ ترک دانستہ سختی سزا مین اغماض کرتے ہونگے۔

دوم۔ یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ شریف مکہ کامل استیصال قبایل بدوی کے مخالف ہون۔ گو

حکومت اصلی ترکون کے ہاتھ مین ہے مگر بدون کے متعلق سارے اختیارات شریف مکہ کو حاصل ہین اگر حجاز مین بدوؤن کی ساری خلش رفع ہوجاے تو شاید شرافت مکہ کی ضرورت ہی باقی نرہے۔

بادی النظر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجاز کے جنگلی باشندے یا عرب کے قبایل جنمین علم و تمدن و تہذیب و شایستگی کا اثر بہت کم ہے۔ ان قبایل کو قابو رکھنے اور سلطانی اقتدار و اختیارات کی ترقی و قیام کی غرض سے شریف کا تقرر جو عرب مین معزز خاندان کا یا اثر شخص ہو ضروری سمجھا گیا ہے۔ اسلیے تقاضاے فطرت انسانی ہے کہ شریف صاحب اپنے حفظ و بقاے حکومت کے لیے کامل ازالہ خلش قبایل بدوی کا نہ چاہتے ہون

سوم۔ خاندانی و قبایلی جھگڑے بدوؤن مین جو زمانہ دراز سے چلے آتے ہین جنکا ختم ہو جانا خلاف امید معلوم ہوتا ہے اور شاید کوئی حکومت اس کا انسداد نہ کرسکے جیسے افریدیون وغیرہ اقوام سرحدی کا قابل اطمینان و پورا انتظام نہین ہوسکتا ہے۔ اس سے بدرجہا زیادہ قبایل بدوی کا انتظام دشوار ہے۔

بیشتر اوقات یہی قبائلی عداوتین باعث زحمت و تکالیف حجاج ہوا کرتی ہین مثلاً ایک قبیلہ کے اونٹ والے حجاج کو لیے جارہے ہین۔ دوسرے مخالف قبیلہ کے لوگ اپنا عیوض لینے کی غرض سے اونپر حملہ کر بیٹھے۔ اونہون نے اپنے دشمن بدوؤن سے بدلہ لینا چاہا اور آفت نازل ہوگئی حجاج پر۔

اسی گذشتہ ۱۱۔ ذی الحجہ کو درمیان قبایل حرب۔ ھذیل کے خاص مکہ معظمہ مین منیٰ سے واپس آتے وقت گولیان چلین۔ قبیلہ حرب کے لوگ کم تھے وہ اپنے اپنے حجاج کے اسباب کو پھینک کر اونٹ لیکر بھاگنے شروع ہوے۔ دو لوگ جانبین سے بدو مارے گئے اور یہہ واقعہ آیندہ کے لئے اور دشمنی مین ترقی کا باعث ہوگیا۔

اگر یہی واقعہ جنگل مین پیش آتا تو نہ معلوم حجاج کی کیا گت بنتی اور کسقدر کشت و خون ہوتا۔ اس موقع پر توعلی پاشا جو شریف صاحب کے حقیقی بھتیجے ہین اور جنکا اثر حجاز مین بہت کچھ ہے اونہون نے اپنی وجاہت سے فریقین کے فوری جوش کو کم کرکے عارضی تصفیہ کرادیا۔

چہارم حجاز مین رہزنیان اوس وقت زیادہ ہوتی ہین جب بارش کی سخت قلت ہوتی ہے اور بدوؤن کو اپنی اصلی معیشت مین تنگی ہو جاتی ہے - یعنی بھیڑ - بکریون اور اونٹون سے پورا فائدہ نہین پہونچ سکتا اس لحاظ سے جس قدر بدامنی موجودہ زمانہ حجاز مین ہو وہ کم ہے سات سال سے بارش کا نام نہین سارے حجاز مین ایک تنکا سبز نظر نہین آتا - جدہ مین عموماً پانی پینے کو بدقت اور گران میسر آتا ہے ایک لوٹہ پانی جو کبھی آٹھ آنہ کو آتا تھا اب ڈھائی تین روپیہ کو ملتا ہے ینبوع مین ایک چھوٹا مشکیزہ جس مین دو تین لوٹہ پانی آتا ہے - اسکے سال سات آٹھ آنہ کو ملتا تھا اور وہ بھی گدلا پانی - یہ سب کچھ صحیح - تاہم ترکی گورنمنٹ کو حجاز کے ہر جزوی و کلی حالات سے باخبر رہنا لازمی ہے - ترکی سپاہیون کی جس قدر توصیف کی جاوے وہ اوس سے زیادہ کے مستحق ہین - اونکی جفاکشی - دلیری - شجاعت پھر ساتھ ہی صبر و استقلال و اطاعت انسان کو متحیر بنا دیتے ہین - اُن سپاہیون مین جسقدر یہہ خوبیان ہین اگر انکے افسر بھی ایسے معیار سے اپنے سپاہیون کے پہلو بہ پہلو ہو جائین تو تمام دُنیا پر بہت جلد ظاہر ہو جاوے کہ جاپان دلیری و شجاعت مین ایک ادنیٰ نمونہ ترکون کا ہے -

ہم گورنمنٹ ترکی سے التجا کرتے ہین کہ حجاز کی بدنظمیان کم ہون یا زیادہ اونکی دفعیہ مین خاص توجہ مبذول فرمائی جاوے - روے زمین کے مسلمانون کو جو ارادت و محبت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے ساتھ ہے اوسکے قیام و ترقی و استحکام کے لئے یہی اسلامی تعلقات و خدمات حرمین شریفین ہین اگر اس جانب سے ذرا بھی چشم پوشی ہوئی تو دنیا کے تمام مسلمانون کی دلشکنی کا باعث ہے -

## شریف مکّہ کے حُسن اخلاق و حُسن سلوک

حضور شریف مکہ نے مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ مین بیگم صاحبہ کے لئے عمدہ اور اعلےٰ درجہ کے مکانات فرش و فروش سے آراستہ تجویز فرما دئے - حفاظت راہ کی غرض سے دو شریف احمد بن منصور امیر قبائل حرب رئیس وادیہ فاطمہ و شریف عبد اللہ معہ چند شیوخ و بلیش حیاتی و جانہ مم

وعبدالحفیظ وغیرہ جو قبایل بدوی عرب مین بااثر و ہردل عزیز اشخاص ہین ہمراہی مین متعین فرما دیئے۔ ان شرفا و شیوخ کو ہدایت کی گئی کہ کسیطرح بیگم صاحبہ کی خدمات بجالانے مین کوتاہی نہونے پائے اور خلاف مزاج کوئی بار اُن پر نہ ڈالاجائے۔ اِن محافظان متعینہ نے کافی حفاظت اور کامل اطاعت اور پوری پابندی احکام کی کی۔

یہہ اِن ہی مشائخ بدوی کا اثر تھا کہ مدینہ طیبہ جاتے وقت جو مزاحمتین ہوئین وہ بآسانی و بخیر و خوبی رفع ہوگئین ورنہ اُن خطرناک واقعات سے بدرجہا زیادہ مصیبتین روبراہ ہوئین جو آخر مین مکہ معظمہ جاتے وقت باوصف حمایت قافلہ شامی جسکے ساتھہ آٹھہ نو ہزار فوج جرار و توپخانہ تھا پیش آئین۔ اِس موقع پر ترکون کی ہی حمیت و مروت تھی جنہون نے سینہ سپر ہوکر اور اپنی جان پر کھیل کر بیگم صاحبہ اور اونکے تمام ہمراہیون مین سے کسی پر زد نہ آنے دی۔ اگر بیگم صاحبہ ان شرفا و مشائخ کے رخصت کردینے مین عجلت نہ فرماتین تو اس واقعہ نحس کا سامنا غالبًا نہونے پاتا۔ مگر شُدنی امر ہوکے رہا۔

ان مشائخ کو جبتک بیگم صاحبہ کی ہمرکابی کی عزت حاصل رہی اپنی باربرداری و سواری و خوراک کے بارے ریئسہ کو زیر بار نہونے دیا اور جس جس منزل پر راستون کے بدوی قبائل ان لوگون سے ملنے آئے اونکی مہمانداری اپنے صرف خاص سے کی۔ یہی امر قبایل بدوی کی برہمی مزاج کا باعث اور زیادہ تر خرابی و بدنامی کا سبب ہوا۔ اتنا ضرور ہوا کہ بیگم صاحبہ کی طرف سے ان اخراجات مین بطور مدد خرچ علے الحساب ایک رقم سے جسکی تعداد ساتھہ سو روپیہ کے درمیان بیان کیجاتی ہے اعانت فرمائی گئی۔ لیکن اصلی خرچ ان شرفا و مشائخ کا سواری و باربرداری و خوراک و اواضع مین تخمینی سو پونڈ (پندرہ سو روپیہ) ہوا جسکو شریف صاحب مکہ نے اپنی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ مدینہ منورہ پہونچکر بیگم صاحبہ نے ان مشائخ کو یہہ کہکر کہ اب ہمکو آپ لوگون کی ضرورت باقی نہین رہی رخصت کردیا اور پچاس پچاس روپیہ فی کس انعام عطا فرمایا۔

یہ واقعات خود شریف احمد بن منصور و علے حماد مزور و نیز بعض ہمراہیان قافلہ بیگم صاحبہ کے

زبانی ہم تک پہونچے جنکے باور کرنے مین کمال ثقاہت شیوخ و تواتر روایت شبہ پیدا ہونے

نہین دیتا۔

ان مشایخ بدوی نے مکہ مکرمہ پہونچکر ناشایستہ کے واقعات کو شریف صاحب کے گوش گذار کیا جسپر شریف صاحب یہانتک برافروختہ ہوے کہ مکہ کا مکان جو بیگم صاحبہ کے لیے آراستہ کیا گیا تہا اور جس مین بیگم صاحبہ کے پچاس ملازمان جو جدہ سے معہ زاید اسباب کے حسب الحکم بیگم صاحبہ روانگی مکہ کے لئے چہوڑدئے گئے تہے مقیم تھے۔ اون سب کو نکلوادیا۔ زیادہ تر اس خیال سے مکان خالی کرایا کہ یہہ نہایت مزاج منتظم خاتون ہرگز اس مکان کے کرایہ کی متحمل نہوگی۔ اور آخر مین اونکا یہہ خیال صحیح نکلا۔

اس برہمی مزاج شریف مکہ کی خبر اون کے ملازمان نے بذریعہ عرضداشت مدینہ منورہ پہونچائی۔ اور اوس کے ساتہہ ہی یہہ لکہا کہ چالیس اشرفی کرایہ پر ایک مکان لیلیا گیا ہے۔

ملازمان کو تو یہہ جواب آیا کہ کرایہ بہت زیادہ ہے۔ یہ تم لوگون کو اپنی اپنی تنخواہ سے دینا ہوگا خدا جانے یہہ جواب کہان تک صحیح ہے ہم تک تو اونہین ملازمان کے ذریعہ سے یہہ روایت پہونچی جسکے نہ باور کرنے کی کوئی ہمارے پاس دلیل نہین ہے۔

برٹش کونسل و وائس کونسل۔ اور خود شریف صاحب مکہ کی خدمت مین خطوط معذرت آمیز لفظون مین روانہ کئے۔ موافق استدعا بیگم صاحبہ کشیدگی شریف صاحب کی بسعی برٹش وائس کونسل کے دفع ہوگی۔ باوصف ان بےلطف واقعات پیش آنے کے شریف مکہ کا اخلاق حیرت مین ڈالتا ہے جب بیگم صاحبہ مکہ مکرمہ پہونچنے والی تہین تو اونہون نے شتر سوار بہیجکر وقت آمد تحقیق فرمالیا اور جس وقت قافلہ قریب مکہ پہونچنے والا ہوا تو پہر اوسی مکان سابق کو دو ہزار سشکون سے دہلواکر آراستہ کرایا جسکی آراستگی و صفائی وغیرہ مین تخمیناً تین چار ہزار روپیہ صرف کیا گیا۔

بنفس نفیس معہ ہز اکسلنسی احمد راتب پاشا گورنر جنرل حجاز اور اعیان شہر و افسران سول و ملٹری و نیز فوج کے دو میل مکہ سے باہر خیر مقدم کو تشریف لے گئے۔ پہلے سے بیرون شہر ان بزرگوار ان کے خیمے نصب ہوچکے تہے اور چاء قہوہ وغیرہ کا سامان مہیا تہا جب بیگم صاحبہ کی سواری قریب خیمہ شریف صاحب

آئی تو بواسطہ برٹش وائس کونسل ملاقات ہوئی۔ بعد مزاج پرسی کے ہمراہ لاکر اوسی مکان مین جو پہلے
سے تجویز ہو چکا تھا فروکش کرایا یہہ مکان مکہ مین جدید تیار ہوا ہے اور وسعت و خوبی مین اپنا آپ جواب ہے
جسدن بیگم صاحبہ آئین شریف صاحب کی جانب سے بینڈ باجا آیا۔ ترکی سپاہیون نے خیر مقدم
کے عربی گیت گائے اسکے سوا اپنا ذاتی مدرسہ جسکا سالانہ کرایہ کم از کم ڈیڑہ سو پونڈ ہے اور داخل
حرم محترم ہے بلا کرایہ عطا فرمایا یہہ مدرسہ مکان مذکورہ بالا کے علاوہ ہے جس کا کرایہ خزانۂ عامرہ
سلطان المعظم سے بالعوض بیگم صاحبہ ادا کیا گیا سوائے اسکے مقام ابراہیم کا پورا غلاف جو تہا حق
شریف مکہ کا ہوتا ہے بیگم صاحبہ کو مرحمت فرمایا۔

مقام منیٰ مین فرمان سلطانی کے آنے پر جو دربار منعقد ہوتا ہے اوس موقع پر صاحبزادہ عبید اللہ خان
صاحب کو اپنے برابر جگہہ دی جو وزیر امرا کو و جزیل کونسل ایران سے اعتباری حالت مین درجۂ امتیاز رکہتے
تھے اسکے بعد منیٰ مین جائے قیام بیگم صاحبہ پر خود تشریف لے گئے۔

بعد انفراغ حج کے جب بیگم صاحبہ معہ صاحبزادہ صاحبان کے ملنے گئین تو نہایت اخلاق سے پیش
آئے بیگم صاحبہ نے بدؤون کی شکایت کی۔ اسپر فرمایا کہ آپ نے اپنے سفر کو اپنے برتاؤ و طریقۂ عمل سے خود خطرناک
و مہیب بنالیا۔ آپکے ہمراہی نہ تجربہ کار تھے اور نہ آپکے خیر اندیش۔ ابتدائے سفر مین ہی آپنے غلطیون کا
احساس نہ کیا۔ اسلیئے جو کچھہ واقعات گذرے وہ اپنے آپ مہیا کیئے ہوئے تھے۔ اگر آپ پہلے مکہ آتین
یا میرے انتظام کو قایم رہنے دیتین تو جن واقعات کی اب شکایت ہو رہی ہے اونمین سے کوئی نہ پیش آتا۔
خیر انچہ گذشت گذشت اب اوسکی تلافی کیا ہو سکتی ہے۔

صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب نے اپنا اظہار شوق عربی گہوڑون کی نسبت کیا اور اسکے ساتھ
امیر نجد کی شکایت کی کہ اونہون نے گہوڑون کے بھیجنے مین بہت ہی لاپرواہی فرمائی۔ اور نہایت ناقص
گہوڑے بھیجے۔

اسکے جواب مین شریف صاحب نے فرمایا کہ میرے اصطبل کے تمام گہوڑے موجود ہین صبح آپکے پاس
بھیجدیئے جاینگے جو پسند آئے بے تکلف لے لیجئے گا۔

بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ میں تحائف وہدایہ جو لائی ہوں ان کے صندوق جدہ میں رکھے ہیں۔ میں نے انکے منگانے کی بابت اول برٹش وائس کونسل اور بعدہ والی صاحب مکہ سے کہا تھا لیکن دونوں صاحبوں نے میری درخواست کو نامنظور کر دیا۔

(وائس کونسل کے نام جو خط بیگم صاحبہ نے لکھا تھا اسکی نقل یہاں لکھی جاتی ہے)

"جدہ میں جو سامان ہمارا محفوظ ہے اس میں سے دو صندوقوں کی یہاں بالفعل ضرورت ہے جن میں سے ایک تحائف وہدایا وغیرہ کا ہے اور دوسرے میں خیراتی پارچہ وغیرہ ہیں۔ اگر آپ بطور خود صندوق ہائے مذکورہ کو یہاں منگوا سکیں تو بہتر ہے ورنہ ہمارا کوئی ملازم معہ آپکے کسی آدمی کے جدہ چلا جائے اور آپ ضروری انتظام فرمادیں کہ صندوق مطلوبہ بحفاظت تمام یہاں پہونچ جائیں۔

یہی بابت آپسے زبانی کہنی تھی مگر آپ کو بوجہ مصروفیت یہاں آنے کی فرصت نہ ہوئی اسلئے بذریعہ خط آپکو لکھا گیا۔ مورخہ چہار دہم ذوالحج ۱۳۲۱ مقام مکہ معظمہ علامت دستخط (مہر نواب سلطان جہاں بیگم)

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ آپ نشانات صندوق ہائے مطلوبہ کی بتلا دے تو برٹش کونسل صاحب کو جدہ تار دیا جاوے۔ بالفعل آدمی کوئی نہیں بھیجا جاسکتا ہے۔ اس جواب کے بعد پھر بیگم صاحبہ نے خاموشی سے کام لیا۔

اس کا ضرور افسوس ہے کہ عطائے خلعت وتحائف وخیرات کی آرزو بیگم صاحبہ کے دل ہی دل میں رہی اور وہ تحائف و پارچہ خیراتی جدہ سے نہ آسکے۔

تعجب ہے کہ ایسی ضروری بکسوں کو نہ بیگم صاحبہ نے اپنے ہمراہ لیا۔ نہ اونکی وہ ملازم جو جدہ میں جہاز سے واسطے روانگی مکہ کے اوتارے گئے تھے اور جو سیدھے مکہ معظمہ آئے وہ لائے۔ اور نہ ان ملازموں کو جو مدینہ طیبہ سے واپس ہوکر براہ ینبوع کے جدہ پہونچے۔ ہدایت ہوئی کہ اپنے ہمراہ ان ضروری بکسوں کو مکہ معظمہ لیتا آنا نہ خود بدولت کو مکہ معظمہ پہونچنے پر اونکے منگانے کا خیال پیدا ہوا۔

اسکی نسبت قریب سب کو یہی کہ آیا اون میں کیا اور کون سی بے بہا اشیا تھیں۔ اور حقیقت میں وجود بھی تھیں یا نہ تھی۔ کیونکہ غریب میں یہ راز افشا نہوا۔ اس وجہ سے عام گمان تھا

کہ اس سے اپنی حوصلہ مندی کا اظہار اور در پردہ والئ مکہ و برٹش وائس کونسل کی بابت انکی عدم تعمیل احکام کی شکایت تھی

پیرایہ اور موقع شکایت کی ہم داد دیتے ہیں۔ چونکہ نتیجہ کچھہ نہ نکلا اس لحاظ سے بیکار بھی سمجھتے ہیں۔

ملاقات کے دوسرے دن حسب وعدہ تمام گھوڑے و گھوڑیاں صاحبزادہ کے پاس بھیجدی گئیں جسمیں سے انتخاب کر کے ایک لاجواب گھوڑے کو جسکی قیمت چارسو پونڈ سُننے میں آئی پسند کیا وہ عطا فرما دی گئی۔

وقت ملاقات صاحبزادہ صاحب نے بسبیل تذکرہ ایک زنجیر فیل معہ ہودج و جھول وغیرہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ مگر یہ اُن کا وعدہ اوس وعدہ یار سے زیادہ مشابہ رکھتا ہے جسکا وفا ہونا اشتیاق کی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔

عام رائے سے یہ فیصلہ ہوگیا کہ اب تک جب اور جو والیان ملک ہندوستان سے حجاز آئے جنمیں بیگم صاحبہ کی جدہ مرحومہ بھی شامل ہیں۔ اُن سب سے زیادہ منجانب شریف مکہ کے اسسال عزت و مدارات بیگم صاحبہ کی ہوئی

شریف مکہ کا معہ گورنر جنرل حجاز اپنے تمام اسٹاف کے خیر مقدم کو جانا۔ جاے قیام پر جا جا کر مزاج پرسی کرنا۔ اپنا ذاتی مدرسہ بغیر کرایہ کے عطا فرمانا۔ کل غلاف مقام ابراہیم جو نہایت وقعت اور گران قیمت سے بھی جو آج کو بیت سے نہیں آتا شفقت مرحمت فرمانا۔ قیمتی گھوڑا اپنے اصطبل خاص کے بلا معاوضہ عنایت فرمانا شرفا و شیوخ جو بہر خدمت وحفاظت ہمراہ معین کیے گئے تھے اونکا بار اپنی جیب خاص سے ادا کرنا۔ غرضکہ کیا بنظر احترام و عزت اور کیا باعتبار حسن سلوک اور کیا بخیال حسن اخلاق کوئی درجہ مہمان نوازی و مدارات کا اوٹھا نہیں رکھا۔

خیر بیگم صاحبہ بھوپال تو ہر طرح قابلِ عزت تھیں اور اگر اونکی وقعت و مہمانداری نہ کی جاتی تو عام افسوس ہوتا مگر حقیقت میں اہل عرب بالطبع فیاض۔ سیر چشم۔ ذی مروت۔ صاحب اخلاق ہیں اور شریف مکہ ان صفات کے حاکم ہیں۔

اسکے سفر میں واقعہ نواب مہتاب آرا بیگم۔ حضور جنت مکان قدر کی بی بی اور واجد علیشاہ مرحوم معزول

شاہ اودھ کی بہو ہیں اور جنکو گورنمنٹ انگریزی سے سو روپیہ ماہوار کا وظیفہ بسر اوقات کے لئے ملتا ہے اور جنکا کلکتہ میں مستقل قیام ہے بیان کر دینا کافی ہے۔

جب شریف مکہ کو اطلاع ہوئی کہ ایک تباہ شدہ خاندان ہند کی بیکس بیوہ خاتون معہ ایک اپنی دختر حسن آرا بیگم دلپسر مہر قدر نامی کے حج کو آئی ہے تو اس خبر کو سننے کے بعد بیس پونڈ انگریزی (تین سو روپیہ) بطور دعوت بھجوائے اور اوسکے ساتھ از راہ اخلاق و انکسار یہ کہلا بھیجا کہ شاید تمکو ہمارے مذاق کے کھانے مرغوب نہوں اسلئے اپنی مرضی کے مطابق اپنی دعوت کا اہتمام خود کر لو اور آیندہ تا قیام عرب جس چیز کی ضرورت تمہیں پیش آئے اس سے اطلاع دیتی رہو ہم نہایت مسرت سے اس ضرورت کو رفع کرینگے۔ یہ خیال نہ جانیکے لئے جس قسم کی ضرورت ہوتی ہے اوسکے بار انتظام سے یہی نہیں سبکدوش رکھا جائیگا اور جبتک تمہیں قیام عرب منظور ہوگا اوس زمانہ میں تمہاری اعانت و حمایت ہر طرح سے کیجاویگی۔

اُن کا بچہ مہر قدر جسکی عمر گیارہ بارہ سال کی ہوگی جب شریف صاحب کے سلام کو گیا اوسکو بھی مٹھائی کے ساتھ بیس پونڈ (تین سو روپیہ) دست خاص سے مرحمت فرمائے اور نہایت دلداری و شفقت ارشاد کیا کہ برباد شدہ خاندان کی عزت و حرمت کرنا عرب کا شیوہ اور خاص شان اسلامی ہے یہہ واقعہ بطور نمونہ بیان کیا گیا ایسے اکثر واقعات اُن کی فیاضی کے ہیں جنکو بخیال طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

اِس سے شریف مکہ کے اخلاق کی اصلی جھلک و روا قعی مروت کا پتہ چلتا ہے۔ اُن سے ملنے پر انکی ذاتی و صفاتی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ اون میں فیاضی۔ وسعت اخلاقی ۔ علو ہمتی کے تمام صفات پائے جاتے ہیں۔ اونکے مرتبہ و عظمت کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ خاندان نبوت کے چشم و چراغ اور مرکز اسلام کے حکمران ہیں اور جنکے لئے امیر المومنین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ اپنی جگہ سے تعظیماً اوٹھتے ہیں۔ وہ شخصی فرمان رواؤں کے طبقہ میں بےمثال سمجھے جانے کے قابل ہیں لیکن درجہ بشریت سے جدا انکو کوئی کہہ سکتا ہے اور نہ انکی ملکوتی جنس ہونیکا دعوے کیا جاسکتا ہے۔

یہہ امر مسلّم ہے کہ جس قوت کی روک نہیں یا جس قوت کو اپنے مقابل کے صدمات کا خوف نہیں۔

اوس مین احتمال ہمیشہ خارج از اعتدال ہونے کا رہتا ہے اور یہ شخصی حکومتون کے لئے تعجب انگیز امر نہین ہے محض اتنی سی بات مدنظر رکہی جائے تو اہل دانش اصحاب کو صحیح رائے قایم کرنے مین کوئی دقت پیش نآئیگی۔ ہر حصہ دُنیا کی تعلیم یافتہ و مہذب اقوام پر نظر ڈالئے اور تمام حکمرانون کو پیش نظر رکھئے تو اون مین ایک فرد کو نہ سراپا عیب پائیگا نہ مجسم نیک۔ اس سے ہمارا مقصد صرف اسیقدر ہے کہ انسان کا بے عیب ہونا۔ باستثنائے انبیائے کرام ؑ) فطرتاً محال ہے۔

شریف تا مین اخلاق و مروت کے ساتھ شان سیاست و جبروتی جو ایک لازمہ حکومت وجہانداری ہے کم نہین۔ عام دلون پر اونکی ہیبت بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کا ایک مُضر نتیجہ یہہ ستنے مین آیا کہ طامع و مُفتری حضرات اپنے حصول اغراض مین اس ہیبت کو وسیلہ گردان کر کچھہ ناجائز نفع اوٹھالتے ہین۔ نفع اوٹھانے والون مین اب کچھہ خصوصیت حضور رسی کی بہی نہین باقی رہی۔ ناواقف اشخاص پر ہر شخص کا جادو چل جاتا ہے۔

البتہ جن امور کی اطلاع شریف صاحب تک پہونچ جاتی ہے اون کا انسداد کامل کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ اونکو یہہ خبر دی گئی کہ ٹکٹ جہازات کا مکہ مین فروخت ہوتا ہے اس سے عام نارضامندی حجاج ہے۔ اس خبر کو سُنتے ہی فوراً منادی کا حکم دیا گیا کہ کوئی مطوف خیلتاً و صراحتاً کسی حاجی کو ٹکٹ جہاز مکہ مین نہ خریدنے دے اگر اس حکم کی خلاف ورزی ہوئی تو تدارک قانونی عمل مین لایا جائیگا۔ اِس حکم کی پوری پابندی ہوئی۔ دوسری شکایت یہ پیش کی گئی کہ حجاج کسی خاص راستہ پر سفر مدینہ طیبہ کے لئے مجبور نہ کئے جاوین ینبوع سے سفر کرنے کی عام اجازت دیجاوے۔ لہذا عام اجازت ہوگئی کہ حجاج کو ینبوع سے مدینہ طیبہ جانے کا پورا اختیار ہے۔

ایک تاجر ہندوستانی مقیم جدہ شاکی ہوا کہ ایک عرب ساکن مکہ پر میرا روپیہ قرض ہے طلب کرنے پر اوسنے ادا نہین کیا۔ اِس شکایت پر مدیون طلب ہوا۔ حاضری پر اوسکو حکم دیا گیا کہ تم اپنا خواہ اثاث البیت بیچو یا مکان فروخت کرو مگر کل تک دائن کا واجبی مطالبہ بیباق کردو یا اوسے رضامند۔ لہذا یہ فیصلہ بآسانی چند منٹ مین کردیا گیا اور بلا اجراے ڈگری و عدالتی زحمتون کے دائن کی واجبی خفرسی ہوگئی۔

ہندوستان مین سرسری مقدمہ کے یہ معنی ہین کہ جائداد متنازعہ قیمہ نذر خرچہ عدالت اور مہینون وبرسون کی حاضری اوسپر بالا۔ دستاویزی مقدمات مین تعین دعوی سے زائد خرچ ہوجاتا ہے۔ گویا جو جیتا وہ ہار گیا اور جو ہار گیا وہ مر گیا۔

ہندوستانی طبائع مین یہہ خاص بات ہے کہ جو عملدرامد اپنے ملکی ورواجی قانون کے مخالف دیکھینگے گو وہ عملدرامد اچھا ہی کیون نہو اُسپر نکتہ چینی ضرور کیجاوے گی۔

امسال کے واقعات حجاز مین سے دو واقعہ خاص طور پر قابل بیان ہین۔ جنکا اثر کم وبیش کل حجاج پر پڑا اور جنکی وجہ سے ترکی گورنمنٹ کے حق مین نقصان دہ نتائج پیدا ہوئے۔

ایک قافلہ شامی پر حملہ ہونا۔ اس قسم کا واقعہ تاریخ عرب مین مفقود ہے۔ اس موقع پر دو افسر اور ایک ترکی سپاہی کام آئے۔ چار سپاہی اور جان بلب ہوئے۔ چند غریب مساکین حجاج اور گیارہ اونٹ مارے گئے۔ بدو بکثرت قتل ہوئے۔ عرب مین اس سے کسیکو انکار نہین ہے کہ اس واقعہ سخت کی بانی مبانی بیگم صاحبہ بھوپال نہین ہین۔ نہ وہ بدوؤن سے وعدہ فرماتین نہ بدو مدینہ منورہ تک امید ایفائی عہد پر ساتھ آتے۔ نہ مدینہ منورہ مین خلاف امید جواب ملتا۔ نہ ملف کے مقام پر دوبارہ انکار ہوتا۔ تو ہرگز یہ واقعہ جانگزا وقوع مین آتا جس مین ترکون اور بدوؤن وغریب حجاج کی قربانیان ہوئین۔ سلطنت ترکی پر ایک بار عظیم پڑ گیا۔ اور بیگم صاحبہ اور سادہ نکے تمام ہمراہی دوسرون کی ہیبت دیکر بفضلہ صحیح وسلامت رہی۔ سب سے مضر نتیجہ اس واقعہ کا یہ نکلا کہ حجاج کے لئے راستہ خطرناک ہوگیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مکہ کا قافلہ جو مدینہ قبل از حج جانے والا تھا وہ آبادی مکہ سے باہر مقام شہدا مین روانگی مدینہ منورہ کے لئے ڈالا گیا تھا۔ اوس قافلہ کے بدوؤن مین ایک ہنگامہ بے تمیزی واقع ہوا قریب قریب تمام شکائتین وخرابیان وغلط فہمیان جنکا ظہور امسال حجاز مین ہوا اسی واقعہ پر مبنی ہین۔

اس واقعہ کے مختصر حالات یہ ہین کہ ماہ رمضان مین بیگم صاحبہ کے مدینہ جاتے وقت یہان یا دوسری منزل ینبوع سے چلکر بدوی قبائل نے اون سفرا وشیوخ کی خدمت مین جو محافظ بیگم صاحبہ کے

لیئے منجانب شریف مکہ تعینات ہوئے تھے۔ چند تھانیدنے حسب عادت نذر گزرانے مشایخ ہمراہی نے اُن

ڈنبون کو مطبخ بیگم صاحبہ مین بھیجدیا۔ ملازمان بیگم صاحبہ یہ سمجھے کہ سرکاری خرچ کے لئے آئے ہین۔ وہ

کام مین لے آئے۔ اور منزل پر گوشت وغیرہ کچھہ نہ خریدا گیا۔ مشیوخ کی غرض یہ تھی کہ ڈنبون کا پلاؤ اُن بدوؤن

کے لئے جنہون نے پیش کئے ہین پکوا دیا جاوے۔ غرضکہ جانبین کی غلط فہمی کی وجہ سے بدوؤن کو ایک

طویل وقت تک بھوکا رہنے کے بعد اپنے کھانے پکانے کا انتظام خود کرنا پڑا جسمین اونہین کسی قسم کی تکلیف

ہوئی۔ اسکے لئے بھی بدوی قبایل نے سدّراہ ہوکر مزاحمت کی جسکا تصفیہ کچھ دے لیکر کیا گیا۔ لیکن بعض

قبایل پھر بھی مدینہ طیبہ کے پہونچنے پر مدعو وامیدوار کئے گئے مگر مدینہ پہونچکر اونہین مایوسی ہوئی۔ یہ وجہ

خاص چند بدوی قبایل وبیگم صاحبہ کے مابین رنجش کی قایم ہوگئی۔ اور راستہ ان منازل کا جن پر

نارضامند قبایل آباد ہین حجاج کے لئے مخدوش ہوگیا۔

سے درویش جباشن ان رنجش کے مواقع پر موجود تھا۔ اوسکے سپرد خدمت مخرجی قافلہ ہائے

حجاج کی بھی تھی یعنی جو قافلے مکہ سے مدینہ وجدہ کو جاتے ہین اونکی روانگی ووصول کرایہ کی خدمات

بھی شخص مذکور انجام دیتا ہے۔

درویش جباشن نے روئداد پر نظر ڈالکر بخیال خود مآل اندیشی اپنے ذہن مین یہ بات تجویز کرلی کہ حجاج سے

بجائے چالیس مجیدی فی اونٹ (سعودیہ) کرایہ آمد ورفت مدینہ طیبہ کے بیالیس مجیدی (ماحصل) وصول

کی جاوین اور دو مجیدی زاید فی اونٹ لیجاوین وہ اُن قبایل کو دیجاوین جن سے احتمال نقض امن کا ہے

یہ رائے قرار دیکر اوستے عملدرآمد شروع کردیا۔

اس زیادہ ستانی کی خبر ایک مخالف درویش جباشن نے شریف صاحب تک پہونچائی۔ درویش

جباشن جوابدہی کے لئے طلب ہوا۔ الزام یہ قایم ہوا کہ بلا اطلاع وبغیر حکم باختیار خود یہ عمل کیون کیا۔

اوسنے تمام واقعات وخطرات راہ کو بیان کرکے اپنے اصلی منشاء کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ بلا اس

کارروائی کے سلامتی راہ کی کوئی تدبیر صورت موجودہ مین نہ تھی۔ اور جو کچھہ مین نے کیا مصلحت وقت اور

نیک نیتی سے کیا۔ یہ بیان اوس کا بے وقعت نہین سمجھا گیا تاہم اوسکے ذمہ ابھی جوابدہی قایم تھی

کہ اِس اثناء مین وہ چند گھنٹون کی اجازت لیکر بحراست کیمپ قافلہ حجاج تک آیا۔ قافلہ مین پہونچکر اُسنے اپنے آپ کو بدوؤن کی حفاظت و حمایت مین سپرد کر دیا۔ اسپر بدوؤن نے اپنی رسم و رواج و قبائلی قانون کی پابندی کی اور درویش حباشی کی طرفداری مین لڑنے مرنے کو مستعد ہو گئے۔ شریف مکہ کے سپاہیون کے ساتھ جنکی حراست مین درویش حباشی آیا تھا سختی پیش آئے۔ دونون جانب سے لڑائی شروع ہو گئی۔ کچھہ بدوؤن نے سپاہیون کی بھی طرفداری کی۔ چند ساعت کے لئے ایک خوفناک سین ہو گیا اور تمام قافلہ سخت انتشار مین پڑ گیا۔

سوء اتفاق سے اِس موقع پر وہ قبائل بھی تھے جنہون نے بیگم صاحبہ سے مدینہ جانے وقت کچھہ انعام پایا اور کچھہ محروم رہے تھے انکے باہم بھی لڑائی چھڑ گئی۔ اب بدوؤن نے اونٹ کھول کھول کر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اونہین خوف پیدا ہوا کہ کہین ترکی فوج نہ آجائے۔ اِس قافلہ مین مغربی و افغان حجاج بھی تھے جنہون نے بدوؤن کو اونٹ لیجانے سے روکنا چاہا۔ اسپر ان کے و بدوؤن کے درمیان تنازعہ پیش آیا اور آخر مین بدو اپنے تمام اونٹ لیکر چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہہ قافلہ بہت بڑا تھا۔

اب یہہ بدوی قبائل اپنے اپنے اونٹ لئے مع درویش حباشی کے بھاگے جا رہے تھے کہ جدہ سے ایک قافلہ مکہ آرہا تھا۔ اِس طوفانِ بے تمیزی کو دیکھکر قافلے والون کو خیال ہوا کہ بدوی لوٹ مار کی غرض سے آرہے ہین اس قافلے مین بھی زیادہ مغربی تھے۔ علاوہ مغربی حجاج کے جنرل کونسل ایران بھی تھے جنکی حفاظت و ہمراہی مین شریف صاحب کے سپاہی آرہے تھے۔ ان سب نے اپنی حفاظت مین بندوقین سر کرنا شروع کین۔ اور یہان دوبارہ غلط فہمی سے ایک مختصر جنگ ہو گئی۔ بدوی مارتے پیٹتے ہوئے ایک طرف نکل گئے۔

یہہ تمام واقعات ہم تک اُن اشخاص کے ذریعہ سے پہونچے جو خود ان مواقع پر موجود تھے جنکی تصدیق مکہ مین معتبر مطوفون اور خود درویش حباشی سے ہوئی۔

گو اور بھی جزوی و خفیف واقعات ہین مگر سب سے بڑی داستانین لوٹ و مار و جنگ و جدال کی حجاز مین امسال یہی ہین۔ تھوڑے سے غور و تامل سے اِن واقعات کے اسباب و بنیاد کا پتہ چل سکتا ہے

اور صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اس لوٹ و مار و رہزنی و ڈکیتی کی بنیاد حقیقی و اصلیت کیا ہی۔

انہین اونٹ لیکر بھاگ جانے والون مین بکثرت وہ قبائل تھے جنہون نے شامی محمل پر جسکی حفاظت مین بیگم صاحبہ بھوپال مکہ آرہی تہین حملہ کیا۔

کرایہ جو بدوی لیکر چل دئے اسکی بابت شریف صاحب سے عرض کیا گیا کہ اگر حجاج کو اس کا کچھ بھی معاوضہ نہ ملا تو اونکو سخت دقتون کا سامنا ہوگا۔

اس اطلاع پر اونہون نے حکم دیا کہ حجاج کو دے سے کرایہ مین اونٹ دئے جاوینگے۔ اور بڑے راستہ بھی اجازت روانگی ہوگی۔ اگر اسپر وہ رضامند نہوسے۔ تو اب جو حجاج لیعدمین آئے ہین اور مدینہ طیبہ جانا چاہتے ہین اونکو اپنا قایم مقام کرسکتے ہین۔ اُن سے اپنا ادا شدہ کرایہ وصول کرلین نئے حجاج اوسی کرایہ مین روانہ کردئے جاینگے۔ اگر یہ بھی نہین چاہتے تو جدہ و عرفات کے کرایہ مین یہ روپیہ مجرا دیا جائیگا۔ اگر ان بالون مین سے کسی بات پر جو حجاج راضی نہون تو اونکو نقد دیا جاویگا۔

کچھہ قافلہ تو قبل از حج ہی مدینہ روانہ کردیا گیا جو شامی محمل سے ایک دن پہلے مکہ واپس آگیا لیکن بعد حج جس وقت اس حکم کی خبر حجاج کو ہوئی پھر تو مطوفون کی وہ گت حجاج نے بنائی کہ توبہ ہی بھلی۔ ھائہ گر بیالون مین تہا اور اور سخت دار وگیر ہورہی تہی۔ ولی بلی جو ہون سے کان کٹوائے۔ اس کا بڑا سبب یہہ تھا کہ بعض مطوفون نے تو صرف ایکسو پانچ ہی لئے تھے مگر زیادہ ایسے تھے جنہون نے اپنی لالچی طبیعت کی بنا پر کرایہ مقررہ سے کسیقدر زیادہ وصول کیا تھا اونہین یہہ خوف تہا کہ اگر یہ راز افشاء ہوکر اسکی اطلاع شریف صاحب تک پہونچ گئی تو بہت بُری بنیگی اور یہہ خوف اون کا بیجا نہ تھا۔ اگر شریف صاحب تک تفصیلی اطلاع زیادہ ستانی کی پہونچ جاتی تو اونکو سزا سے برخاستگی کے علاوہ اور بھی سزا بھگتنی پڑتی۔

یہان مختصر فہرست مختلف مطوفون اور حجاج کی درج کیجاتی ہے جس سے کرایہ شتران کا شرح مختلف معلوم ہوتا ہے۔ ایک سو پانچ روپیہ سے لیکر ایک سو ساٹھ روپیہ تک تعداد پائی جاتی ہے۔ اِس سے یہ تو صاف ظاہر ہی کہ ایکسو پانچ روپیہ سے زیادہ مقررہ کرایہ نہ تھا۔ ورنہ یہہ ناممکن ہی کہ مطوف کم لیتا اور کسی

| نام مطوف | نام حاجی | تعداد کرایہ | نام مطوف | نام حاجی | تعداد کرایہ |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
|  | تاج خان وغیرہ | ماللوسہ |  | حیدر بخش ساکن ... وغیرہ | ماسہ |
| محمد امین ازبک مطوف | محمد یوسف علیخان ساکن رام جی ... | ماللعہ |  | ایضاً ہمراہی | ماسہ |
|  | عالم شاہ | مابعہ |  | ایضاً ہمراہی | ماسہ |
| محمد داؤد مطوف |  |  |  | بہادر رمضانی | ماسہ |

اِس فہرست سے یہہ پایا جاتا ہے کہ مطوفین نے مختلف شرحیں اپنے لئے مقرر کر رکھی تہین۔ جو زیادہ لیگیا وہ حقیقت مین اُنکی طمع و ذاتی نفع سے تعلق رکہتا ہے۔

غرضکہ جس طرح بنا مطوفون نے حجاج کو رضامند کیا اور عام طور پر براہ ینبوع مدینہ طیبہ کے جانے کی اجازت مل گئی۔

اِس سال ہندوستانی حجاج تخمیناً اٹھارہ ہزار گئے تھے جنمین مفلسون کی بہی تعداد کثیر تھی۔ قریب قریب نصف کے زائر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے باقی کچہہ اپنے پاس وقت نہ ہونے کی وجہ سے حاضری مدینہ سے محروم رہے کچہہ لوگ بہوک و پیاس کی وجہ سے کچہہ ضعیفی کے باعث پیک اجل کو لبیک کہکر گزر گئے اور اپنے تو اکثر تھے جنکی حالت شروع سفر سے ہی جہاز چلنے کے قابل نہ تہی وہ مدینہ کیا جاتے۔ یہہ شہرت کہ حجاج مدینہ نہین جانے پائے اُسکی اصلیت بس اسیقدر ہے جو اوپر بیان کی گئی۔

ہندوستان مین سیکڑون فرقے ہین اور دن بدن بڑہتے جاتے ہین جنکی باہمی مخالفتون اور رنجشون کا آئے دن بری طرح سے اظہار ہوا کرتا ہے۔ گو حجاز مین بہی مختلف فرقے ہین مگر وہان باہمی عداوتین نہین ہین۔ اور نہ وہان معمولی باتون پر مثل ہندوستان تنازعات پیش آتے ہین اور نہ وہان ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے خواہ مخواہ نفرت کرتا ہے۔

اہل ہند حجاز پہونچکر یہہ سنتے یا دیکہتے ہین کہ ہمارے مخالف فرقہ کی ہم سے زیادہ عزت ہوئی تو سمجہہ لیتے ہین کہ عزت کرنے والے کا مذہبی رجحان اِس کا محرک ہے۔

جہان شریف مکہ سے اور بدگمانیان ہین وہان اونکی مخالفون کا یہہ بھی بیان ہے کہ وہ شیعہ مذہب ہین
اسکی اصلیت صرف اتنی ہے کہ اہل عجم وامراء ایران جسقدر حجاز جاتے ہین۔ اونمین اکثر شریف سے ملتے ہین
بروقت ملاقات شریف اُن سے بہت اخلاق و مدارات سے پیش آتے ہین۔ یہہ بات کچھہ ایرانیون کیساتھہ
خصوصیت نہین رکھتی بلکہ جو اُن سے ملنے جائے اُنکے اخلاق سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے۔

اہل ہند اوّل تو خود ہی ملنے مین مضائقہ کرتے ہین۔ دوم ہندی مطوف اونکے ملنے مین مانع آتے ہین
اور حقیقت مین یہہ مطوفون کی خودغرضی ہے۔ لہذا ہندوستانی عموماً اُنکے حسن اخلاق و حُسن سلوک سے
محروم رہتے ہین

اہل ایران سے با اخلاق پیش آنا اونکی شیعہ ہونے کی بڑی دلیل بیان کی جاتی ہے۔
ایک صاحب نے جو اپنے آپ کو روشن خیال اور قابل سمجھتے تھے۔ ہم سے ایک مجمع مین فرمایا کہ شریف
مکہ نے خطبہ سے خلیفہ سوئم کا نام علیحدہ کرا دیا ہے۔ ہم نے اس بیان کی تردید کے ساتھہ کہا کہ محض حضرت
عثمان رضؓ کے نام کا خطبہ سے علیحدہ کرانا اونکے شیعہ ہونے کی دلیل مین نہین پیش کیا جا سکتا تا وقتیکہ
وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم کو نام کو نہ علیحدہ کرائین۔ اگر واقعی شیعہ ہوتے تو
ان نامون کے علیحدہ کرانے کی بدرجہ اولی کوشش کرتے۔

اسکے علاوہ اگر اُن کو بفرض محال شیعہ تسلیم بھی کر لیا جاوے تو یہہ امر ہمارے بیان کی تائید مین
کافی ہے کہ اسوقت حرمِ اسلامی کے اصلی فرمان روا سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ سنّی المشرب حنفی المذہب
ہین۔ اسصورت مین شریف مکہ ایسی جسارت کیونکر کر سکتے ہین کہ صحابہ کرام رضؓ کا نام خطبہ سے خارج کرا دین۔
لیکن جب تک وہ ہون لے اپنے کانون سے جمعہ کے خطبے مین حضرت عثمان رضؓ کا نام نہ سُن لیا۔ اوسوقت
تک اپنی غلطی کا اعتراف نہ کیا۔ اب رہا اہل بیت الطہارؑ و صحابہ کرام رضؓ کے ساتھہ محبت اور ازواج مطہراتؓ
کے ساتھہ قلبی اتحاد رکھنا یہہ ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی
غلامی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی محبت کا خیال جس دل مین نہین اوسکو اسلام کے ساتھہ
انس نہین اور نہ وہ شخص سچے مسلمان ہونے کا دعوے کر سکتا ہے ؎

یہی مشرب ہم نے شریف مکہ کا پایا۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی غلط خبر ہے کہ وہاں میلاد شریف کی ممانعت ہے وہاں مجالس میلاد شریف بکثرت ہوتی ہیں اور قیام بھی کیا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں تو یہ مجالس شاہی طور سے کیجاتی ہیں۔

ایک عام شکایت یہ بھی سُننے میں آئی اور جسکو بڑے روشن خیالوں نے صحیح مان لیا کہ ہندوستانی اخبارات کے بوجہ اسکے کہ اونکی شکایات بکثرت اب درج ہونے لگیں شریف مکہ نے مکہ میں آنے کی ممانعت کردی۔

اس کی حقیقت مرات العرب مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۲۰ ہجری جو پچھلے حالات درج ہوا ہے یہ اسطرح لکھی گئی ہے (غیر ملکوں کے اخبارات وپمفلٹ کے ساتھ ترکی ڈاکخانہ اچھا سلوک نہیں کرتا۔ کیونکہ عرب میں اُن انگریزی اخباروں کے آنے کی جو سلطنت عثمانیہ کے خلاف مضامین شائع کرنے کے عادی ہیں ممانعت ہے۔ ترک سوائے عربی۔ ترکی یا فرانسیسی کے اور زبانیں اچھی طرح نہیں جانتے۔ اس وجہ سے ہندوستان کے اخبار اُردو جو انگریزی مضامین شائع ہوتے ہیں وہ بھی انگریزی اخباروں کے ساتھ ضائع کردیئے جاتے ہیں۔ مکہ میں اوّل تو اخبارات کا مذاق ہی بہت کم ہے اگر کچھ لوگ اخبارات کے شوقین پائے جاتے ہیں تو ڈاکخانہ کا یہ سلوک انکو خریدنے پر آمادہ نہیں کرتا۔

مکہ میں جو لوگ ہندوستان کے اخبارات دیکھنا چاہیں اونکے لئے صرف ایک موقعہ ہے کہ مدرسہ صولتیہ جو محلہ حارت الباب میں ہے جاکر دیکھ لیا کریں مدرسہ کے منتظمین نے ڈاکخانہ والوں سے خاص انتظام کر رکھا ہے کہ اس مدرسہ کے اخبارات ضائع نہوا کریں اگر اونمیں شبہہ ہو کہ ترکی کے خلاف مضامین ہیں تو کھول کر دیکھ لئے جائیں صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکہ میں ممانعت اخبارات کچھ آج کی بات نہیں۔ یہ کہنا کہ شریف نے بوجہ شائع ہونے اپنے شکایتی مضامین کے اُردو اخبارات کے آنے کی اب ممانعت کردی۔ یہ واقعہ

صریحی خلاف ہے۔

حقیقت یہہ ہے کہ جو رعایت ڈاکخانہ والوں نے مدرسہ صولتیہ کے ساتھہ جائز رکھی تھی اور جو معاہدہ مدرسہ کے منتظمین نے کر لیا تھا کہ اگر شبہ ہو تو اخبار مدرسہ کھول کر دیکھ لئے جائیں۔ چنانچہ بعض وجوہ سے اہل مدرسہ رعایت کے قابل نہیں سمجھے گئے اور بخیال ذاتی تحفظ و فرض منصبی کے ڈاک خانہ والوں نے وہ رعایت اوٹھا دی اب اُردو اخبارات بذریعہ محمد نصیر کلرک برٹش کونسلیٹ جدہ جاتے ہیں وہ قومی ڈاک کے ذریعہ سے مکہ پہونچا دیتے ہیں۔

بعض اخبارات کے ذریعہ سے یہہ بھی شہرت ہے کہ طوائف شکایت کی بنا پر سلطان المعظم نے شریف صاحب کیلئے کمیشن تحقیقات تعینات فرمائی ہے مگر اصلیت یہہ ہے کہ عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی والئ مدینہ کی مخالفت کچھہ حضرات اہل مدینہ نے کی تھی اسکے لئے کمیشن مقرر ہوا تھا تحقیقات کے بعد مخالفت کرنے والوں میں اٹھارہ شخص مجرم ثابت ہوکر سزایاب ہوئے۔ ان میں اکثر دائم الحبس کچھہ دس برس اور کچھہ ایک سال کے لئے مستوجب سزا قرار پائے۔ اور سب کے سب مجرمان طائف بھیجے گئے شریف مکہ کے لئے نہ کوئی کمیشن بٹھائی گئی اور بٹھائے جانے کی امید و ضرورت سمجھی گئی ہے۔

شریف مکہ کو اپنی شکایات کی اردو یا عربی اخبارات میں لکھے جانے کی ذرا بھی پرواہ نہیں اور نہ وہ اس کا کچھہ خیال رکھتے ہیں۔ جہان تک ہمکو علم ہے ان شکایات سے اونکو نہ کسی قسم کے نقصان وایذا پہونچنے کا احتمال ہے۔ غالبا وجہ ہے کہ گورنمنٹ ترکی کو جو زیر باریان حجاج کی بدولت پہنچتی ہوتی ہیں اوس سے سلطنت اسلامی یہہ نتائج نکالتی ہے کہ بیشتر حجاج مفلس آتے ہیں۔ افلاس کی وجہ سے جو ایذائیں پہونچتی ہونگی اوسیکا یہہ شور وغل ہے۔

یہہ فریادیں زیادہ تر ہندوستانیوں کی ہوا کرتی ہیں جنکی راستبازی پر کامل اعتبار نہیں تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اہل ہند کے بیانات میں مبالغہ زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اسکے علاوہ بمقابلہ حجاج دیگر ممالک کے اہل ہند کا سفر حجاز عموما خلاف پابندی احکام شرعی بھی ہو جاتا ہے گو یہ باتین جان گئی ہیں۔ کہ بلا لحاظ استطاعت اور بغیر مآل اندیشی یہہ لوگ اس سفر میں چل کھڑے ہوتے ہیں برٹش گورنمنٹ کو ہر سال مساکین حجاج کے لئے کچھہ نہ کچھہ امدادی انتظام کی تکلیف گوارہ کرنا

پڑتی ہے برٹش سفارت و قایمقامان گورنمنٹ کے ذریعہ سے تفصیلی حالات کی اطلاع ہوتی رہتی ہے
گورنمنٹ ترکی ان حالات سے بیخبر نہین - پھر ملکی دشواریان قدرتی وقتین ملکی پیداوار - اقوام ملک کے
حالات پر گورنمنٹ ترکی کا بہ نسبت ہمارا زیادہ اور وسیع علم ہے - اس روئیداد پر شکایتی مضمون کی کیا
وقعت ہوسکتی ہے اور جس حالت مین یہ بھی ثابت ہو کہ شکایت جھوٹھ و مبالغہ سے بری نہین - اگر حجاز
سے واقعی نفرت نہین اور اہل حجاز سے دلی بغض نہین تو صحیح واقعات نرم الفاظون مین لکھے جاویں -
اصلاح طلب امور کا تذکرہ کیا جاوے تو نتیجہ نکلے اور ضرور نکلے -

اب تو شکایتون کا کسیقدر یہ اثر پیدا ہو چلا ہے کہ عام اہل ہند سے ہمدردی کم ہوتی جاتی ہے :
اور جن لوگون پر شکایتی مضامین کا شبہہ ہوجاتا ہے انکو کچھہ نہ کچھہ نقصان پہونچ جاتا ہے -
اس سے شاید کسیکو انکار ہو کہ انتہا درجہ کا حلیم و رحم دل انسان بھی جا و بیجا اپنی شکایتین سنتے
سنتے حد درجہ کا سخت طبیعت و بدمزاج ہوجاتا ہے اور وہ بدمزاجی شاکی اشخاص کے حق مین
موجب خرابی ہوئے بغیر نہین رہتی -

یہ اصول بھی مسلمہ ہے کہ ہر انسان کے حالات سنکر اوس سے محبت یا نفرت قایم ہوجاتی ہے
اگر وہ محبوب سمجھہ لیا گیا تو پھر اوس کی ہر بری ادا بھلی معلوم ہوتی ہے - عیب بھی ہنر نظر آتے ہین اور
اگر اسکے برخلاف نفرت ہوگی تو اوسکے حسنات بھی عیوب سمجھے جاتے ہین - اور پھر آخر تک اوس کے
ساتھہ انس نہین پیدا ہوتا اور وہ بجائے یار کے اغیار ہی خیال کیا جاتا ہے -

جو شخص اپنے عادات اپنے اخلاق اپنے انداز و ادا سے کھٹک جاتا ہے وہ کھٹک اوسوقت تک
نہین جا سکتی جب تک وسی شخص کے ذاتی ملاقات و تجربہ سے اوس کے رفع کرنے کے وسائل
نہ بہم پہونچائے جاوین -

اکثر کوتہ اندیشی - جلدبازی کے سبب سے بلا دلائل ایسی رائے قایم ہوجاتی ہے جس سے دوسرے
کی حق تلفی و کتمان صداقت لازم آتا ہے چونکہ وہ رائے غلطی سے محفوظ نہین اسلئے ایسی رائے کو تحقیق
و تجربہ کی مضبوط اور سچی دلائل سے تبدیل کرنا عقل و خوش خیالی کا فرض ہے -

اب ہم کو شریف صاحب مکہ کی خدمت مین بلا واسطہ اس مضمون کے ذریعہ سے باادب اتنا عرض کرنا ہے کہ جو شکایتین حجاج ہندوستانی کو کم وبیش کسی وجہ سے یا کسی کی وجہ سے ہی کیون نہ پیدا ہوتی ہون اون پر آگاہی حاصل کرنا لازمی ہے۔ اصلاح طلب امور کی جانب توجہ ہونا اور شکایتون کا تدارک فرمانا فرض اخلاقی اور قانونی ہے۔

اون کا بحیثیت فرمانروا ہے حجاز اپنے آپ کو محض عرب کا حکمران خیال کرنا دائرہ حکومت کو تنگ کرنا ہے حرمین اسلام کے محافظ ہونے کی حیثیت سے اونکو وہ قوت ومرتبہ حاصل ہے جسکے ذریعہ سے وہ روئے زمین کے اہل اسلام کے دلون پر اگر چاہین تو قبضہ کر سکتے ہین۔ اور یہ وہ قبضہ ہوگا جسکو کوئی قوت یا حکومت نہ اوٹھا سکے گی۔

مسلمانون اس زمانہ جہالت مین تعلیم نہین۔ انہین ہر بات مین مربی کی ضرورت ہے جو زمانہ کے تقاضے سے استغنا حاصل کرا اور صاحب حکومت ہو وہ مسلمانون کی حالت زار کو غور سے دیکھے اور تعلیم و تہذیب کی حمایت کرے۔ اسکے ساتھ تجارت و صنعت و حرفت کی اونھین تحریک کیجاوے۔ بلکہ حتی الوسع اسکے سامان مہیا ہونے چاہئین۔ ایسی تعلیم گاہین۔ جو اونکی دینی و دنیوی ضرورتون کے لئے کار آمد ہون قایم کیجاوین۔ جو اصحاب اسلامی دنیا مین کسی فن کے ایسے قابل ہون جو روزمرہ زندگی کی ضرورتون کو رفع کر سکین اون کا انتخاب کیا جاوے جن فنون مین کمی معلوم ہووے انکی تکمیل دیگر ممالک کے اہل علم سے کیجائے۔

پس ان اغراض مین اگر آسانی کامیابی ممکن ہے تو اوسکے محرک وممد و مربی شریف مکہ ہو سکتے ہین لہذا وہ گورنمنٹ ترکی سے جسکے سایہ عاطفت مین مرکز اسلام ہے جہان تمام روئے زمین کے اہل اسلام صاحب مقدرت کا مجمع ہر سال جمع ہوتا ہے۔ تحریک و سعی کرین تاکہ گورنمنٹ اسلامی موقع حج پر ایک کمیٹی بطور کانفرنس مقرر فرمائے جس مین ہر ملک کے سربرآوردہ اشخاص ممبر بنائے جائین۔ تاکہ وہ سب ملکر بہبودئ قوم۔ ترقی دین۔ سرپرستی اسلام و آسائش حجاج و راحت زائرین کی تدابیر سوچین۔ اپنے اپنے خیالات۔ اپنے ملک کے حالات کو اوس کانفرنس مین پیش کرین اور اس کمیٹی کے

فرائض مین امور ذیل داخل ہون۔

(۱) سواحلِ عرب پر کارخانون کو کہولنا جن مین چمڑے ور گوشت اور ایسی قسم کی وہ اشیا جو محض ضائع و بیکار جاتی ہین کارآمد بنائی جاوین۔

(۲) عرب بدوی و حضری و مہاجرین کے بچون کو تعلیم دینا۔ اون مین صنعتی و تجارتی و حرفتی فنون کا مذاق پیدا کرنا۔ جابجا حربی مدارس حجاز مین قایم کرنا۔ دینیات مین مسائل ضروری کا سکہلانا۔

(۳) جن بندرگاہون پر پانی کی قلت ہے وہان مشینین پانی کی قایم کرنا۔

(۴) قابل زراعت اراضی کے لئے وسائل تردد دریافت کرنا۔

(۵) معدنیات کی تفتیش۔ نباتات کی تحقیق کرنا۔

(۶) حجاز مین آمدنی کے ذرائع۔ سرمایہ۔ اُنکا انتظام۔ اسیطرح خرچ کے متعلق تدابیر۔ ہرسال نتیجۂ کانفرنس کی شکل مین چھپکر باب عالی مین پیش کیجاوین اور اطلاع کے طور پر ہر ممبر کے پاس جو شریک کانفرنس ہوا ہو روانہ کیجاوین۔ کتاب کی شکل مین بھی طبع ہوکر فروخت کیجاوین۔ اس سے بدیہی فائدہ یہ مترتب ہوگا کہ بے شغل عربون کے لئے ہزارون شغل نکل آئینگے جہان زندگی کی عام ضرورتین پوری ہونے کے لئے قدرت نے انسان کو محروم رکہا ہو۔ وہان تعلیم فنون وصنائع کی طرف توجہ بہت ضروری ہے تجارت وصنعت ہی ایسے ملک کے ذرائع ترقی ہو سکتے ہین جب قدرت کی طرف زراعتی منافع مین کمی واقع ہو تو اوس کی تلافی دیگر ذرائع سے کیجاوے۔

(۷) سب سے زیادہ اوس کمیٹی کے یہ کام ہو کہ اخوت ومحبت کا اثر اسلامی دُنیا مین بتدریج پہونچایا جائے اختلافاتِ مذہبی جو تعصب کے بنا پر ہین اُنکے دُور کرنے مین امکانی کوششین کیجاوین۔

اسکے نتائج یہ نکلینگے کہ قوم زندہ ہوجائے گی۔ قوم کے دل و دماغ شگفتہ ہونگے اپنی ضرورتون کو اپنی ہی سعی سے رفع کرینگے۔ تمام اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دینگے۔ مذہبی عقائد مین ویسے ہی ترقی ہوگی جیسے دنیوی حالت مین۔

حج کا وہ موقع متبرک ہی جہان روحانی تعلیم دینے والے عمدہ اخلاق و تہذیب سکہلانے والے

گو قلیل ہی سہی مگر بہتر سے بہتر ملنے ممکن ہین -

اِس کمیٹی کی سرپرستی امیر المومنین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و پیشوائے دین حضرت شریف مکہ نے فرمائی اور جیساکہ چاہئے کمیٹی نے بھی اپنے فرائض بجا لانے مین دلی کوششین کین تو پھر دیکھنا کہ مسلمانو کی کیسی کایا پلٹ ہوتی ہے گروہ گروہ اور جوق جوق ایسے مسلمان نظر آئینگے جو اخلاق و شرافت کے زیور سے مزین جنکے خیالات پاکیزہ - رائے سلیم و مستقل - قوم کے پرزور عنصر - مذہب کے سچے حامی اسلام کے دلی بہی خواہ - اپنے بادشاہ کے خیر اندیش - اپنی گورنمنٹ کے مطیع و وفادار رعایا اور بلا فتور بازو ہون گے - جاپان کی مثال پیش نظر ہے جسنے پچیس سال مین اسی قسم کی کانفرنس سے وہ ترقی حاصل کی جسنے ساری دنیا کو حیرت مین ڈال رکھا ہے - اور یہ امر ہرطرح قابل امید ہے کہ جو نیک کام حرمین شریفین اور متبرک سرزمین حجاز مین شروع ہونگے اُن کی شہرت و تقلید مسلمانون مین نہایت جلد و باسانی ہو جائیگی - اہل اسلام اُن امور کو بڑے مسرت سے قبول کرکے اُنکی تکمیل پر آمادہ ہو جائینگے - خدا ہمین اُن آرزوؤن مین توفیق و کامیابی عطا فرمائے - آمین

## خدیو مصر و دیگر اہل عرب و ترکون کی مدارات

جب بیگم صاحبہ نے اپنی متواتر تحریرات سے مسٹر ڈیوی برٹش کونسل جدّہ کو اس امر پر مجبور کیا کہ جسطرح اور جہان تک ممکن ہو سکے تنسیخ چارٹر جہاز خدیویہ کرا دین تاکہ معاہدہ کا روپیہ ہمین نہ دینا پڑے تب برٹش کونسل موصوف نے تنسیخ معاہدہ و معافی کرایہ خدیویہ اسٹمر بحیرہ نامی کی خدیو مصر سے استدعا کی اول تو ہماری گورنمنٹ کا حکومت مصر پر خاص اثر ہے - پھر اُن مسلمانون کی جبلّی فیاضی کا خود یہ تقاضا تھا کہ بیگم صاحبہ جو ایک ماتحت رئیسہ برٹش گورنمنٹ کی ہین اُن کے ساتھ رعایت کیجاوے ان وجوہ سے خدیو مصر نے ازراہ مراحم خسروانہ رقم معاہدہ معاف فرما دی - اُسکے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب ہم کرایہ کلیتاً معاف فرماتے ہین تو مصارف جو خط و کتابت معاہدہ مین مین ہوئے وہ بھی کچھ لینا نہین چاہئے - یہ رقم تخمینی تین سو پونڈ تھی جو منجانب خدیو مصر بیگم صاحبہ کو معاف کی گئی -

ایک تحریر کے انتخابی الفاظ جس سے کسیقدر انتشار بیگم صاحبہ کا پتہ دربارہ کرایہ جہاز کے چلتا ہے

ہمنے یہان سے چند خطوط اور تار آپکے اور برٹش قنصل صاحب کے نام متواتر بھیجے ہین لیکن اب تک نہ تو اُنکا کوئی جواب آیا اور نہ ہمکو یہہ معلوم ہوا کہ قافلہ شامی کی معیت مین ہماری روانگی کے انتظام کے متعلق کیا کارروائی ہوئی اور نہ اسکی کوئی اطلاع ملی کہ مالک جہاز کو جہاز نہ لانے کی ہدایت وقت پر آپکی جانب سے ہوگی یا نہین قافلہ محمل شامی کے آنیکا زمانہ بہت قریب ہی اور آپکی جانب سے کوئی تحریر یا اطلاع نہ آنے سے ایک گونہ تردد ہے۔ اسلئے جلد کیفیت سے مطلع فرمائیے کہ رفع انتشار ہو۔ فقط

مورخہ بستم ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ روز یکشنبہ مقام مدینہ طیبہ (مُہر نواب سلطان جہان بیگم)

معہ علامت دستخط

عثمان پاشا شیخ الحرم مدینہ طیبہ نے جو عنایتین بیگم صاحبہ کے ساتھہ فرمائین اُن کا تذکرہ حالات بیگم صاحبہ مین درج کیا جاویگا۔ یہان اتنا بیان کردینا کافی ہے کہ سب سے زیادہ خلوص کے ساتھ جس بزرگ نے بیگم صاحبہ کی مدارات کین اُن مین اوّل درجہ عثمان پاشا کا ہے۔

عبدالرحمن پاشا قافلہ سالار محمل شامی جو ترکی اخلاق حسنہ کی عمدہ نمونے ہین اونھون نے جو کچھہ بیگم صاحبہ کے ساتھہ سلوک کیا اوس سے مدت العمر بیگم صاحبہ اور اونکے خاندان والے مستغنی نہین ہوسکتے۔

یہی وہ ترک افسر ہے جس نے خود زخم کھاکر بیگم صاحبہ کی جان و آبرو و مال کی کما حقہ حفاظت کی مدینہ سے مکہ تک و عرفات و منی مین بھی ہر طرح کی امداد فرماتے رہے۔ اِسکے علاوہ ایک قیمتی گھوڑا صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب کو عنایت فرمایا اور چند خیمے عرفات و منی مین مفت رہنے کو دئے۔ اپنا تخت روان بیگم صاحبہ کو عنایت فرمایا۔ اگر کرایہ پر ایسا تخت روان لیا جاتا تو پانچسو روپیہ کو بھی میسر آتا۔

شریف علی بے جو شریف عبداللہ مرحوم کے خلف رشید اور شریف حال کے حقیقی بھتیجے ہین اور جنکا اثر حجاز مین شریف مکہ سے کم نہین اور جو تمام عرب مین اپنی فیاضی و حوصلہ مندی و دلیری سے ممدوح بنے ہوئے ہین اور جنکے ملنے سے مقام منی مین صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب نے اِس بنا پر گریز کیا تھا کہ وہ ہماری پیشوائی کو نہین گئے۔ اون سے بھی ایک گھوڑی قیمتی پانچسو پونڈ (ساڑھے سات ہزار روپیہ)

کی بمعرفت سلیمان باشم تاجر جدہ کے خریدی گئی تھی۔ صاحبزادہ صاحب موصوف اور وصول ہوئی اوسکی بابت سننے مین آیا کہ پچاس پونڈ روانہ کیئے تھے جسکو یہہ کہکر شریف علی بے سلنے واپس فرمایا کہ قیمت اگر دینی ہے تو پوری دیجیئے ورنہ آپ اسکو لے ہی چکی ہین۔ یہ سنکر خاموشی سے کام لیا گیا۔

علی حماد مزور مدینہ سے بھی ایک گھوڑہ قیمتی ۳۵ پونڈ صاحبزادہ عبداللہ خان صاحب کو حاصل ہوا اپنے ہوائی معلم جدہ نے آمد و رفت جدہ کے موقع پر دعوتین کین اور معلم موصوف کا بھی ایک گھوڑہ قیمتی چالیس پونڈ صاحبزادہ صاحب کو بلا قیمت وصول ہوا۔

غرضکہ صاحبزادہ صاحب و بیگم صاحبہ حصول تحائف مین بہت کچھہ کامیاب ہوئے اور اہل عرب بلین سے جس جس سے واسطہ پڑا ادہون نے سلوک و مدارات بیگم صاحبہ مین ہرگز پہلو تہی نہین فرمائی

## بیگم صاحبہ کے اخلاق و برتاؤ ہمراہی نیز اہل حجاز کے ساتھہ

جدہ مین جب جہاز بیگم صاحبہ کا پہونچا تو اہالیان حجاز نے مختلف قسم کی جھنڈیون سے جہاز کو آراستہ کیا جہاز کے پہونچنے پر توپون کی سلامی ہوئی اور بیگم صاحبہ کا شاہانہ احترام کیا گیا۔

جدہ مین روانگی ینبوع سے پہلے برٹش وائس کونسل نے احتیاطاً یہہ بات بیگم صاحبہ کے گوشگذار کردی تھی کہ حسب رواج ملک و عادات مشایخ بدو راہ مین کچھہ انعامات دینے کی ضرورت پیش آئیگی۔ اس رقم کا تخمینہ کرنا اگرچہ دشوار ہے مگر تین چارسو پونڈ کے قریب اس مد مین صرف ہونا ایک لازمی امر ہے۔

اس عرصہ مین وہ شرفائے عرب و شیوخ جو شریف مکہ نے ہمراہی کے لئے تعینات فرمائے تھے پہنچ گئے اور وہ بھی جہاز مین سوار ہو گئے۔ جہاز روانہ ہوکر ینبوع پہونچا۔ وہان بھی منجانب ترکی افسران کے عمدہ طریقے سے خیر مقدم کیا گیا۔

انہین شرفا و شیوخ نے اونٹون کا انتظام کیا۔ ینبوع کے قایم مقام نے چند افسر اور ایکسو ترکی سپاہی معہ توپخانہ کے بغرض احتیاط ہمراہ کردیئے (خیال ہوتا ہے کہ اسکی بابت انکے پاس احکام آگئے ہونگے)

ینبوع سے دوسری منزل پر قبایل بدوی نے حسب عادت اپنے عوائد (رواجی حقوق) طلب
اور یہ کچھ بیگم صاحبہ کے ساتھ خصوصیت نہ تھی بلکہ بدؤن کا یہ طریقہ عام ہے کہ جو لوگ انعام دینے
کی حیثیت رکھتے ہین اُن سے ضرور حقوق طلب کئے جاتے ہین۔ اسکو وہ قوم راہ مین امن قایم رکھنے
کا اپنا محصول سمجھے ہوئے ہے چنانچہ یہ لوگ انکے حقوق محمل مصری و محمل شاہی کے ہمراہی بھی ادا کرتے
ہین۔ امسال مصری قافلہ کے ساتھ یہ امر پیش آیا۔ اول سے ینبوع کے مقام پر بھی طلبی حقوق ہوئی
جب اونکی جانب سے حقوق ادا ہونے مین تاخیر واقع ہوا تو بدوؤن نے قافلہ اٹھانے سے صاف انکار
کر دیا۔ تب ابراہیم پاشا قافلہ سالار محمل مصری کو قیام کرنا پڑا اور اس واقعہ کی اطلاع قسطنطنیہ مین
باب عالی کو اور قاہرہ مین خدیو مصر کو دیگئی۔ خدیو نے جواب دیا کہ اگر راہ مین کوئی اندیشہ یا خطرہ ہے
تو امسال محمل مدینہ جانے نہ پائے مگر باب عالی سے حکم آیا کہ محمل مصری ضرور مدینہ جائے محمل کے ساتھ ترکی فوج
جائے اور عام راستہ جس مین قبایل بدوی سے اندیشہ ہے چھوڑ کر دوسرا راستہ جو آٹھ منزل کا ہے
اختیار کیا جاوے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ امسال محمل مصری کو دوسرے راستہ سے لیجانا پڑا۔ یہ امر قطعی غلط
شہرت پکڑ گیا ہے کہ مصری مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ اس سے زیادہ کوئی بات اہل مصر کے ساتھ
نہین پیش آئی جتنا کہ اوپر بیان ہوا

بیگم صاحبہ کو باوجود اطلاع ہو جانے کے بھی والس کونسل سے اُن حقوق کے عطا فرمانے مین
پس وپیش ہوا اُن بدوؤن نے اپنے شعار کے موافق گفتگو مین آزادی برتی صاحبزادہ عبید اللہ خان
صاحب کو یہ طریقہ نہایت گران گذرا۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ جن لوگون کے کان ایسی باتون سے
آشنا نہین اُنکو آزاد گفتگو ور یوزہ گر جماعت کی کب خوش آسکتی ہے۔

اسطرف وہ قوم کی قوم جبریہ حکومت کی خوگر نہین نہ طریقہ سیاست و احکام و اقوال مہذب
ریاستون سے باخبر نہ اُمیدوار بود و بد انجد کے وعدہ سے واقف بلکہ ہر طرح انعامات لینے کی عادی
ادہر صاحب حکومت رئیس کے لئے جسکو مدت العمر مین کبھی اپنے سے کم رتبہ شخص کی معقول
درخواست اور خلاف مزاج عذر سننے کا اتفاق نہوا ہو اوسکے لئے یہ کیسی انوکھی بات ہے کہ ایک گداگر

قوم۔ انعام وخیرات کیا مانگتی ہے گویا ایک رزیڈنٹ مطالبہ قیصری و سلطانی کا خواہان ہی۔
ریشہ کے دماغ مین شانِ ریاست کے ساتھہ گورنمنٹ ٹرکی کے اہتمام پر بھروسہ۔ ہمراہی مین جان نثار
تیّار فوج حاضر۔ ذاتی ملازمان مین بھی سپاہی منش اصحاب ساتھ پھر فضول اخراجات و بیجا طور پر روپیہ
برباد کرنا فطرت مین داخل نہین ان اسباب سے بدوؤن کی کیا پروا کیجاتی اور کیون اون کا کاسۂ طلب بھرجاتا
اودہر کہنے کو تو وہ مفلس و بے سامان قوم مگر مارنا اور مرجانا اُنکے لئے ایک دل لگی پہر ایک کثیر المقدار
جماعت کے ممبر قبائلی قانون کے رو سے چنگیز خانی رسم ورواج کے پابند۔ اسکے ساتھہ ضدّی جاہل
کندۂ ناتراش پہر تو کسطرح اب بے لطفیان و ضدین بڑہنی شروع ہوئین۔
وادیۂ خیف سے آگے ایک مقام جدیدہ پر اونہون نے چند ہوائی فیر کرکے یہ جتلادیا کہ ہم عادتًا اس طریق سے
بھی انعام لینے پہ مجبور کرتے ہین۔ لیکن اس کا بھی کوئی خاص اثر نہوا۔ پھر بھی یہ کاروان بغیر کچہہ دئے لئے
آگے روانہ ہوا۔ تیسری منزل پر ایک جم غفیر مشائخ بدوی سدّ راہ ہوا اور چونکہ اونکو کوئی جواب
شافی نہین ملا تھا اسلئے ایکبار زیادہ زور و شور کے ساتھ حفاظتِ راہ کے حقوق آتشی زبانون
سے بذریعہ فیر طلب کئے گئے۔
ٹرکی سپاہی سینہ سپر ہوکر لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ مگر اہلِ قافلہ کے ہاتھ پاؤن پھول گئے ہمراہی
مشائخ درمیان مین پڑے۔ بعد از گفتگو بسیار مجبورًا مشائخ کو انعامات مرحمت فرمائے جانے کا حکم صادر
ہوا۔ اب مشکل یہ پیش آئی کہ تعداد وزن بہی دکہانا منظور ہوا۔ نوٹ یا اشرفی کا دیا جانا قلیل مقدار
سمجھکر نامناسب خیال کیا گیا چونکہ روپیہ کی شکل مین وافر رقم خزانہ مین موجود نہ تہی اسلئے ہمراہیون
سے لیکر روپیہ جمع کیا گیا
چار پانچ ہزار یا اس سے کچہہ کم و بیش انعام کا دینا کئی ہزار بدوؤن کو قرار پایا۔ دو سال سے اکثر
بدوی قبائل اپنی امیدین مشہور خبرون کی بنا پر قایم کئے ہوئے تہے۔ یہ رقم اونکو کم معلوم ہوئی کچہہ قبائل
نے انعام قبول کیا اور کچہہ نارضامند ہوکر بغیر لئے چلے گئے اور بعض قبائل کو مدینہ پہونچکر بخشش کی اُمید
دلائی گئی اس آخر وعدہ نے پہر اونکی امیدون مین جان ڈالدی۔ اب چند مشائخ بدوی بامید انعام

قافلہ کے ہمراہ ہو لئے۔

ایک منزل قبل مدینہ منورہ کے چند ترکی افسر معہ کثیر لشکر کے بطور پیشوائی آگئے اسوقت ہر طرح اطمینان ہو گیا کہ اب بدو کچھہ نہین کر سکتے۔ قافلہ بخیریت تمام مدینۂ طیبہ پہونچا۔ مدینہ سے باہر شیخ الحرم نبوی محافظ مدینہ معہ اعیان و شرفاے مدینہ کے فوج و باجے جنگی کے ساتھہ استقبال کو آئے۔ اور نہایت جشن و شان کے ساتھہ شہر مین لیجا کر اوس مکان مین جو شریف صاحب کے حکم سے محلہ ساخ مین تمام ضروری و مکلّف سامان سے آراستہ ہوا تھا۔ فروکش کرایا۔ صاحب خانہ نے مکان کی درستی و آراستگی مین چھہ سات ہزار روپیہ واللہ اعلم کن امیدون پر صرف کیا تھا۔

۱۳۔ رمضان المبارک کو نزول اجلال ہوا سید صافی صاحب خانہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی افطاری کھانا سحری معہ کل ہمراہیون اور فوج کے لئے وقت پر پہونچایا گیا۔

دو یا تین دن کے بعد خواہ اس خیال سے کہ کرایہ مکان زیادہ دینا پڑے یا کسی دوسری وجہ سے اسکی اقامت ترک فرمائی چوتھے دن ایک دوسرا مکان چالیس پچاس پونڈ کرایہ پر معرفت سید علی ظاہر جو ریاست کے منصبدارون مین ہین۔ نظام الدین سبے کا قریب باب مجیدی اپنے واسطے۔ اور ایک دوسرا مکان سید حمزہ رفاعی کا چوبیس پونڈ کو ملازمان کے لئے لیا گیا۔

مشائخ بدوی جو امید ون پر لگے ہوئے آئے تھے اُن سے الفاے وعدہ مین تغافل فرمایا۔ وہ ناخوش ہو کر چلے گئے لیکن چلتے چلتے یہہ کہہ گئے کہ بغیر دئے ہمارے حقوق کے ان راستون سے گزرنا دشوار ہے اسکے بعد وہ اشراف و مشایخ جو شریف مکہ کی جانب سے انتظام راہون کے لئے متعین تھے وہ بھی رخصت کر دئے گئے۔

ان اسباب سے ایسی باہمی مخالفتین قایم ہو گئین جنہون نے اہل حجاز کے دلون مین یہ بات جما دی کہ بیگم صاحبہ ہماری قوم و ملک مین سے ایک متنفس کی بھی واجب الرعایت نہین۔ اس سے زیادہ بیگم صاحبہ کو واقعہ سدراہی نے کل اہل عرب کیطرف سے بدظن کر دیا او ہنون نے یہہ قرار دے لیا کہ انلوگون مین ایک بھی لایق مہربانی اور مستحق التفات نہین ہے۔

ان اختلاف و تشدد و نارضامندی سے اون خرابیون کی بنیاد پڑین جنہون نے آخر زمانہ سفرِ حج تک بیگم صاحبہ کو بے لطف و بے کیف رکہا اور اس بدمزگی کے باعث اہلِ عرب مین سے ایک شخص بھی بیگم صاحبہ کی مداحی کا شرف نہ حاصل کر سکا۔

یہہ اخبارات مدینہ سے مکہ پہونچائے گئے اون کی طفیل مکہ والون مین پہلے سے بیگم صاحبہ کی نسبت خلاف رائے قایم ہوگئی۔ عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی نے پہلے بیگم صاحبہ کی دعوت کی جسمین کل اعیان و شرفائے مدینہ شریک تھے۔

چند روز بعد بیگم صاحبہ نے شرفاء مدینہ کو مدعو کیا لیکن دعوت مین مذاق ملک و عادت عرب کا خیال ترک کردیا اسلئے جو جو شریک دعوت ہوئے اُن کو ست کی پایا۔ ہندوستانی کھانے جنمین سُرخ مرچین بکثرت تھین چھوٹی چھوٹی طشتریون مین سامنے رکھے گئے اور اُنکے ساتھ ٹھنڈی چپاتیان جو ترک و عربون کے لئے لوہے کے چنے تھے۔ گو دعوت کے وقت اپنے خلق صحیح و طبایع ظریفانہ کی وجہ سے کسی متنفس نے اثر بےلطفی ظاہر نہ ہونے دیا مگر واقعی حال کب چھپ سکتا ہے آخر مین اسکے چرچے شکایت آمیز سُننے مین آئے۔

عثمان پاشا نے دعوت و استقبال پر ہی اکتفا نہ فرمایا بلکہ پانچ چھہ ہزار کے تحائف بہی عنایت کئے اسکے عوض مین بیگم صاحبہ نے بھی ایک لیشب کی بیچ پیالی۔ ایک لیشب کا قبضہ شمشیر ایک کمخواب کا تھان دو دوشالہ جنکی مجموعی قیمت ثقہ راویون نے ایک ہزار کے قریب بیان کی۔ پاشا نے موصوف کو ہدایہ بھیجے جنکو اونھون نے نہایت مسرت و شکر گزاری کے ساتھ قبول فرمایا۔

عام حسنات کے ظہور کے بہت کچھہ لوگ منتظر تھے۔ مگر انکی شجرِ آمتید مین عمدہ ثمر نہ آئے۔ چلنے سے کچھ پہلے لوگون کے کہنے سُننے سے حکم دیا گیا کہ ساٹھہ آدمیون کا کھانا روزانہ تقسیم کیا جاوے۔ تقسیم کی صورت یہ مقرر ہوئی کہ کھانے کی دیگ حرم نبوی مین بھیجدی جاوے اور مسجد حرم مین تقسیم ہوا کرے۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حرم نبوی کی عظمت اِس امر کی مانع ہے کہ وہان غربا و مساکین کے باہم کھانے پر مار کٹائی و ہنگامہ برپا ہو۔ علاوہ اِسکے مسجد کے قیمتی فرش و جانمازین جو اعلےٰ درجہ کے نفیس ہین انکے خراب ہونے کا بھی کامل یقین تہا۔ چنانچہ ایک دن کے تجربہ مین یہہ دونون خرابیان دیکھکر شیخ الحرم نے

کھلا بھیجا کہ اس طریقہ خیرات سے جائے قیام پر تقسیم انسب ہے جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ مصرفِ خیر گو قلیل ہی تھا مسدود کر دیا گیا اور عذر یہ بیان کیا گیا کہ ہمکو خیرات کرنے سے ممانعت کی گئی۔

غرضکہ امیدواروں کی امیدین اور عام منتظروں کی آرزوئیں آخر تک یون ہی پژمردہ رہیں چلتے وقت جنکو کچھہ دیا گیا اُن کی تفصیل آیندہ ملے گی۔ قیام مدینہ طیبہ مین ایک دو مرتبہ بعض خیر طلب اشخاص نے خاص خاص موقعوں پر رفع بدنامی کی تدابیر بتلائیں جسپر بیگم صاحبہ نے آشفتہ ہوکر جواب دیا کہ ان کمبختون کے کاسۂ حرص کے لئے خزانۂ قارون بھی کافی نہیں۔ دوسرے ایسون کے ساتھہ کوئی رعایت وسخاوت کرنی ثواب نہیں۔ بیچارے خان بہادر عنایت حسین خان تو ایسے مستورہ کے طفیل معتوب ہوئے اور حجاز مین وہ نارضامندی نہ رفع ہوئی

سب سے زیادہ استعجاب سے دیکھنے کے قابل سقّون کا واقعہ ہے۔ جدہ سے دس سقّے راستے کے لئے نوکر رکھے گئے مدینہ پہونچکر وہ موقوف کر دیئے گئے لیکن تنخواہ کے لئے امیدوار لود وہ بدا منند کا مقولہ پیش نظر تھا اُن بیچارے مسکینوں کی سخت ردی حالت تھی کوئی اونکی فریاد کی سماعت نہ کرتا تھا۔ اس دوران مین برٹش کونسل مدینہ پہونچ گئے۔ اُنکے سامنے بھی یہ شکایت پیش ہوئی اُنکو پہلے یقین نہ آیا مگر تحقیق کرنے پر معاملہ سچ پایا۔ اونھون نے مہتمم کار صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب کو کہلا بھیجا کہ یہ نہایت رکیک بات ہے کہ سقّے موقوف بھی کر دیئے گئے اور پھر اون کا حق خدمت نہیں دیا جاتا۔ اسپر بھی اُنھون نے ٹال دیا۔ تب برٹش وائس کونسل نے اُن کی غریب الوطنی اور فاقہ کشی کی حالت پر رحم کھا کر اپنے پاس سے اوس وقت اُنکی تنخواہیں ادا کر دیں سقّون کو یون جا کر مصیبت حق تلفی سے نجات ہوئی۔ آخر مین وہ روپیہ بیگم صاحبہ کے حساب مین مجرا لیا گیا۔

جدہ سے مدینہ جاتے وقت بیگم صاحبہ کا مصمم ارادہ واپسی کا براہ ینبوع تھا۔ اسلئے کرنل ایٹ سے استدعا کی کہ ینبوع سے جدہ لانے کے لئے کوئی جہاز چارٹر کر دیا جائے۔ مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے جہاز خدیوی اسٹیمر جو خدیو مصر کا ہے دوسو پچاس پونڈ کو چارٹر کیا اور اس چارٹر کی مراسلت ٹیلیگرام مین اسّی پچاس پونڈ صرف مین آئے۔

مدینہ کے چند روزہ قیام میں اونہیں معلوم ہوگیا کہ اس راستہ کے بدوؤن کے تیور اچھے نہیں ہین
تب کونسلیٹ مین خبر دی کہ ینبوع کی راہ سے قصد فسخ کر دیا گیا آپ چارٹر منسوخ کرا دین تاکہ ہمکو معاہدہ کی
رو سے کچھ دینا نہ پڑے

اس خبر سے کونسل صاحب کے ہوش اڑ گئے کیونکہ جہاز کا چارٹر کرنا کچھ کھیل و دل لگی تو نہیں تھا معاہدہ کے
بعد فسخ معاہدہ پر بھی مالک جہاز کل اپنا مطالبہ یا منافع بلا وصول پا سکنے کا مستحق ہے۔ لہذا کونسل صاحب نے
اپنے نائب کو واسطے سمجھانے بیگم صاحبہ کے [illegible] کے [illegible]
پیش آئے کہ وائس کونسل بیگم صاحبہ کو [illegible] اور [illegible] ان کو واپسی کا [illegible]
برٹش کونسل نے ہر ایک وسائل ممکنہ سے تصفیہ معاہدہ جہاز کی [illegible] اور ایک حصہ
کرایہ جہاز و مصارف مراسلت وغیرہ کا بیگم صاحبہ کو [illegible]
پونڈ کی رقم بچ گئی۔

[illegible] کے ساتھ [illegible] فہرست حسب ذیل ہے۔

شیخ الخطباء - ائمہ و خطبا - شیخ المؤذنین - مؤذنین - [illegible]
شیخ الفراشین - فراشین [illegible] - شیخ [illegible]
شیخ السادات - سادات مدینہ - علماء

ان سب بزرگوارون کو کچھ نہ کچھ دیا گیا تفصیل و تعداد عطیہ ہم تک صحیح نہیں پہونچے۔

البتہ بعض زنانی رباطون مین مساکین مستورات کو فی عورت دو دو آنہ نقد مرحمت ہوئے شیخ
علی حماد مزور کو جسنے تین ماہ کامل خدمت مین شبانہ روز حاضری کا شرف حاصل کیا اور جس بیچارے
سے صاحبزادہ صاحب نے ایک گھوڑا قیمتی ۳۵ پونڈ حاصل کیا اور جسنے اپنے دو بھائی اور ایک ملازم
کو پیشوائی کے لئے ینبوع تک روانہ کیا۔ علاوہ اُن مشکلات کے جو اس سفر مین ہر ایک کو برداشت کرنے
پڑتے ہین۔ تمام مصارف سواری و باربرداری و خوراک وغیرہ بھی اوسکو اپنی ذات سے صرف کرنے پڑے
اسکے بعد یہ زائد خدمت اور انجام دی کہ دو گھوڑے بیگم صاحبہ کے مدینہ سے مکہ تک اپنے صرف سے پہونچائے

اور خود بھی کہ مین خدمت بابرکت کی حاضری کا اعزاز حاصل کیا معہ جمیعت لہوڑہ لے پچاس پونڈ اوسکو مرحمت ہوئے جو اوسکے ذاتی صرف کے مقابلہ مین نصف کی مناسبت اور ادائے خدمات کے معاوضہ مین صفر کی حیثیت رکھتے ہین۔

جس وقت ملازمان بیگم صاحبہ مکہ کے مکان سے بحکم شریف صاحب علیحدہ کیے گئے۔ اونہون نے ایک مکان چالیس پونڈ کو کرایہ لیکر واقعات پیش شدہ کی اطلاع مدینہ طیبہ مین بیگم صاحبہ تک پہونچائے۔ اس خبر نے بیگم صاحبہ کو سخت انتشار مین ڈالا۔ حالت پریشانی مین اونہون نے متواتر تحریرات شریف صاحب کی خدمت مین روانہ کین غالبًا وہ مضامین صلح جو اور براءت طلب ہونگے۔ برٹش کونسلیٹ کو بھی اس خبر سے ایک گونہ تردد پیدا ہوا اسلئے کونسلیٹ کی طرف سے ہرطرح کی کوشش کی گئی کہ جہان تک ہوسکے بے لطفی رفع ہوا ور آیندہ بدمزگی نہ بڑھنے پائے

تخمینی ڈہائی مہینے بعد مدینہ طیبہ سے بیگم صاحبہ ہمراہی قافلہ شامی روانہ ہوئین۔ خیال تھا کہ اُنکی کی راہ سے بوجہ کم ہوجانے کرایہ جہاز کے کفایت ہوگی اور راستہ مین بحمایت ترکی سپاہ جرارہ ہمراہی محمل کے بدوؤن کے انعام طلبی کی جفا سے امن ملیگا لیکن دونون باتون مین نتیجہ خلاف توقع نکلا۔

فی اونٹ دس یا گیارہ اشرفی شامی محمل کے اونٹون کی قرار پائین۔ اسلئے بجائے ڈہائی سو اونٹون کے ۴۲ اونٹ محمل شامی کے عرفات تک اور پچیس اونٹ مکہ تک بارہ بارہ مجیدی کو بدوؤن کے کرایہ کیے گئے پندرہ سانڈنیان یعنے رکب فی سانڈنی چار اشرفی کو طے پائے مگر راہ مین نہ معلوم کس اتفاق سے بجائے چار اشرفی کے تین اشرفی کرایہ کردیا گیا۔

محمل کے ساتھ کے لئے خاص خاص اشخاص چُن لیے گئے۔ باقی ہمراہیون کو دو دو اشرفی فی کس دیکر ینبوع کی راہ چلتا کیا۔ اور کچھ ہمراہیون کو مدینۃ الرسول میں رسول مقبول صلعم کے حفظ مین چھوڑ دیا گیا حضرت شاہ ابواحمد نقشبندی جنکے ساتھ بیگم صاحبہ کو ارادت بھی ہوگئی تھی وہ بھی مدینہ مین چھوڑ دئے گئے جو کسیطرح قرض دام لیکر موقع حج تک پہونچ سکے۔

باقی جن اشخاص کو دو دو اشرفی دیکر براہ ینبوع روانہ کیا تھا اون مین سے چند اشخاص اپنی مصیبت آمیز

داستان راہ کی تکالیف، پیادہ پائی کی ایذا، بھوک و پیاس کے صدمات کو بڑی دردناکی سے بیان کر سکتے ہیں۔ اور حقیقت میں اس قلیل مقدار خرچ کا ایسے بری و بحری طویل سفر کے لیے اقتضا ہی یہ تھا کہ خود بھوپال خود دولت کو شامی محمل کی ہمراہی نے بھی اطمینان نہ بخشا۔ تیسری منزل پر شائخ بدوی عبد الرحمن پاشا محافظ قافلہ کے پاس آئے اور صاف لفظوں میں بیان کیا کہ اگر بیگم صاحبہ ہمارے حقوق نہ ادا کرینگی تو ہم سب تنہا نہ چھوڑینگے آپ کے لیے ہماری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں محمل سے ہمیں کوئی تعرض نہیں۔

عبد الرحمن پاشا نے فرمایا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم بیگم صاحبہ کو چھوڑ دیں وہ ہماری حمایت و حفاظت میں ہیں اور اسکے ساتھ اپنے پاس سے انعام و اکرام دیکر ان کی آتش غضب و جہالت کو کسیقدر فرو کیا۔ بیگم صاحبہ کو بھی اس گفتگو کی اطلاع دیگئی تو انہوں نے آشفتہ ہوکر فرمایا کہ ہماری حفاظت با وصف کثیر التعداد ترکی فوج بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ اسکے ساتھ دہی وعدۂ آیندہ کی نوید ارشاد فرمائی گئی۔

چونکہ بدوؤں کو پچھلے مرتبہ مدینہ پہونچکر ناکامی ہوئی تھی اور ایفائے عہد نہوا تھا اسلئے وہ رضامند نہوئے اور اپنی طبعی جہالت و سرکشی پر آگئے قافلہ پر گولیاں برسنے لگیں۔ ترکی فوج نے قافلہ بھوپال کو اپنے درمیان میں لیا اور سینہ سپر ہوکر لڑنے لگے۔ موقع بہت ہی بے موقع اور کٹھن تھا۔ افسر و سپاہی جا بجا پہاڑوں پر چڑھتے اونترتے تھے اور گھاٹیوں میں پہونچتے تھے لیکن شنوائی لڑائی کی کم ہوتی تھی۔ بالآخر توپ پہاڑ پر لیجانی پڑی اور اسکے چند فیر کیے گئے تب جاکر بدوؤں نے کہیں جگہہ چھوڑی اسمیں بدوؤں کی جانب قریب ستر کے جانیں تلف ہوئیں۔

ترکوں کی جانب سے ایک لفٹننٹ (یوزباشی) فوج جدہ ایک اجیٹن (بین باشی) فوج محمل شامی کام آئے چار سپاہی ترک زخمی ہوئے ایک سپاہی جان سے مارا گیا۔ خود عبد الرحمن پاشا کے جو لڑائی کے وقت سب سے آگے تھے بالوں کے چھٹنے میں ضرب آئی مگر خیر گذری۔ ایک قرابت مند پاشا سخت زخمی ہوے جنکی بابت سننے میں آیا کہ مکہ معظمہ پہونچکر جان بحق ہوگئے۔ چند مسکین حجاج کام آئے۔ گیارہ اونٹ مارے گئے۔ دو گھنٹہ سے زیادہ گولیاں چلیں۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن قافلہ بھوپالی میں ایک متنفس کو ترکوں نے آسیب نہ پہونچنے دیا۔

ہیوبالی تبیر افلن فان ولا وروں کی احتیاط مقتضائے وقت قابل داد ہے۔ تنقد فون مین پوشیدہ بیٹھے مشکون مین پیشاب کرتے تھے۔ ترکی افسر و سپاہیون کی جوانمردی جانفشانی۔ تجربہ کاری۔ اور دانشمندی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ بیگم صاحبہ اور اُنکے تمام ہمراہی ہرطرح محفوظ و سلامت رہے۔ ورنہ بیگم صاحبہ کی بے موقع افراط احتیاط صرف۔ اور وحشی بدوؤن کی طبعی جہالت نے ایذا رسانی مین کوئی کوتاہی و کمی نکی تھی۔

اس مقام کارزار سے چھ منزل چلکر وادیٔ فاطمہ مین جہان سے مکہ معظمہ چند میل کے فاصلہ پر ہے بیگم صاحبہ نے امیر قافلہ شامی جناب عبد الرحمن پاشا سے فرمایا کہ اب مین ہرطرح حاضر ہون جو کچھہ آپ خرچ کرنا چاہین اور جہان مناسب سمجھین مجھے مطلع کرین اُس مین دریغ نہوگا عبد الرحمن پاشا نے ارشاد کیا کہ خدا ہمارے سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کو زندہ و سلامت رکھے جو حاجتمندون کی حاجت روا اور مصیبت زدون کے دستگیر ہین اور جنکے صدقہ مین ہم جسقدر چاہتے ہین اور جسکے لئے چاہتے ہین بے دریغ صرف کرتے ہین اور اب تک ہر موقع پر خزانہ سلطانی سے بے تکلف جتنا چاہا صرف کیا گیا اور آیندہ بھی صرف کیا جاوے گا۔ آپ کے خیال کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

بیگم صاحبہ کو خرچ کرنے کا خیال آیا مگر بدیر آیا۔ چونکہ قول سے فعل مین نہ آیا اسلئے بیکار تھا۔ یہی خیال اگر مدینہ طیبہ مین ایفائے عہد کے لئے آتا یا دوبارہ اپنے عوایدِ جیب بدوؤن نے طلب کئے تھے مقام ملف پر پیدا ہوجاتا تو اس قدر کُشت و خون و ہنگامہ آرائی کی نوبت کیون پہونچتی۔ یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے اور یہ مسئلہ استفتاء چاہتا ہے کہ اُن بے گناہون کا خون جو جابجا بے موقع پیدا قتل ہوئے کسکی گردن پر رہا ؎ کیا ہی قتل ہمکو دوست نے ایماے دشمن پر + ہمارا خون ٹھہرے دیکھئے آپ کس کی گردن پر۔ خیر مواخذہ عقبےٰ تو باختیار خدا ہے لیکن کشتون کی دیت جو ازروے معاہدہ و قانون ذمہ دار پر واجب ہے وہ کون ادا کریگا اور کون ذمہ دار قرار پائیگا۔

بیگم صاحبہ کے مکہ پہونچنے سے چند روز قبل برٹش والس کانسل مکہ پہونچ گئے تھے اونہون نے درمیانی بے لطفیون کا کامل ازالہ کردیا تھا۔ اسلئے مکہ پہونچنے پر بیگم صاحبہ کی خوب آؤ بھگت۔ تواضع و مدارات ہوئی اور نہایت شان و عزت کے ساتھ وہ قیام گاہ تک لائی گئین جسوقت قافلہ مکہ مین جائے قیام پر پہونچا

تو معزز ہمراہیوں تک کی حالت قابل رحم تہی - چہرہ پر ہوائیان اوڑرہین - لبون پہ پہپڑیان پڑی تہین
شدت تشنگی و گرسنگی نے بیدم کر رکہا تہا - میجر مرزا کریم بیگ صاحب و کپتان قندہاری محمد حسین خان صاحب
تہوڑی دیر لیٹ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ سات پہر ہوگئے کہ منہ مین اوڑکر کہیل تک نہین گئی
سل راہ مین بوقت تمام ایک میر آبار سے ٹنا گران قیمت پر میسر آیا تہا - اِس داستان مصیبت نے واقعی سننے
والون کو صدمہ دیا اُنکے واسطے فوراً کہانا منگوا یا گیا - ہم جنکے مہمان تہے وہ شریف مکہ کے امام اور اُنکی
خاتون سلطانی حرم سرا مین قسطنطنیہ بہیجے ہین جب اونکو علم ہوا کہ بیگم صاحبہ کے معزز مصاحبان کے
لئے کہانیکی ضرورت ہی تو اونہون نے کئی خوان مین مختلف قسم کی ترکی - عربی - ہندوستانی لطیف
کہانے بہیجے جنکو دیکہکر دونون صاحبون نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ تمام زمانہ سفر حجاز مین آج
کہانا نصیب ہوا ہے -

فرد کش ہوجانیکے دوسرے دن بیگم صاحبہ نے ایڈ ہیر صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب کو بنیابت
شریف صاحب و والی مکہ کی خدمت مین ملاقات کے لئے بہیجا اور معذرت کے طور پر کہلا بہیجا کہ اگر مین
احرام مین نہوتی تو خود حاضری کی عزت حاصل کرتی - اب انشاء اللہ بعد حج یہ شرف حاصل کرونگی -

مکہ پہونچنے کے دو دن بعد عرفات کی روانگی کا وقت آیا - محمل شامی کے جو اونٹ کرایہ کئے گئے
تہے وہ تمام ہمراہیون کے لئے پہلے ہی سے کافی نہ تہے اب تو پچاس ہمراہی وہ زیادہ ہوئے جو مدینہ طیبہ
کی حاضری سے محروم ہوگئے تہے اور اِس سے زیادہ وہ ہمراہی شامل ہوگئے جنکو براہ ینبوع جدہ ہوکر
اجازت روانگی مکہ معظمہ ملی تہی - اِس اعتبار سے قریب قریب نصف ہمراہیون کو ضرورت سواری تہی مگر
مشکل یہ پیش آئی کہ باعث کثرت حجاج سالہائے گذشتہ سے کسیقدر زیادہ کرایہ اونٹون کا ہوگیا -
بجائے پچیس روپیہ کے اب ستائیس کرایہ کے مقرر ہوئے تہے - یہان کفایت کرایہ کا ہر طرح خیال پیش
نظر - پہر منزل بہی کچہہ دور نہ تہی اِسلئے بیشتر ہمراہیون کو پیادہ پا مکہ سے عرفات جانے آنے کا شرف
و ثواب حاصل ہوا بعض پردہ نشین مستورات جو پیادہ چلنے سے معذور تہین اونکے لئے شغدفون کی
کفایت نکالی گئی اور آخر وقت سانڈنیون پر سوار کراکے عرفات روانہ کی گئین حقیقتاً اِس سفر مین

جسقدر ایذاؤن پر صبر کیا جاوے اوسی معیار سے ثواب مین بہی افزونی ہوتی ہے۔

منتظمان ہمراہی کی اگر شکایت کیجاوے تو شاید بیجا ہو۔ انتظامات کی یہ ابتری تہی کہ ضروری خیمہ جات و چہولداریان تک ہمراہ نہ تہین جو عرفات و منی مین کام آتین اسکے لئے اگر شریف صاحب و والی مکہ و عبدالرحمن پاشا کی مجبوری عنایتین پردہ پوشی نہ ہوتین تو غریب حجاج کیطرح شقدفون مین یا قدرتی شامیانہ آسمان کے نیچے بسر کرنی پڑتی تاہم تکلیف سے نجات ممکن نہ تہی۔ ایسے موقع پر مانگے تانگے کے خیمے یا چہولداریان جیسے مل سکتی ہین ویسے میسر آئین پہر کافی نہ تہین۔ جو ملین وہ فرش و فروش کے لحاظ سے بالکل بے سر و سامان [illegible] اسی حیثیت کی تہین جیسے عرفات مین بچشم خود اس بے سروسامانی کی حالت کو معاینہ کیا۔

شریف صاحب و والی مکہ نے [illegible] وقت فرمایا تہا کہ [illegible] خیمے [illegible] وغیرہ عمدہ کرایہ پر [illegible] مکان ہین۔ باوجود اس کہنے کے [illegible] بوسیدہ و خراب خیمے و چہولداریون پر اکتفا فرمایا عرفات کے بعد منی مین [illegible] محل [illegible] قیام کیا گیا۔ تعجب ہے کہ مقام [illegible] مکانات و کمرے آراستہ و وسیع باسانی میسر آسکتے تہے [illegible] حجاج تک کو تقسیم کیا گیا مگر بیگم صاحبہ [illegible] خیمے و چہولداریون [illegible] اوقات [illegible] کو [illegible] فرمایا۔

اگر چاہا جاتا تو گو پہلے سے کوئی انتظام نہین کیا گیا تہا تاہم اوس وقت مکانات کا مل جانا دشوار نہ تہا زیادہ سے زیادہ یہ ہی نسبت کرایہ گران دینا پڑتا ہم اس بارہ مین بیگم صاحبہ پر ہرگز کوئی الزام قائم کرنا نہین چاہئے۔ یہ خرابی منتظمان ہمراہی کی کہی جا سکتی ہے۔ [illegible] ایسا ہی [illegible] سمجہا کہ بیگم صاحبہ سے معقول پیرایہ مین اوسکے معتمد اہلکار عرض کرتے اور وہ پہر بہی اپنی اس تکلیف پر اصرار فرماتے جاتین بیگم صاحبہ بوجہ پردہ نشینی خاص ضرورت کے وقت پر کہین آتی جاتی تہین [illegible] عام طور پر انکی جانشینی [illegible] صاحبزادہ عبیداللہ خان قائمقامی کی عزت حاصل کرتے اونکی وہی رعایت کیجاتی جو بیگم صاحبہ کی ہونی چاہئے منی مین ایک دربار ہوتا ہے جسمین فرمان سلطانی پڑہا جاتا ہے اوسمین تمام اراکین و افسران و معززین [illegible]

ہوتے ہین - دربار منعقد ہوچکا تھا بسبب آخر ہین صاحبزادہ صاحب پہونچے ہمرکابی ہین مرزا کریم بیگ تھے شریف صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو اخلاقاً اپنے پہلو مین جگہ دی - بعد اختتام دربار صاحبزادہ صاحب بہمراہی برٹش وائیس کونسل کے والی صاحب سے ملنے گئے - قریب ہین اور چند شرفاء اور عمائد مکّہ کے خیمے تھے - اُن سے بھی ملنے کے لئے کہا گیا - اسپر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہ لوگ ہماری پیشوائی کو مکّہ سے باہر گئے تھے جواب ملا نہیں - آپ ملنا اُن سے شایانِ اخلاق کے منافی خیال کیا گیا اور اپنے خیمے کو واپس چلے گئے - جب اور اصحاب اُن سے ملنے گئے تو بیٹھنے کے لئے فرش تک نہ بچھا تھا - جلدی جلدی چاندنی و پلنگ کی چادروں کا دھوپ بچانے کی غرض سے سائبان تانا گیا - پلنگ کی دریوں کے جوڑ لگاکر نیچے فرش کیا گیا - یہ غنیمت ہوا کہ فرش پر ایک کلابتونی عمدہ کام کی جھول بچھائی گئی مگر تکیون کی بدنمائی نے جنکے غلاف جابجا سے پھٹے ہوئے تھے اور جنپر تیل کے دھبّے لگے ہوئے تھے اوس کا مداریالاے فرش کی خوبی کو بے رونق کردیا تھا - حقیقت مین منتظم و صاحب تمیز اصحاب کی کمی تھی - اور جو تھے وہ ایسے بددل تھے کہ ہر کام سے جی چُراتے تھے - غالباً مدینہ منورہ مین نصیر المہام عنایت حسین خان بہادر کو جو کسی مشورہ کی بنا پر سفر مندگی اوٹھانی پڑی تھی اوسی وجہ سے ہر شخص ایسا خائف تھا کہ سب نے بلکہ معمولی انتظام سے بھی سبکدوشی اختیار کرلی تھی - دراصل یہ بات ملازمان کی بداخلاقی مین داخل اور اپنے آقا کی خیرخواہی و دلی نمک حلالی کے صریحی منافی تھی -

ابراہیم پاشا سپہ سالار محمل مصری و یوسف آفندی وغیرہ افسران فوج مصر بہت عرصہ تک بیٹھے رہے مگر کسی نے قہوہ کو پوچھا نہ چاء آئی - اِن لاپرواہی و مراسم عرب و اسلام کے خلاف بداخلاقیون پر آشفتہ ہوکر اِن اصحاب نے اپنی کبیدگی بھی ظاہر کی اور فرمایا کہ کیا ہندوستانی یہ بھی معمولی مدارات بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہین یا ہندوستان مین ایسے مواقع پر بھی تواضع کا رواج نہین - اسیطرح بہت چوبدار و ملی وکوچوان و سائیس وغیرہ شریف مکّہ کے مبارکباد کو حاضر ہوئے جنکو صاحبزادہ صاحب کی طرف سے انعام کی اُمید دلائی گئی مگر وہ حکم محتاج منظوری جناب بیگم صاحبہ تھا اِسلئے اوس وقت معرض التواء مین رہا - خود بدولت بیگم صاحبہ نے اپنی ذات خاص و چند ہمراہیون کے لئے پانی کا ٹھیکہ دیدیا تھا

باقی ہمراہی جو اس سبیل عنایت سے محروم رہے وہ منیٰ مین میدان کربلا کا خواب دیکھ رہے تھے۔

قیام منیٰ مین صاحبزادہ صاحب و بیگم صاحبہ کو مکہ مکرمہ طواف و سعی کی غرض سے جانا پڑا بیگم صاحبہ نے شب کو مکہ مین قیام فرمایا اور یہہ قیام جائز نہ تھا۔ اسپر شریف صاحب نے وقت ملاقات ارشاد کیا کہ آپ نے خلاف ورزی حکم شریعت کی آپ پر دم دینا (قربانی کرنا) معہ اُن تمام ہمراہیون کے جو مکہ مین اس دوران مین شب کو رہے۔ لازم ہے۔

منیٰ سے مکہ چار میل سے زیادہ نہین۔ اس تھوڑے سفر مین بھی ہمراہیون کو بھوک و پیاس کی تکالیف سے نجات نہ ملی اُن ہمراہیون مین اکثر نے ہمسے بیان کیا کہ عید کو بھی ہمنے ماہ صیام کا ثواب حاصل کیا راہ مین جب تکلیف گرسنگی نے بیچین کیا تو چنون پر فاقہ شکنی ہوئی واپسی منیٰ کے وقت پیدل تو بکثرت تھی ہی زیادہ یہہ بات ہے کہ ایک ضعیفہ ہمراہی کو جو پیدل چلنے سے مجبور تھی اوسکو چند مرد جوان چادر مین ڈالکر لئے جا رہے تھے۔

براستہ جدہ اب مکہ مین قیام ہوا۔ پردہ کے تشدد مین خاص اہتمام مدنظر رکھا گیا جو لوگ دربار دہلی مین بیگم صاحبہ کی شرکت اور حضور لارڈ کرزن کے سامنے قلمدان پیش کرنا اور ادبا جُھکنا دیکھہ چکے تھے ان مین بعض مکہ مین بھی موجود تھے وہ انکو اس ادا پر تصنع کا گمان اور اہل عرب کو اسلامی پردہ کا لحاظ کہکر اور اس حالت کو دیکھکر اور واقعہ دربار دہلی کو سنکر تحیر تھا اب کچھہ خیر و خیرات کا شغل مدینہ منورہ کے شروع ہوئی۔ مگر یہان مدینہ طیبہ مین کسیقدر بڑہا چڑہا افسوسناک انتظام تہا۔ ملازم تھوڑی سی روٹیان اندر مکان سے لاتے۔ دروازہ پر فقرا کا بڑا ہجوم ہوتا۔ اونہین وہ روٹیان کیا کفایت کرتین اسلئے خیرات مین ٹیون سے بدرجہا زیادہ لات گھونسے ملتے۔ فقراء مین کم نصیب وہ تھے جنکی قسمت مین محرومی تبرک کے ساتھہ لات گھونسے ہی آتے تھے۔ عوام ان بے عنوانیون کو ریئسہ کی کفایت شعاری پر محمول کرتے اور ہم اس سے منتظم تقسیم کنندگان کی بیرحمی و بدنظمی کا نتیجہ نکالتے تھے ان ہی اسباب نے نیکیون پر حجاب ڈالے اور بے عنوانیون کی شہرت دی۔ بیگم صاحبہ کو تو ضرور کم و بیش ثواب بھی حاصل ہوا ہوگا مگر منتظمان کے نامۂ اعمال پر کرام الکاتبین نے اچھی طرح سیاہی ڈالی ہوگی۔

اس موقع پر ایک واقعہ سے وہان کے عام خیالات کا اندازہ ہوتا ہے جس دن جناب بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی داخلی بیت اللہ کا قصد ظاہر فرمایا اور وہ کسی وجہ سے ملتوی رہا اوس شب کو نواب مہتاب آرا بیگم زوجہ ہر جیسن قدر معہ اپنے فرزند و دختر کے داخل حرم ہوئین۔ اتفاق سے آنکے ہمراہی مین حاجی عاشق محمد خان رئیس ملتان بھی تھے جنکو لوگ نواب کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ یہ شہرت پہلے سے ہو چکی تھی کہ آج شب کو بیگم صاحبہ بھوپال حاضر حرم محترم ہونے والی ہین۔ آپ جو نواب مہتاب آرا بیگم پہونچین تو دربان در بیت اللہ کو خیال ہوا کہ بیگم صاحبہ بھوپال معہ اپنے صاحبزادہ کے آئی ہین۔ عبد القادر شیبی جو اوس موقع پر موجود تھے اونہون نے مہتاب آرا بیگم کی داخلی مین تامل کیا جب تک ان کا شبہہ رفع نہ ہولیا اس وقت تک بیچاری نواب مہتاب آرا بیگم کو داخلی بیت اللہ کا شرف نصیب نہو سکا مگر عاشق محمد خان نے اپنے نواب مشہور ہونے کے صدقہ مین خوب دھکے کھائے کیونکہ عام حاضرین کو اصلیت نہ معلوم ہو سکی صبح کو عاشق محمد خان نے اپنے قصہ شب کا بیان کیا کہ مین نے صاحبزادہ صاحب کے دہوکے مین اسقدر رات کو دھکے کھائے ہین کہ اب تک خستہ ہو رہا ہون اس واقعہ سے وہان کے لوگون کی نارضامندی کا کسیقدر پتہ چلتا ہے۔

بیگم صاحبہ نے کل غلاف کعبہ کی خواہش ظاہر کی جب اسکی قیمت پندرہ سو پونڈ (۱۵۰۰) (ساڑھے بائیس ہزار) معلوم ہوئی تو صرف دو سو پونڈ (تین ہزار روپیہ) کا غلاف بذریعہ برٹش وائس کانسل خریدنا چاہا۔ اونہون نے شیبی کلید بردار کعبہ سے کہلا بھیجا کہ آپ دو سو پونڈ کا غلاف بیگم صاحبہ کو بھیج دیجیے شیبی نے اسکی تعمیل کی اوس وقت صرف پچاس پونڈ (ساڑھے سات سو روپیہ) کا خریدا۔ باقی لینے سے انکار کر دیا جسقدر غلاف نہین لیا گیا اوس کی قیمت درمیانی صاحب کو مجبوراً دینی پڑی۔ اس موقع پر میجر کریم بیگ جو بیگم صاحبہ کے ہمراہی مین تھے خوب رہے جنکو ۳۵ پونڈ کا غلاف ایک صاحب جمعصلہ شخص کی بدولت مفت ہاتھ آیا۔

اکثر اہل مکہ کو بہت کچھ امیدین تہین مگر ان کی آرزوئین مایوسی کے حدود سے علیحدہ ہونے پائین بلکہ جو لوگ پہلے سے وظیفہ خوار و منصبدار ریاست کے نام سے دعاگو تھے ان کی تخفیف ہی مدنظر ہوئی

ایک بزرگ کا حال تو ہمین بخوبی معلوم ہے جنکا منصب تخفیف مین ڈال دیا گیا تھا جو بڑی کوشش سے بحال رہا مطوف نے خدمات انجام دینے مین بڑی جانکاہی کی دن ورات مع اپنے تمام خاندان کے حاضر رہا۔ اوسکی نسبت عام خیال ہے کہ اب کئی سال تک وہ اپنی حالت درست نہ کر سکے گا۔

حرم محترم مین ایک مرتبہ شیخ شعیب نے کسی بھوپالی سے کہا کہ بیگم صاحبہ کو اہل عرب کے ساتھہ سلوک فرمانے مین کیون تامل ہے خدا جس قوم مین سے بڑہاتا ہے اوس قوم کے حقوق ضرور ہوا کرتے ہین اور اہل حجاز تو سب سے زیادہ مستحق رعایت ہین۔ اس نیک تحریک پر وہ جواب دیا گیا جو ایک غیر مسلم بھی نہ دیتا۔ اسپر شیخ شعیب نے برافروختہ و برہم ہوکر فرمایا کہ اگر عظمت حرم نہ مانع ہوتی تو اس بدخیالی کا وہ جواب دیا جاتا جسکو سنکر لوگ عبرت پکڑ لیتے۔

اب زمانہ واپسی قریب آیا۔ چلنے کی تیاری شروع ہوئی لیکن ادائے کرایہ مکان کا کچھہ تذکرہ نہین تب تقاضے کی نوبت آئی۔ زبانی طلب سے گزر کر تحریرات شروع ہوئین۔ چونکہ مدینہ طیبہ کے مکان اول کا کرایہ نہین دیا گیا تھا اسوجہ سے تقاضے مین مبالغہ ہوا۔ شریف صاحب نے ارقام فرمایا کہ مین اپنی ذاتی مدرسہ کا کرایہ ہرگز نہین چاہتا وہ آپ کو مفت دیا گیا لیکن جس مکان مین آپ کے ملازم پہلے آکر مقیم ہوئے پھر دوبارہ جس کی آراستگی وصفائی آپ کی وجہ سے کرائی گئی اور اوس مین آپ اب تک مقیم ہین۔ اُسکا کرایہ بہرصورت آپ کو دینا واجب ہے کرایہ ایکہزار پونڈ دینا ہوگا اس سے کم کرایہ پر ایسے مکان مکہ مین ملنے ممکن نہین (کرایہ کا رواج وہان سالانہ ہے) جیسے ہندوستان مین پہاڑون پر دستور ہے لہذا وسعت و آراستگی پھر موقع وموسم کے لحاظ سے حقیقت مین یہہ کرایہ چندان نامناسب نتھا)

تصفیہ کرایہ کی غرض سے برٹش وائس کونسل درمیان مین ڈالے گئے۔ بیگم صاحبہ نے اُس خط کی نقل جو شریف صاحب نے برٹش وائس کونسل کے پاس طلب وتقاضاء کرایہ مین لکھا تھا طلب کی۔ اور یہ لکھا کہ ہم آج معلوم ہوا کہ شریف صاحب کا کوئی خط آپ کے پاس آیا ہے جسمین اونہون نے آپکو درمیان مین ڈالکر کرایہ مکان جس مین ہم مقیم ہین طلب کیا ہے اسلئے آپ براہ مہربانی اوس خط کی ایک نقل اپنی تحریر کے ساتھہ ہمارے پاس بھیجد یجیئے تاکہ کرایہ مکان مذکور کا تصفیہ ہوجائے فقط

تحریر بتاریخ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ مقام مکہ معظمہ عبدالرؤف

مہر سلطان جہان بیگم

جہان تک ہمکو علم ہے نقل خط بھیجدی گئی - اسکے بعد درستی انتظامات و نیز دیگر وجوہ سے برٹش وائیس کونسل کو بیگم صاحبہ سے دو دن پہلے جدہ چلا آنا پڑا - پہر کرایہ کا قصہ شروع کر دیا گیا - واقعات بتلا رہے ہین کہ بیگم صاحبہ کو کسی عنوان کرایہ مکان دینا منظور نہ تھا چنانچہ اونہون نے ایک تار بنام مسٹر ڈیوی برٹش کونسل متعینہ جدہ کے لکھکر ٹیلیگراف آفس مین بہیجا جسکا مضمون قریب قریب یہ تھا - کرایہ مکان دینے کے لیئے ہمارے پاس کافی روپیہ موجود نہین آپ اس کا انتظام کر دیجیئے ہم بہوپال سے بہیجدینگے اور یہ بہی شکایت تہی کہ مکان بلا مرضی ہماری تجویز کیا گیا اور کرایہ بہی زیادہ ہے - تار والی مکہ کے نوٹس مین لایا گیا تو اونہون نے تار کو روک دیا اور کرایہ اپنی گورنمنٹ کیطرف سے ادا کر دیا - غرضکہ بعد عدم کرایہ مکان بیگم صاحبہ جدہ کو روانہ ہوئین ایک شب بحرہ مین قیام ہوا - اہل بحرہ بہی ہر طرح محروم رہے - قافلہ بہوپالی سے اونہین وہ بہی نہ ملا جو مساکین حجاج سے ل جایا کرتا ہے - دوسرے دن قافلہ بخیریت تمام جدہ پہونچا چونکہ ڈہائی تین سو آدمی - تیس چالیس گہوڑے - کئی گدہون کا فوراً جہاز پر سوار ہونا وقت طلب سمجہا گیا اسلیئے ایک دو دن شہر مین قیام کرلنے کا قصد ہوا مگر کوئی انتظام پہلے سے یہہ تہا کہ کہان ٹہرنا ہوگا - جب سواری بیگم صاحبہ جدہ پہونچگئی تو اوس وقت یہ تجویز قرار پائی کہ عمر نصیف افندی جو جدہ کے نامور امراء و تجار مین ہین اور شریف مکہ کے وکیل بہی ہین اونکے مکان پر ٹہرنا چاہیئے - سواری مکان کے دروازہ پر ٹہرائی گئی - چونکہ عمر نصیف آفندی مکہ مین تھے اور کوئی خبر پہلے سے بیگم صاحبہ کے قیام کی اونکے مکان پر نہ تھی - اسلیئے غلام دربان نے ٹہرانے سے صاف انکار کر دیا - اس اثنا مین قائمقام جدہ جو سلطنت ترکی کے سب سے بڑے حاکم ہین آگئے اونہون نے خادم سے فرمایا کہ بیگم صاحبہ کو مکان مین جانے اور ٹہرانے سے کیون مانع ہو -

غلام نے جواب دیا کہ دو حیثیتین ٹہرانے کی ہوسکتی ہین - ایک بطور مہمان - اسکے لئے مراسم مہمان نوازی عرب لازم ہین جو بوجہ ہونے کسی اطلاع کے ادا نہین کیئے جا سکتے اور نہ اس عجلت مین تمام قافلہ کے لئے کوئی سر انجام ممکن ہے - اگر ٹہرالیا مہمان داری سے مین قاصر ہون تو میرے آقا پر وہی الزام لگایا جائیگا جسکی وجہ سے بیگم صاحبہ مشہور ہین -

دوسرے بطورکرایہ دار کے اسکی بابت صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ بیگم صاحبہ کسی طور پر کرایہ مکان دینا اور کسی کا حق خدمت بخوشی ادا کرنا پسند ہی نہین فرماتی ہین۔ اس میرے بیان کی شہادت مین کرایہ مکان مکہ کا واقعہ اور سقّون کے حق خدمت کا مدینہ منورہ تک لیجاکر خود نہ ادا فرمانا روشن مثالین ہین۔ ان صورتون مین بھی محض بپاس خاطر و تعمیل ارشاد آپکے اجازت دیدون تاہم مجھے اپنے آقا کی ہدایت تو لازمی ہے اور وہی نہین ملی لہذا آپ مجھے اپنے عدم تعمیل حکم پر معذور خیال فرماوینگے۔ (اس واقعہ سے غلام کی آزادانہ گفتگو پر تحیّر و بیگم صاحبہ کی شہرت پر افسوس ہوتا ہے) اثناء گفتگو مین برٹش کونسل و وائس کونسل پہونچ گئے۔ اونہون نے جب سواری کے رکنے اور مکان مین نہ ٹھیرائے جانے پر اطلاع پائی تو چاروناچار سب کو براہ راست بندرگاہ پر لے آئے۔ بیگم صاحبہ کو معہ چند ہمراہیون کے تو فوراً جہاز پر پہونچا دیا باقی اور ساتھی دریا کے کنارے مقیم ہوگئے۔ سا تھیون مین سے بھی کسینے مکان کرایہ نہ لیا یا کرایہ کے دقّت کی وجہ سے کسینے نہین دیا۔ شب کو بیگم صاحبہ کے لئے احمد بسیونی معلّم نے کھانا پکواکر جہاز پر پہونچایا۔ ہندوستان سے آتے وقت بھی معلّم مذکور نے بڑی دہوم سے دعوت کی تھی۔ باقی ہمراہیون نے اپنا بندوبست شہر مین کیا۔

میجر مرزا کریم بیگ صاحب جو گورنمنٹ انگریزی مین باوقعت اور اب امپیریل سروس کے اعلےٰ افسر بھوپال ہین اونکے ساتھ ایک معمولی خدمتگار نہایت بدتہذیبی سے پیش آیا جسکا اونہین سخت صدمہ ہوا۔ اونہون نے جہاز پر جاکر اپنے وقار کا اظہار اور اس ادنیٰ خدمتگار کی بدزبانی کی شکایت صاحبزادہ صاحب سے کی لیکن نتیجہ کا پتہ نہ چلا۔

میجر صاحب نے اس افسوسناک واقعہ کا اظہار ملال انگیز لفظون مین خود مجھسے بھی کیا جسپر تسکین کے طور پر مینے عرض کیا کہ آپکو خدمتگار کی بات کا زیادہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ شریف کی بڑی پہچان یہ ہے کہ چھوٹے سے دب جائے اور بڑے کو دبالے۔

اب تک جو کچھہ واقعات ظہور مین آئے اون مین کوئی بات ریاست کی شایان شان یا حجاز مین نیک یادگار چھوڑنے والی نہ تھی اس خیال سے بعض خیراندیش و خواہان نیکنامی دوستدارون نے یہ رائے

دی کہ جو غلہ ضرورت سے زیادہ یہان آگیا ہے اور جدہ مین پڑا ہوا ہے اوس کا واپس لیجانا تو بیکار ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ غربا و مساکین ہند جو امسال بکثرت آگئے ہین اور اپنے نا عاقبت اندیشی کے طفیل تختیان فاقہ کی اٹھا رہین او ستا رہے ہین اونکو خیرات دیدیا جاوے اس خیر سے بڑی خوبی یہ پیدا ہوگی کہ جو خراب شہرتین صحیح یا غیر صحیح عوام مین پہیل گئی ہین ادن سب پر خاک پڑجائیگی۔ خدا جانے یہہ صلاح تنیک کیون قابل توجہ نہ سمجھی گئی۔ عام غربا کو دینا درکنار اپنے ہمراہی مساکین بہی قابل رحم نہ خیال کیے گیے۔ بلکہ وہ تمام غلہ جس مین گندم۔ نخود۔ نمک۔ گہی اور چند قسم کی دالین تہین نیلام کردیا گیا۔ حاجی فاضل خلف حاجی عبداللہ عرب نے جو ایجنٹ کمپنی جہازات حاجی قاسم کے ہین گیارہ ہزار روپیہ قیمت لگائی مگر آخر مین مسمی احمد لبیونی معلم کو تیرہ ہزار روپیہ پر چہہ ماہ کے وعدہ پر دیدیا گیا۔ اس واقعہ کو عام نگاہون نے نامحمود سمجھکر نہایت استعجاب سے دیکہا اور حد سے بڑھکر شان ریاست کے منافی خیال کیا۔ احمد لبیونی ایک ہوشیار و چالاک آدمی ہے اور ساتہہ ہی فیاض بہی ہے جو ملتا ہے صرف کرڈالتا ہے۔

عمرا خان والی چترال نے ان حضرت پر کونسلیٹ جدہ مین ساٹھ ہزار کے کرنسی نوٹون کی چوری کا دعوے کیا تھا جو عدم ثبوت مین خارج ہوا۔ یہ عام خیال تھا کہ ایسے خریدار سے قیمت مال کی وصول ہونی ذرا دقت طلب ہے۔ اس خیال کا کسیقدر ظہور ہوچلا تہا جس سے وہ شبہ متجبر بہ یقین ہوگیا۔ نمک بلا ادائے محصول جدہ مین داخل ہوا تہا۔ احمد لبیونی کی خریداری پر یہہ حسال کہلا وہ ضبط ہوکر آٹھ پونڈ اور جرمانہ ہوا گہی کی نسبت سُننے مین آیا کہ وہ مضر صحت ہوگیا ہے۔ اُسکے تلف کرادینے کی بابت رائے ہیلتھ افسیر کی ہی گندم کی بابت خود احمد لبیونی نے ہمسے بیان کیا کہ اوسمین گہن لگ گیا ہے۔ مین نے بیگم صاحبہ کو اُسکے خیرات کرادینے کی بابت بذریعہ تحریر تحریک کی ہے۔ غرضکہ اس رویداد سے نتیجہ بآسانی اخذ ہوسکتا ہے کہ یہہ خوش معاملہ و فضول خرچ خریدار تعمیل معاہدہ کی کس حد تک پابندی کریگا۔

۱۲۔ مارچ ۱۹۰۴ء کو بیگم صاحبہ اکبر نامی جہاز پر جدہ سے ہندوستان کو روانہ ہوئین۔ چند ہمراہی مع پانچ گھوڑے اور دو گدہون کے چھوڑ دیے گئے۔ ان کے علاوہ ۲۳ تیئیس یا ۲۱ اکیس ہمراہی اور بھی رہگئے جنہون نے اپنے حالات کی یادداشت برٹش کونسلیٹ جدہ مین پیش کی اور اپنے اقوال و افعال سے رنجیدہ

کی نیکنامی کو نقصان پہونچایا۔

بیگم صاحبہ کی نیکیوں اور خوبیوں پر جو زیادہ حجاب پڑگئے اوسکے باعث اکثر بہی ساتھی ہوئے ہمراہیوں میں بہت کم ایسے حضرات تہے جو اپنے افعال و حرکات کو اپنے آقا کی عدم توجہی یا افراط انتظام پر محمول نکرتے ہوں بیشتر ہمراہیوں سے سُننے میں آیا کہ نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے زمانہ سے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ کے عہد تک جو شخص ریاست سے حج کو جانا چاہتا اوسکو نو ماہ کی تنخواہ عطا ہوتی تہی اسکے علاوہ بہی کچھ زاید روپیہ مرحمت ہوجاتا تہا۔ مگر موجودہ عہد میں بجاے نو ماہ کے تین ماہ کی تنخواہ عنایت ہوتی ہے۔ اب جو ہمراہی آئے ہیں اونکے لئے تین درجہ قایم ہوئے ہیں۔

اوّل درجہ والوں کے لئے ڈہائی سو [۲۵۰] روپیہ۔ دوم درجہ دو سو [۲۰۰] روپیہ۔ سوم درجہ ڈیڑہ سو [۱۵۰] روپیہ حقیقتاً میں یہہ مقدار خرچ سفر حجاز کے لئے کسی اعتبار سے کفایت نہیں کرسکتی تہی۔ چونکہ نئے پرانے ملازمان میں سے دونوں قسم کے اہلکار اس بیان کے راوی ہیں لہذا ہمکو اس بیان کی صحت و عدم صحت پر زیادہ جرح کرنے کا کوئی منصب نہیں۔ البتہ یہہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب نمکخواران قدیم و جدید کے خیالات اپنے آقا کی نسبت اس قسم کے ہوں تو اغیار سے کسی امر کی کیا شکایت کیجا سکتی ہے۔

مدینہ طیبہ میں اکثروں کو کچہہ نہ کچہہ عطا ہوا مگر مکہ معظمہ میں فاتح البیت قایمقام فاتح البیت۔ نائب الحرم۔ ائمہ و خطباء۔ شیخ الخطباء۔ شیخ الفقہاء۔ مدرسین۔ رئیس المدرسین۔ خدمت المسجد۔ اغوات الحرم۔ مفتیان مذاہب اربعہ۔ فقہاء۔ معلمین اطفال۔ مہتمم مدرسہ داودیہ۔ مہتمم مدرسہ صولتیہ۔ مہتمم مدرسہ محمدیہ پاشا۔ مساکین رباط التجارت۔ رباط الیمنیہ۔ اربطہ الشریف۔ اربطہ النساء اور نیز تمام شرفاء مکہ غرضکہ کیا عرب اور کیا ہمراہی اور کیا عام حاجیت مند و متمنی سب ہی تو بیگم صاحبہ کی فیاضی سے محروم و مایوس رہی۔ اسکا پتہ یوں چلتا ہے کہ بیگم صاحبہ صندوق ہاے سامان تحایف و خیراتی کو جدہ میں چہوڑ گئی تہیں۔ انکو مکہ میں منگوانے سے آخر تک قاصر رہیں۔ عرب میں اُن تحایف و خیراتی صندوقوں کا راستہ بستہ رہا۔ کرایہ مکان تک دینے کے لئے روپیہ موجود نہ تہا۔ ان وجوہ سے مکہ میں نقد و جنس دونوں کے عطا فرمانے سے مجبوری کا استنباط ہوتا ہے۔ بہرحال ان اسباب سے بیگم صاحبہ کو بہی عربوں کی دلی نارضامندی

وسیحی خیر اندیشی۔ واقعی تحسین سے محروم رہنا ایک حد تک ضروری تھا۔ تاہم عربون نے جو کچھ کیا وہ اونہین نیک مزاج صاحب اخلاق۔ بزرگوارون کا حق ہے۔ صرف اہل عرب نے اپنا ممدوح نوبیگم صاحبہ کو نہین بنایا مگر اونکے ساتھ مدارات و احترام اور حسن سلوک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہونے دیا۔

اہل عرب کا بیان تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو روش جائز و اختیار فرمائی اوسکے لئے وہ مساکین اور بار روالے غربا موزون تھی جو دوسرون کے سہارے عرب تک پہو نچے۔ ایسے خاتون محترم صاحب حکومت و اہل ثروت کے لئے وہ شایان نہ تھی جس کی بدولت نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ و نواب کلب علیخان صاحب مغفور کے نام نامی اب تک مشہور رہین۔

(ہمنے اُن رکیک خبرون سے جو حاسدانہ و مخالفانہ پہلو سے محفوظ نہ تھین اپنے مضمون کو آلودہ نہین ہونے دیا) سخاوت کے ساتھ حُسن خُلق و تواضع کی جتنی ضرورت ہے دوسرون کے ساتھ احسان کرنے مین دولت کی اوس قدر ضرورت نہین۔ اچھے برتاؤ معمولی داد و دہش کو با وقعت بنا دیتے ہین۔ جیسے امسال وزیر مرا کو۔ اُمرائے ایران و کوہرون کے ملا صاحب نے ناموری پیدا کی۔ حاتمی نان پارہ کی بھی نیک شہرت ہوئی۔ یہ نیک اشخاص اوسط حالت مین لوگون سے سلوک ہوئے مگر ملاقات کے وقت بکشادہ پیشانی پیش آتے تھے۔ دینے کے موقع پر انکسار فرماتے تھے۔ اُن کی اس تواضع پر لوگ اونکے لئے اپنی آنکھین بچھاتے تھے۔

دولت کے لئے ایک دانشمند کے تین اصول ہین۔ [۱] جسقدر ہوسکے روپیہ پیدا کرو۔ [۲] جسقدر بچ سکے بچاؤ۔ اور [۳] جسقدر دے سکتے ہو دیدو۔ خود نما آدمی کا مذہب یہ ہے کہ روپیہ پیدا کر کے آرائش و بیجا تکلفات مین صرف کیا جاوے۔ فیاض کا مذہب بندگان خدا کے ساتھ سلوک کرنا ہے۔ بخیل روپیہ کا جمع کرنا دین و ایمان جانتا ہے۔ مہاجن قرض دینے کو اپنا مذہب سمجھتا ہے۔ عیاش روپیہ سے سیہ کاریان خریدتا ہے۔ شراب خوار کا مذہب ہے کہ ہوش و عزت کو کھو کر رسوائی خریدی جائے۔ قمار باز روپیہ کو کھو دینا بہتر جانتا ہے۔ عقلمند کا مذہب ہے کہ روپیہ پیدا کر کے کار نیک و مفید موقعون پر کام مین لایا جائے۔ مولانا روم فرماتے ہین

قبلۂ شاہان بود تاج و کمر
قبلۂ معنی شناسان جان و دل
قبلۂ حرص و امل باشد ہوا

قبلۂ ارباب دنیا سیم و زر
قبلۂ عاشق وصال بیزوال
قبلۂ فارغ توکل بر خدا

قبلۂ صورت پرستان آب و گل
قبلۂ عارف جمال ذوالجلال

بعض قومین دولت کی پرستش کرتی ہین۔ بنی اسرائیل نے سونے کا بچھڑا بناکی پرستش کی یونانی جیوپٹر کو سونے کی گائے بناکے پوجا کرتے تھے۔ ہندو لکشمی کو پوجتے ہین۔ یہ انسان کی دنائت طبع ہے اور صفات حسنہ کے خلاف کہ روپیہ کی ایسی عظمت کیجاوے۔ اسلام ان باتون سے سخت بیزار ہے ؎

یہان سُود تو حرام ہے اور فرض ہے زکوۃ

روپیہ ایسی چیز نہین جو جمع رہ سکے کسی نہ کسی مصرف مین آتا ہے اور ضرور آئے گا۔ خواہ نمکحلال خدام کو انعام و اکرام مین دیدیا جائے یا خائن ملازم کھاجائین۔ یا عزیزو یگانون کے نیگ لگے یا اغیار کی نذر ہوجاتے۔ یا کیمیاگر دہوکا دیکر لیجائین۔ یا مکار رحال فقرا کے بہیس مین آکر ہتیا لین۔ یا فواحش مین حظِّ نفسانی کے لیے برباد کیا جاوے یا موقع دربار پر صرف ہوگیا ہو یا کسی نائب سلطنت کی تشریف آوری کی مسرت مین اپنی شان و شوکت دکھائی گئی ہو۔ یا حکام کی تعمیل ارشاد مین کام آئے یا ترقی ملک مین صرف کیا جاوے۔ یا محلات و عمارات تعمیر ہون یا باغ و چمن لگائے جائین یا راہِ خدا مین صرف ہوکر توشۂ آخرت و قندیل راہ عدم ہو۔ غرضکہ صرف ہوا اور بہر ہو۔ نیک مواقع کی صرف پر شہرت ہوتی اور اسکے ضد مین تشہیر۔

جب انسان راہِ خدا مین قدم رکہتا ہے تو بہت سے اہلِ استحقاق پیدا ہوجاتے ہین اور قوم کے حقوق گران خیال کئے جاتے ہین ایسے موقع پر فداحبِ قوم مین سے بڑا ہے اوسکے حقوق کو نظرانداز کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ دولتمندون پر غربا نوازی واجب ہے پہر ایسے ملک والون کے سامنے جنکی بسر اوقات محض حسنات حجاج و کریم النفس بزرگوارون کی بخشش پر منحصر ہو۔ جو ملک ابتداے آفرینش سے اب تک سنگلاخ زمین و ریگستانی میدان مین اپنا آپ نظیر ہے۔ جہان کی کمی پیداوار مشہور۔ سبزی و شادابی کوہستان کے باشندے حیرت انگیز فسانہ خیال کرین۔ جو ملک حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی برکت دعا سے

زندگی بسر کر رہا ہو۔ ایسے اہلِ ملک کے ساتھہ سلوک و رعایت کرنا حقیقت مین فیاض حقیقی کے احسانات کا شکر بجا لانا ہے۔ ورنہ اور طور پر خدا کو ہماری شکرگذاری کی کیا حاجت منعم حقیقی کی عنایات کا بدلہ محض یہہ ہے کہ اوسکی حاجتمند بندون کے ساتھہ احسان کیا جاوے ؎

بتلائی گئی راہ ہمین حق کی ادا کی
لاکھون ہی فضیلت ہین بیان صدق و صفا کی

تاکید بہت آئی ہے وعدہ کے وفا کی
غمخواری اقران ہی حدیثون سے ہے ظاہر

اخبار مین مذکور ہے تعریف سخا کی
واجب ہوئی ہر شخص پہ مسکینونکی خاطر

محض بیکسون کی مدد فرض انسانی ہی۔ عطا و بخشش وہ نعمت ہی جس سے معذور ہر باب ہوتے ہین اور لینے دینے والے دونون مسرور ؎

اسلام کی الفت پہ حمیت پہ بنا ہے
مردانہ رہِ حق کی شجاعت پہ بنا ہے

کوسون ہے پرے بخل سے رحمت پہ بنا ہے
منظور بھلائی ہے بنی نوع بشر کی

آپس کے موافق بہ مودت پہ بنا ہے
خواہش نہین ہرگز کسی انسان کے ضرر کی

نواب کلب علیخان صاحب مرحوم نے اپنی فیاضی کی بدولت حجاز مین درجہ امتیاز حاصل کیا اور آج تک اونکی فیاضی زبان زد خلائق ہے اونکے سفر حجاز کے واقعات کی ہمنے خاص طور پر تحقیق و تلاش کی۔ اونمین دو واقعہ خاص شان رکھتے ہین۔

ایک یہہ کہ جسدن نواب صاحب مرحوم مکہ پہونچنے والے تھے تو تمام شرفاء و عمائد اونکی پیشوائی کو دور تک گئے اُن عمائد کے بچے کئی میل سے نیزے بازی کرتے سیف و تلوارین ہلاتے فنون سپہ گری دکھاتے شہر تک اُنکو لائے۔ جب لب آبادی پہونچے تو نواب صاحب نے فرمایا کہ ان بچون کی محبت و محنت کا صلہ میرے پاس کچھہ نہین۔ ان نوعمرون کی مردانہ اداؤن نے مجھے ایسا گرویدہ بنا دیا ہے کہ ان پر سے قربان ہو جانے کو دل چاہتا ہے۔ یہ کہکر حکم دیا کہ دس ہزار روپیہ ان بچون پر سے تصدق کر دیا جائے فوراً اس کی تعمیل ہوئی۔ ابتدائے آبادی سے قیام گاہ تک برابر روپیہ بچھا ور ہوتا ہوا آیا۔ اس واقعہ نے تمام اہلِ مکہ کو نواب صاحب کا شیدا بنا دیا۔ اور جسکے کانون تک یہہ خبر پہونچی وہی نواب صاحب کا ثناخوان بن گیا۔ اس ذریعہ سے غربا و مساکین کو بھی معتدبہ نفع پہونچا۔

دوسرا واقعہ قبایل بدوی مین اونکے ممدوح بننے کا سبب ہوا۔

ایک منزل مین نواب خلد آشیان کے کاروان سے بدو ایک اونٹ کھول لیگئے جسپر چودہ ہزار روپیہ

لدا ہوا تھا۔ ترکی سپاہی تعاقب کرکے بدوؤن کو معہ اونٹ کے گرفتار کر لائے نواب صاحب کو اس سارے واقعہ کی اطلاع دی گئی سپاہیون کی مستعدی اور باخبری کی بہت تعریف فرمائی اور ساتھ ہی وہ اونٹ معہ کل روپیہ کے اونہین بدوؤن کو جو کھول کر لے گئے تھے بخشدیا اور ایک ہزار اوسکے علاوہ یہہ کہکر اور عنایت فرمایا کہ میرے ہمراہ جسقدر روپیہ ہے وہ سب انہین لوگون کے دینے کو لایا ہون۔ اس اعتبار سے وہ اپنا حق لیگئے تھے۔ اب جو گرفتاری وغیرہ کی ایذا اونہون نے اوٹھائی اوسکا صلہ یہہ ایکہزار روپیہ پیش کیا جاتا ہے۔

اس غیر معمولی رعایت اور نئی فیاضی نے تمام قبایل بدوی مین شہرت پیدا کر کے اونکے آسمان ناموری مین چار چاند لگا دیئے۔ آسکے بعد کسی منزل مین ایک کیل کا کھٹکا اور ایک حبہ کا نقصان نہوا ہر منزل پر خود بدوی قبایل آ آ کر نگہبانی کرتے اور اپنے یہان کی چیزین لا لا کر نذر گذرانتے۔ نواب صاحب بہی اُن کی قدر افزائی فرماتے اب تک نواب صاحب مرحوم سلطان الہند کے نام سے عرب مین مشہور ہین۔ جسطرح انسان کی صورتین اور نقشے ایک دوسرے کے مختلف ہین۔ اسیطرح خیالات و باطنی سیرتین بہی جدا ہوا کرتے ہین کسیکو قسام ازل نے حُسن صورت کی نعمت عطا فرمائی کسیکو خوبی سیرت کی بخشش بہا دولت سے مالا مال کر دیا۔ جسطرح حُسن ظاہری جو خوش قسمتی کی ایک روشن دلیل ہے اختیار سے باہر ہے۔ اسیطرح وہ صفت جو کشادہ دلی و فراخ حوصلگی سے تعلق رکہتی ہے اختیاری نہین۔

ہمت۔ سخاوت۔ رحم۔ محبت۔ شجاعت جملہ اخلاق حسن لازمۂ شرافت انسانی ہین۔ دل مین رحم ہو تو بخشش کی نوبت آتی ہے۔ دل مین کرم ہو تو سخاوت کا ظہور ہوتا ہے۔ دل مین قوت و شجاعت ہو تب میدان کارزار کا میلان پیدا ہوتا ہے۔ جو کیفیت دل کی ہوتی ہے اوسیکی مناسبت سے حرکات صادر ہوتے ہین۔ جن صفات سے جو انسان فطرتاً محروم رکہا گیا ہے اوس کی کتنی ہی خوبیان سمجہائی جائین لیکن اوسپر عمل کرنا اُسکی طاقت سے خارج ہے۔

عُقلا کے نزدیک روپیہ صرف کر دینا حفاظت جان و آبرو۔ اور نیکنامی و ناموری کے لئے اولیٰ تر ہے محبوب کے لئے نہ جان و آبرو سے درگذر ہوتی ہے۔ نہ مال سے دریغ۔ پس راہ خدا و راہ محبوب خدا مین جو صرف

اوس سے بہتر اور لون مصرف خیر ہوسکتا ہے۔

روپیہ کے صرف سے انسان کے دو مقصد ہوا کرتے ہین۔ نمود دنیا۔ یا سعادت عقبیٰ۔ اِن مقاصد کے لحاظ سے حرمین شریفین ہی وہ متبرک و مشہور مقامات ہین جنسے بڑھکر مسلمانون کو اور کوئی جگہ میسر نہین آسکتی ہے۔ فوائد عقبیٰ کے لئے تو بہتیا لیقین کامل ہے کہ وہ صلہ ملیگا جسکی تمنا ہر عابد و زاہد انسان کو بیچین کئے ہوئے ہے اور جسکی مثال دنیا مین خواب و خیال ہے۔

اب رہی دُنیوی ناموری اُسکے لیئے اِتنا کہنا کافی ہے کہ خیرات کرتے دیر نہین ہونے پاتی کہ ہر حصہ دُنیا کے اہل اسلام کو اُسکا علم ہو جاتا ہے۔ ہندوستان سے قطع نظر اور دیگر ممالک مین کیسا ہی بڑا کام آپ کیون نہ کرین مگر وہ ایک محدود مقام سے آگے شہرت نہ پکڑے گا۔ یہ بات حرمین شریفین کے ساتھہ ہی خصوصیت رکھتی ہے نیکی ختم نہین ہونے پاتی کہ تمام ممالک کے مسلمان نیکی کرنے والے کو واقف و ہمدرد ہو جاتے ہین اور یہہ ذریعہ اسلامی دُنیا مین اوس نیک شہرت کے پہونچنے کا بہت آسانی سے نکل آتا ہے — لہذا اغراض دینی و دنیوی کے حصول کا مرکز یہی مقدس سرزمین ہے۔

حضرات۔ نہ نواب کلب علیخان رہے نہ اون کا روپیہ۔ مگر اونکی داستان فیاضی سے نوشیروان عمرد کہ نام نکوگذاشت کے مصداق باقی رہگئی اور قیامت تک باقی رہے گی۔ ہمنے بھی باین خیال کہ نوشتہ بماند سیہ بر سفید اپنے مُلکی خوش خیال فیاض رئیس مرحوم کے اِن ستودہ خصائلیون کا تذکرہ فرض انسانی سمجھا۔ کسی مرحوم بزرگ کو نیکی کے ساتھہ یاد کرنا۔ یا ممدوح بنانا۔ مرحوم کی خوبیٔ خصائل اور مورخ کی نیک نیتی و راستیٔ بیان کی عمدہ شہادت ہے

## ہندوستانی مُسافران حجاز کی مالی و اخلاقی و جسمانی حالت

ہندوستانی مُسافران حجاز مین کیا بلحاظ استطاعت اور کیا باعتبار اخلاق۔ اور کیا بنظر قوائے جسمانی بیشتر اصحاب کی حالت کا تقاضا ہوا کرتا ہے کہ وہ اوس ملک مین پہونچکر تکالیف کا زیادہ احساس کرین کیونکہ خوان العمر صاحب مقدور فیصدی ایک بھی نہین جاتا اور نہ موجودہ زمانہ کے تعلیم و تربیت یافتہ حضرات کا ادہر میلان خاطر ہے۔

اہلِ مقدرت ہر پہلو سے پہلو تہی کرتے ہین۔ یہان کے اشتغال دلچسپ و فضول اخراجات موقع ہی نہین دیتے جو ایسے سفرِ فرض قندیل راہ آخرت کا خیال آئے۔ البتہ یہان بیجا دولت لٹاتے ہین ویسے ہی دلیر و سخی ہین جسطرح اوس وقت تھے جبکہ قوم کی حکومت اور گہر کی ثروت تہی۔ سلطنت و امارت عجیب پردہ پوش چیزین ہین جنسے تمام عیوب چُہپ جاتے ہین۔ مگر زمانہ تنزل مین فضول عادات لہو و لعب کے اشتغال کا زہریلا مادہ مرض متعدی کی طرح اعضائے قوم۔ اور کم از کم ارکان خاندان کو ضرور تباہ و برباد کرکے رہتا ہے۔



عنفوان مین جنکو خدا نے دولتِ دُنیا سے بے نیاز کیا ہو اونکا سفرِ حجاز کیطرف رُخ کرنا بالکل خلاف توقع و تعجب انگیز امر ہے۔ زمانہ عروج شباب مین ایسے خشک و پھیکے سفر مذہبی کیجانب دلی میلان کا ہونا خرق عادت سے کم نہین۔

اس عمر مین تو ہرا و بھرتی ہوئی طبیعت کو وہ تحریکین ابھارتی ہین جو جوانی کے تقاضے ہین جوانی مین شباب کی خواہشون سے بچنا اگر ناممکن نہین تو دشوار ضرور ہے

نوعمری کے اشتغال کی حسرت بڑہاپے تک بیچین رکہتی ہے گو نتیجہ حرکات شباب ہمیشہ بختِ عاشق کی طرح اولٹا پڑتا ہے پس ؎ ای حسن توبہ آن زمان کردی * کز ترا طاقت گناہ نماند ؎ کے مصداق و خیال کے اشخاص یا وہ حضرات جنکو شرع نے مکلف نہین بنایا۔ اگر گئے تو اون کا ایذا سے محفوظ رہنا یا تکلیف سے بچنا کیونکر خیال مین آسکتا ہے۔

ان بزرگوارون کو نشیب و فراز سفر سے اگر آگاہ کیا جاوے اور سیدہا راستہ بتلاکر صلاح دی جاوے کہ یہ سفر اس صورت مین جس طرح آپ لوگ جا رہے ہین خطرہ و ایذا سے خالی نہین تو صلاح کار گو خیر اندیش ہے مگر تارک کارِ نیک ملعون و کافر کے خطاب کا مستحق اور لعن و طعن کا مستوجب ہے مگر اغراض معنوی ایسے حضرات کے دوسرے ہوا کرتے ہین۔ اس مضمون کو ہند کے سعدی شمس العلما مولانا حالی نے کیا خوب ادا فرمایا ہے ؎

| | |
|---|---|
| قریب موسم حج فرض لیکے اک دیندار | چلا بہ نیت حج گھر سے سوئے بیت اللہ |

کہا یہ اوس سے اِک آزاد نے کہ اے حضرت
کیا ہے آپ پہ شارع نے جبر یا اکراہ

کہ قرض لیکے چلے ہین حضور سوئے حجاز
وطن مین چھوڑ کے اطفال کو بحالِ تباہ

نہ نان و نفقۂ فرزند و زن سے خاطر جمع
نہ زاد و راحلہ کا ساز و برگ خاطر خواہ

سُنا یہہ اور بہت ترش ہو کے فرمایا
کہ روکتا ہے مسلمان کو حج سے اے گمراہ

وہ بادشاہ کہ جو دشمنون کو دیتا ہے
نگین و خاتم و طبل و نشان و تخت و کلاہ

خبر نہ لیگا وہ کیا اپنے مہمانون کی
پہنچتے جو کہ ہین طے کرکے بر و بحر کی راہ

جنہین فراغت و تنگی مین ہے اُسی سے امید
جنہین سلامت و آفت مین ہے اُسیکی پناہ

وہ سُنکے بولا کہ ناخواندہ مہمانون کو
اُمید لطف کی رکہنی ہے میزبان سے گناہ

ذلیل ہوتے ہین جو بن بُلائے جاتے ہین
طفیلیون کی نہین دعوتون مین عزت و جاہ

یہ سُن کے شیخ نے دیکھا اِدہر اودہر کہین
ہو مدعی نہ تجسس مین یہان کوئی ہمراہ

بُلا کے پاس پہر آہستہ اُس نے فرمایا
ابہی زمانہ کی چالون سے تو نہین آگاہ

قدم پہنچتے جہان تک ہین پختہ کارون کے
جوانِ خام کی وہان تک نہین پہنچتی نگاہ

خدا کے کام ہین مبنی تمام حکمت پر
فتوح جن مین ہے دُنیا و دین کی خاطر خواہ

نماز و روزہ ہو یا ہو طواف و عمرہ و حج
حصول جیسے کہ ہوتا ہے اُن سے قُربِ اِلٰہ

اسیطرح یہ وسیلے معاش کے ہین تمام
نہ جن مین چاہیے محنت نہ کوششِ جانکاہ

مگر سلیقہ و تدبیر شرط ہے ورنہ
ہزارون پہرتے ہین حجاج سادہ لوح تباہ

یہ کہنے سُننے کی باتین نہین ہین برخوردار
وگرنہ علم معیشت وسیع ہے واللہ

ایسے حضرات مرض متعدی کیطرح دوسرون کے لئے ایذا و تکلیف کے باعث ہوتے ہین۔ حجاز کے تمام محصولات جنکو یہ اشخاص نہین ادا کرتے وہ سب اہل مقدور اصحاب کے ذمے ڈالے جاتے ہین۔

یہی وہ لوگ ہین جنسے عظمت و احترام حج مین فرق آتا ہے اور یہی وہ بزرگوار ہین جو انحراف قانونِ الٰہی کرتے ہین۔ صبر ہوتا اگر یہ شکایتین اسی حد تک ختم ہو جاتین مگر اس سے زیادہ افسوسناک یہ بات ہے کہ عرب مین اہلِ ہند کے ذریعے سے وہ جرایم شروع ہو گئے ہین جنکا پہلے وہان وجود نہ تہا اور اہلِ عرب جن سے ناآشنا محض تھے۔ ہم اپنے ذاتی علم و تجربہ سے کہتے ہین اور اپنے اس بیان کی تائید مین متعدد شہادتین رکہتے ہین کہ امسال جدہ و مکہ مکرمہ مین اہلِ ہند سے وہ نا ملایم افعال سرزد ہوئے ہین جنکے تذکرہ سے اسلام کی سبکی اور اہلِ اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ کئی جیب کاٹنے اور ٹکٹ جہازات کی چوری کی علت مین سزا و سرزنش کے مستوجب قرار پائے

عربون نے اِن حرکات کی بنا پر ہماری برٹش گورنمنٹ پر الزام تغافل قایم کیا۔ اہلِ عرب کو یہ شکایت تھی کہ ایسی باخبر گورنمنٹ اون لوگون کو جو حج کے اہل نہین ہین اجازت دینے مین کیون لاپروائی فرماتی ہے۔ ہمنے اس کا جواب یہ دیا کہ ہماری گورنمنٹ کو معاملات مذہبی مین روک ٹوک کرنے سے عام مسلمانون کی نارضامندی کا اندیشہ ہے۔ اسلیئے برٹش گورنمنٹ نے اس معاملہ مین خاموشی و چشم پوشی کو ہی قرین مصلحت سمجہا ہے۔ اسپر عربون کی تسکین نہوئی اور پھر یہ اعتراض کیا کہ ایسے اشخاص کو جو آمد و رفت کا بار ہی نہ اوٹہا سکین مطلق العنان مرنے کے لیئے چھوڑ دینا رعایا پرور انصاف دوست گورنمنٹ کا کام نہین۔ جس حالت مین کہ حکمِ خدا و ارشاد رسول کی تعمیل مین روک تھام کی جاوے تو یہ مسلمانون کی نارضامندی کا سبب ہوسکتا ہے یا ناخوشی کا۔

زمانۂ سابق مین ہندوستان کے فرمانروایان اسلام مین سے ایک بادشاہ نے۔ امیر حجاز سے درخواست کی کہ تہی کہ حرمین شریفین کی کوئی خدمت میرے سپرد کی جاوے۔ اِسپر اوس زمانہ کے حاکمِ حجاز نے لکہا کہ آپ ساکین ہند کو حجاز آنے سے روک دین تو یہ سب سے بڑی خدمت حرمین شریفین کی ہوسکتی ہے۔

اِس جواب کے منشاء سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ حجاز آئین وہ مفلس نہون۔ بہر حال بادشاہ حجاج کے شوق کو قایم رکہنا چاہے گا تو اُن کی امداد ہر طرح کرے گا اور جس حالت مین سب حسبِ استطاعت

آئینگے تو اہل حجاز کو ہرطرح نفع پہونچے گا۔

چنانچہ تمام گورنمنٹین ٹرکی وروس و فرانس ومصر وغیرہ ان اُمور کا خاص لحاظ رکھتی ہین یہ گورنمنٹین اپنا فرض جانتی ہین کہ واپسی مین اونکی رعایا کو تکوئی دقّت پیش آئے اور نہ ضروری موقعون پر صرف کرنے سے وہ قاصر رہین۔

۱- مغربی رعایائے فرانس علاوہ سرمایہ کے سب واپسی ٹکٹ جہاز لیکر آنے پاتے ہین۔ گورنمنٹ فرانس زمانہ حج پر جہازات کو حجاج کے لئے نامزد کردیتی ہے۔ جو حجاج مراکو۔ الجزائیر وغیرہ کو لاتے اور لیجاتے ہین اُن حجاج سے ایک ضمانت نامہ چلنے سے پہلے اِس مضمون کا لے لیا جاتا ہے کہ جو کچھہ انکو ضرورت پیش آئے وہ جدّہ مین فرینچ کونسل سے لے لین مگر ممالک اسلامی مین اپنے حرکات سے فرینچ گورنمنٹ کو بدنام نکرین جو روپیہ اسطرح فرینچ کونسلیٹ جدّہ سے وصول کیا جاتا ہے وہ ضامن ادا کرتا ہے۔

۲- تمام رعایائے روسیہ بخارے وغیرہ کو بغیر اطمینان اِس امر کے کہ سفر حج کے لئے کافی سرمایہ اون کے پاس موجود ہے اجازت نہین دیجاتی اور نہ رعایائے روسیہ مین کا کوئی متنفس بلا استطاعت کے ارادہ سفر حجاز کرتا ہے۔ اِس کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ چند سال سے رعایائے روس بکثرت حج کو آتی ہے مگر آخرین شاید فیصدی ایک شخص کو بھی یہ شکایت پیدا نہین ہوتی کہ واپسی وطن کے لئے وہ قاصر رہتا ہو۔

۳- ایرانی سب سے زیادہ متموّل آتے ہین اور ایسا تو شاید فیصدی ایک ہی نہوتا ہوگا جسکے پاس کم از کم پچاس پونڈ نہون۔ اور کرایہ اونٹون کا عام لوگون سے بدرجہا زیادہ دیتے ہین۔ سنہ ۱۳۱۹ ہجری مین ینبوع سے مدینہ طیبّہ تک فی اونٹ کرایہ ایک جانب کا ساڑھے بائیس روپیہ مقرر تھا مگر اہل عجم نے نوّے روپیہ فی اونٹ کرایہ ایک جانب کا دیا اونہین اس زیادتی کرایہ کی کوئی شکایت نہ تھی۔ ان مین نصرت الملک یمین الملک مصباح العسکر وغیرہ بہت سے اصحاب کا ہمارا چھہ منزل تک ساتھہ رہا۔ وہ لوگ نہایت کشادہ دلی سے خرچ کرتے تھے۔

۴- جاوے (رعایائے ہالینڈ) قریب قریب سب واپسی ٹکٹ لیکر آتے ہین اور پھر بھی ہر شخص کے پاس چالیس پونڈ سے کم سرمایہ نہین ہوتا۔

مصری باوجود اسکے کہ حجاز سے بہت قریب کے رہنے والے ہین تاہم واپسی ٹکٹ لیکر آنے پاتے ہین اور اسکے سوا
چالیس ۴۰ پونڈ سے ساٹھ تک ہر ایک شخص اپنے پاس ستر یہ رکھتا ہے - ترکون مین ہر ایک متنفس کم از کم پچاس
پونڈ اپنے ساتھہ لاتا ہے پہر ان کے ساتھہ یہہ خاص رعایت ہے کہ واپسی مین پانچ فیصدی قاعدہ سے زاید یلا
کرایہ کے جہازات سلطانی مین بھیجدیئے جاتے ہین اور اگر اسکے بعد بہی کچھہ رہجاتے ہین تو اونکو ایک دو جہاز آکر
لیجاتے ہین ایسے موقع پر اگر غیر ممالک کے مساکین بہی بیروت - استنبول اور نیز ممالک روس کو جانا چاہین تو
وہ بھی اس رعایت سے مستفید ہو سکتے ہین -

لہذا تمام دیگر ممالک کے حجاج کو نہ جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش آتی ہے نہ کوئی روپ بھرنا پڑتا ہے
نہ کسی کے روبرو ہاتہہ پہیلانے کی حاجت ہوتی ہے - نہ آداب حج کے لحاظ سے تجمل کر کے فضیلت کو کھوتے
ہین نہ مساکین کی فہرست مین نام درج کراتے ہین اور نہ انکے مُردون کی مٹی خراب ہوتی ہے -

ہندوستانی حجاج کی حالت یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہتیہ اونہین صلاح دیجاتی ہے کہ خوب
سوچ سمجھکر اس سفر کو گوارا کرین گورنمنٹ سے کوئی توقع و امید امداد کی نہ رکہین باوجود اس اطلاع کے
بغیر مآل اندیشی محض بے سر و سامان چل کھڑے ہوتے ہین - اس صورت مین اپنی غلطی کا خمیازہ بہی
اونہین اوٹھانا اور بہروپ بہرنا ضرور پڑتا ہے - کامران پہونچنے سے پہلے ہی اکثر تو افلاس کے
ہاتھون گیروا لباس پہنکر فقیرانہ صورت بناتے ہین اور کچھہ ان کے دیکھا دیکھی دنی الطبع لوگ اس رنگ
مین رنگ جاتے ہین تاکہ فیس قرنطینہ کامران سے مستثنے ہو جائین -

ترکون کی سچائی یہہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو ایک دفعہ زبان سے مسکین کہدیا وہ فیس قرنطینہ سے
بری کر دیا گیا اوسکو ایک سند دیدی جاتی ہے جسکی رو سے وہ تمام ممالک ترکی مین ہر محصول سے
مستثنے سمجھا جاتا ہے -

امسال جس جہاز مین ہم تھے اوس جہاز کے حجاج مین سے اکثر نے اپنا اسباب و روپیہ جہاز
مین چہوڑا کچھہ لوگون نے دوسرے ساتھیون کے حوالہ کیا - کچھہ نے اپنی کمرون مین پوشیدہ رکھا محض
اس خیال سے کہ فیس قرنطینہ نہ دینی پڑے جس کی تعداد دس روپیہ ہوتے ہین - کثرت سے لوگ اپنی

فریب و دہوکہ کی کارروائی کے مرتکب ہوئے اور نصف کے قریب حجاج مساکین قرار دیئے گئے۔

ایک ہمارے دوست اپنے جہاز کی ایک روایت بیان کرتے تہے کہ ایک شخص جو مسکین قرار دیا گیا تہا اوسکی گٹھری بجوہ دینے کی جگہ رکہی جس مین چارسو۴۶ روپیہ تہا۔ ایک ترک سپاہی نے اُس کو اوٹہا لیا سپاہی اوس گٹھری کو معہ روپیہ کے لئے ہوئے کیمپ حجاج مین یہ کہتا ہوا آیا کہ یہہ روپیہ مسکین کا ہی تب اُن حضرت کو خبر ہوئی گھبرا کر بولے کہ یہ گٹھری میری ہے وہ اونکو فورًا دیدی گئی اور باوجود صاحب استطاعت ثابت ہونے کے اون سے فیس قرنطینہ کا مواخذہ نہ کیا گیا اور نہ اون کی حمیت نے اجازت ادائے فیس کی دی۔ اس واقعہ سے دونوں ممالک کے لوگوں کی خیالات کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

اسکے سال اٹہارہ ۱۸ ہزار حجاج کے قریب ہندوستان سے گئے۔ جس مین سے تقریبًا آٹہہ ہزار ایسے تہے جنہوں نے نہ فیس قرنطینہ کامران ادا کی اور نہ محصولات جدہ و کرایہ کشتی و مزدوری حمالان کا دیا۔

کامران کے صرف کا بار تو ترکی گورنمنٹ نے برداشت کیا مگر جدہ کے اخراجات مساکین۔ صاحب استطاعت حجاج ہند کے ذمے ڈالے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ امسال کرایہ کشتی وغیرہ مین بہت زیادتی تہی جس کی خاص شکایت ہے۔

جدہ مین حج سے پہلے بکثرت اشخاص ہمین ایسے ملے جنکے پاس ڈیڑہ دو روپیہ سے زائد نہ تہا انہین اکثر ہمسے مدد کے خواہان ہوئے جنکی حتی الامکان مدد وسعی کی گئی۔ اس قسم کے سیکڑون حجاج ملے جو جاتے وقت نانِ شبینہ تک کو محتاج۔ جنکی جان خطرہ مین اور دوسرون کے لئے وبالِ جان تہے۔

ایک شخص عبدالغفور نامی ایک چہوٹے دو اندہون کو لئے ہوئے بحرہ و مکہ کے درمیان ملا۔ اندہون نے عبدالغفور سے کہا کہ اب پیدل نہین چلا جاتا کوئی سواری تلاش کرو۔ تہوڑی دیر مین ایک اونٹ مل گیا ایک اندہے نے ایک اور شخص سے جو اونٹ پر سوار جارہا تہا (غالبًا یہ انہین کے ہمراہیون مین سے تہا) کہا کہ ہمین کرایہ دیدو مکہ پہونچکر تمہین دیدیا جائے گا مگر اُسنے انکار کیا۔ ہم نے خیال کیا کہ اندہون کے پاس روپیہ ضرور ہے مگر اس خوف سے کہ مبادا کوئی دیکھ لے ظاہر نہین کرنا چاہتے لہذا ہم نے اور نواب وقار الملک نے وہ کرایہ دیدیا۔ اس واقعہ کے چند منٹ بعد عبدالغفور نے فریاد

شروع کی کہ ہم لُٹ گئے ہمارے پاس اٹھارہ اشرفیاں تھیں راستہ میں شب کو بدوٗوں نے چھین لیں ان کمبخت اندھے بے ایمانوں نے ہمیں برباد کیا۔ یہ سُنکر ایک شخص نے کہا کہ ظالم کیوں جھوٹ بولتا ہے۔ کل خود تو نے بیان کیا تھا کہ میں مجبور ولاچار ہوں میرے پاس کچھہ نہیں ہے اور اس وقت اپنے لٹ جانے کی داستان بیان کر رہا ہے تجھے اس متبرک سفر میں ایسے صریحی دروغگوئی سے شرم بھی نہیں آتی اسکے بعد پھر عبدالغفور نے کچھہ جواب نہ دیا۔

اس بیان سے ہماری غرض یہہ نہیں ہے کہ عرب میں قطعی لوٹ مار نہیں ہوتی۔ ہوتی ہے اور نہو نا تعجب ہے لیکن جس قدر شکایتیں سُنی جاتی ہیں اون میں بہت بڑا حصّہ اس قسم کی شکایتوں کا بھی اضافہ ہوکر شامل ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بے بنیاد شکایتیں نہ مشہور کیجاویں اور اسکے ساتھہ ترکی افسران حجاز تھوڑی سی سیاست کو کام میں لائیں (جیسے کہ حال میں ذراسی بدوٗوں کے ساتھہ سختی عمل میں لائی گئی ہے جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ جدّہ و مکّہ کے درمیان تنہا ایک آدمی آتا جاتا ہے) تو شکایتوں کا دائرہ بہت ہی محدود ہوجائے۔

مساکین کے علاوہ کچھہ حضرات مشائخ کے بھیس میں جاتے ہیں یہ لوگ بھی بجائے فضیلت حاصل کرنیکے صوفیہ کرام کی توہین کرتے ہیں۔ مکّہ مکرمہ میں پہونچتے ہی ہم خیالوں کی تلاشں ہوئی کسی ہم مذاق کے مکان پر مجلس سماع ترتیب دی گئی معتقدوں سے چندہ فراہم ہوا۔ ذکر میں قوالی متبرک میں چار کا دور

چلا سے جا نکلے ہم جو عرس کی محفل میں مست کے
دیکھا تو بٹ رہا ہے تبرک شراب کا

ایک ثقہ راوی نے ہم سے بیان کیا کہ زائرین میں سے ایک حضرت نے عرب بچّوں کی قراءت مکّہ معظمہ میں سُننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اب اس کی تفسیر ہونی چاہئے (تفسیر سے مُراد مغضب خدا کا دہی قوالی تہی) لذاتِ نفسانی میں کس درجہ انہماک ہے کہ بیت اللہ میں پہونچکر بھی وسوسۂ شیطانی نہیں چھوٹتا۔ اور کلام پاک کی تفسیر (نعوذ باللہ) راگ سے کی جاتی ہے۔ یہ بات تو سید مرحوم سے بھی نہ بن پڑی۔ اگر کسی غیر مذہب والے سے مسلمان ان الفاظ کو سُن پاتے تو مارنے مرنے کو موجود ہوجاتے مگر یادِ خدا کا بہانہ ایسا معقول اور درویشی کا لباس وہ پاکیزہ بہروپ ہو کہ تمام دُنیا کے خلاف شرع باتیں اور

خلاف تہذیب اقوال اور ناشائستہ حرکات سرزد ہون مگر کیا مجال کہ ارادت مندون کے
عقیدہ مین فرق آئے۔ معتقدین ہر برُے سے برُے فعل کو حُسن کرامت مین داخل سمجھے ہوئے ہین۔
اس یزدان پرستی کے قربان جائیے کہ بے راگ رنگ کے خدا یاد ہی نہین آتا بلا تشبیہ راگ کا شر
بام حقیقت کا زینہ ہے۔

اس مقدّس گروہ مین جو نا اہل شامل ہوگئے ہین اون مین بعض سے وہ ناگفتہ بہ حرکات سرزد
ہوجاتے ہین جنکے طفیل دوسری قومون کے سامنے سچّے مسلمانون و نیک خصایل بزرگوارون کو شرمندہ
ہونا پڑتا ہے اور مخالفون کو اعتراض کا موقع ہاتھ آتا ہے مگر اسکا ذمہ وار نہ اسلام ہے نہ نیک خصایل مسلمان
چند قصّے بطور نمونہ کے یہان بیان کیٔ جاتے ہین

ایک حضرت درویشی لباس پہنے مشائخی رنگ مین رنگے ہوئے بارادۂ حج بیت اللہ بمبئی پہونچے۔
بمبئی مین ایک غیر مسلم مالدار خاندان کو جس مین کم و بیش سو آدمی ہونگے اسلام کی جانب رجحان دلی
تھا اور کُل خاندان کی خواہش تھی کہ وہ اسلامی عقاید و فضائل سے باخبر کیا جاوے اور جو شبہات
مذہب کے بارہ مین اونہین بے چین کیٔ ہوئے ہین وہ رفع کردئے جاوین۔
اوس نیک خیال خاندان کے اصحاب تک یہ حضرت کسیطرح پہونچ گئے اُن لوگون نے اپنے ارادے
کی تکمیل کے لیٔے ان کے ملنے کو بہت غنیمت سمجھا۔ ان سے ارادتمندانہ پیش آئے۔ ایک وسیع مکان ان کو
کرایہ پر لے دیا پچاس روپیہ ماہوار انکی تنخواہ مقرر کردی۔ اور اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اگر مشیت خدا ہے تو
ہم لوگ بھی آپکے ذریعہ سے دولت ایمان و شرف حج حاصل کرینگے۔ بر تقدیر اگر ہمارا جانا حج کو نہ ہوا
تو آپ کو ضرور پہونچوا دیا جاوے گا۔
اب ان ذات شریف مقدّس مآب پیر و پیر نے بالعوض اس اخلاق و مہمان نوازی کے جو حق نمک
ادا کیا اُسکے خیال سے زمین پاؤن کے نیچے سے نکل جاتی ہے۔
موقع پاکر اوس خاندان کی ایک جوان لڑکی سے وہ حرکت کر بیٹھا جس کا چھپانا اوس ناکتخدا لڑکی
کے امکان سے باہر ہوگیا اور وہ عیب چند دن مین حمل کیصورت پکڑ کر بغیر ظاہر ہوئے نہ رہ سکا۔

اب ہر صاحب حیا مسلمان اوس نیک دل صاف باطن خاندان کی روحی ایذا کا اندازہ فرمائے کہ اوس خاندان والون کے دلون پر کیا چوٹ لگی ہوگی۔ اسلام و اسلامیون کے بارہ مین اُن کا اور اُنکی قوم کا کیا خیال قایم ہوا ہوگا۔

دوسرا واقعہ ایک کرامت مآب شاہ صاحب کے فرزندِ اکبر کا عجیب پُر لطف ہی جسکو ہم سے ایک معتبر راوی نے اپنے علم سے بیان کیا۔

یہہ خاندانِ صوفیہ کے چشم وچراغ ایک شوہردار عورت پر مفتون ہوئے اوس عورت کی ماں مرچکی تھی اوسکی نانی زندہ تھی اوسکو لالچ دیکر رضامند کیا وہ اپنی نواسی کو اوسکے شوہر کے یہان سے اپنے گہر لائی۔ یہان عورت کو بھی فریب دیکر اپنی جانب مایل کرلیا۔ وہ عورت مصنوعی بیمار بنی اور اس حیلہ سے چند روز تک وہ شوہر سے جدا رکھی گئی اس دوران مین درویش زادہ کا افسون عورت پر پورا چل گیا۔ اتفاق سے محلہ مین کوئی ضعیفہ مرگئی اِس چالاک درویش زادہ نے یہ کمال کیا کہ اپنی محبوبہ کے نام سے اُس متوفیہ کو دفن کرایا اور محبوبہ دلنواز کو اوس کی نانی کے گہر سے علیحدہ کردیا شوہر بیچارہ کو اوسوقت خبر کی گئی جب یہ تمام تجہیز وتکفین کی کارروائی ہو چکی۔ اُس وقت سے جسکو عرصہ ہو چکا وہ شوہردار عورت جو اسطرح فریب سے لائی گئی اور جسکو شرعًا طلاق نہین ہوئی اور جسکا خاوند ہنوز زندہ ہے اُن بزرگ زادے کے لیے شیر مادر ہو رہی ہے۔

تیسرا واقعہ ایک بزرگ جنکے معتقدون کی تعداد کثیر ہے اور جنکی عظمت بڑے بڑے امرا کرتے ہین اُن کی بابت ہمارے ایک معزز مخدوم کا یہ بیان ہے کہ مین اُن سے ایک دفعہ ملنے گیا۔ مُرید جو دربانی کی خدمت انجام دے رہا تہا اوس نے اندر جانے سے روکا اور کہا کہ اس وقت حضرت وظیفہ مین ہین جاؤ پھر آنا (اور یہ ہمیشہ ہوا کرتا تہا کہ جب کوئی آتا یہی حیلہ کردیا جاتا کہ حضرت اِسوقت مراقبہ مین ہین یا وظیفہ پڑھ رہے ہین) ہمارے مخدوم فرماتے ہین کہ مین اُن حضرت سے خوب واقف اور بے تکلف تہا۔ مین نے مُرید کی ایک نہ سُنی وہ بکتا رہا اور مین اندر چلا گیا وہان جاکر عجیب پُر لطف جلسہ دیکھا کہ شاہدانِ طناز کے ساتھ گرمِ صحبت ہین۔ بوس وکنار کا شغل اور دلداری ودلجوئی کا ذکر ہو رہا ہے۔

یہ ایسے حضرات کے تذکرے ہین جنکو بڑے بڑے لوگ نظرِ ادب سے دیکھتے ہین۔

اِس مغالطہ کا سبب یہ ہے کہ اِس گروہ مین کوئی معیار قابلیت درکار نہین بآسانی ہر ایک شخص کی کھپت ہو جاتی ہے بیفکری سے عمدہ عمدہ کہانے میسر آتے ہین۔ اِن کی حرکات جا و بیجا سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ لہذا نقصانات چند در چند پیدا ہو رہے ہین۔ بزرگانِ دین کی توہین ہوتی ہے۔ ملک کی دولت برباد جاتی ہے۔ بیکار و بدروں کا ایک حجم غفیر ترقی پذیر ہے جنکے ذریعہ سے ناواقف سیدھے سادھے انسان فریب مین آکر نقصان مال و آبرو اوٹھا رہے ہین۔ یہ کسقدر صدمہ کی بات ہے کہ غریب۔ یتیم۔ بیوہ۔ اپاہج۔ معذور وغیرہ تمام مستحق محروم رہتے ہین اور جو نفع اوٹھاتے ہین۔ وہ ہٹے کٹے۔ سنڈے مسٹنڈے غیر مستحق احسان فراموش جنکو دینا معصیت ہے کیونکہ اِس مالِ مفت کے طفیل وہ ہمیشہ کفران نعمت آلہی کرتے ہین۔ اخلاقی۔ قانونی۔ شرعی جرائم کے ارتکاب کی فکر مین رہتے ہین۔ اچھے اخلاق۔ عمدہ عادات۔ خوبی چال و چلن۔ ہمدردی انسانی۔ اخوتِ اسلامی۔ مذہب کی عظمت سب بالائے طاق انکے بجائے کبر و نخوت۔ بغض و حسد۔ دروغگوئی۔ خود غرضی بدمعاملگی۔ لذت نفسانی خواہشات شہوانی مین مبتلا ہین۔ قرآن مجید جو لازوال دستور العمل ہے اُسکے تمام احکام کو معطل گردانا ہے۔ البتہ نقش مثلث۔ مستطیل۔ مربع۔ مشتت پہل وغیرہ جسمین اُقلیدس کی کوئی نہ کوئی شکل ضرور ہوتی ہے۔ دافع امراض۔ ردِ بلیات۔ ذریعہ اولاد۔ موجب ترقی۔ اسباب بہبودی قرار دے رکھے ہین۔ الفاظ مہملہ حُب و بغض کے عمل ہین۔ راہِ شریعت چھوڑ کر ہوائے نفسانی کی پیروی ہو رہی ہے۔ شاہد پرستی و بادہ مستی نے مدہوش بنا رکھا ہے۔ اُصولِ اسلام کی کھلی کھلی مخالفت کی جاتی ہے

اسلام مین جس خوبی سے ذات وصفات باری تعالےٰ پر یقین ہے اور جس طریقہ سے خدا ئے واحدِ ذو الجلال کی پرستش کو جاری کیا وہ اسلام کا ہی حصہ ہے۔ شرکت فی التوحید سے بڑھکر کوئی جرم اسلامی نہین۔ نیکیان اور مذاہب مین بھی ہین مگر جس بات سے تمام مذاہب پر اسلام کو برتری و بزرگی حاصل ہو وہ خالص توحید ہے۔

[illegible]ت پر تین چیزون مین کامل یقین و عمل کرنے کا اسلام اصرار کرتا ہے۔ وحدت فی الذات [illegible] وحدت فی العبادت۔

وحدت فی الذات سے یہ مراد ہے کہ کسی دوسرے شخص یا شے کو قادر مطلق کے ساتھ دشترکت ہے۔ (وحدہ لاشریک لہ ہے) نہ کوئی اوسکے مشابہ ہے۔ وحدت فی الصفات کے یہ معنی ہین کہ جو صفتین خدائے پاک کی ہین وہ نہ دوسرے مین ہین نہ دوسرے مین ہوسکتی ہین نہ دوسرے سے متعلق ہوسکتی ہین۔ وحدت فی العبادت سے یہ غرض ہے۔ نہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا نہ کسی دوسرے کو لائق عبادت سمجھنا اور نہ وہ افعال جو خاص خدا کی عبادت کے لئے مخصوص ہون کسی دوسرے کے لئے بجالانا۔ جیسے سجدہ کرنا۔ روزہ رکھنا نماز پڑہنا۔ لیس کمثلہ شئ و ایاک نعبد و ایاک نستعین سے پوری پوری تصدیق اسکی ہورہی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ صنم پرستی۔ آتش پرستی۔ ستارہ پرستی۔ قبر پرستی وغیرہ غیر اللہ کی پرستش کو شرک جاننا۔ خدا کو وحدہ لاشریک لہ اور محمد مصطفےٰ صلعم کو رسول برحق یقین کرنا۔ پانچ وقت کی نماز۔ رمضان کے روزے۔ مال مین زکواۃ۔ عمر بہر مین بشرط استطاعت ایک دفعہ حج کے جانیکو فرض سمجھنا۔ محض حفاظت جان و مال و مذہب کے لئے لڑنا۔ چونکہ تمام مذاہب مین ضروری ہے لہذا اسلام مین بہی جایز ہے۔

شراب وجملہ منشیات وسود۔ چوری و زنا وغیبت وغیرہ حرام۔ ہمسایہ مین گانے کی بہنک پڑجائے تو مصداق سرود خانہ ہمسایہ کے کوئی مضائقہ نہین۔ ورنہ ناجایز۔ رقص و مزامیر کو بہی اسی قبیل سے سمجھنا چاہیے۔ اچھی صورت پر نظر پڑجائے تو درود پڑہکر فوراً آنکھہ پھیرے ہے

| پڑہین درود نہ کیون دیکھکر حسینون کو | خیال صنعت صانع ہے پاک بینون کو |
|---|---|

غرضکہ جملہ امر الٰہی کی بجا آوری۔ نواہی سے اجتناب بہترین اصول دین ہین۔ اگر ان احکام کی بجا آوری مین افراط و تفریط ہوئی تو بس اسلامی قانون کے مجرم اور اسکے عوض مین تعزیر شرعی کے مستوجب ہونے مین کلام نہین۔

اب اہل نظر و صاحب تحقیق بزرگوار انصاف فرمائین کہ کہان تک قانون اسلامی کی پابندی ہورہی ہے نظر تعمق سے دیکھا جائے تو اسلام سے پہلے جو حال یہود و نصاریٰ کا تہا اور جس جہالت و بیدینی۔ لہو لعب۔ راگ و رنگ مین وہ گرفتار تہے اونکے قدم بقدم چلنے مین نہ خوف گمراہی ہے نہ تکلف۔

اگر انہین حرکات کا اتباع وسیلۂ مغفرت وحصول جنت قرار دیا جاوے تو مسلمانون سے بدرجہا یہود و نصاریٰ و دیگر کفار اپنے دعویدار جنت ہونے کا ثبوت پیش کر سکینگے مگر ؎

| نہین کہتین اک ذرہ عقبیٰ مین سو | عبادات ارباب کفر و جحود | مجوسی ہون یا صابئی یا یہود | نصاریٰ ہون یا مشرکان ہنود |
|---|---|---|---|
| | خلاف پیمبر کسے رہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید | |

شریعت الٰہی مین ہر جرم کے لئے بقدر مناسبت سزا تجویز فرما دی گئی ہے۔ جرایم صغیرہ کی لئے استغنا کے طور پر معافی کے احکام بھی درج ہین۔ اوسی کا نمونہ شاہی قانون مین پایا جاتا ہے لیکن جو شخص خفیف جرایم (صغیرہ) پر بھی اصرار کرتا ہے تو اوس کا فعل ایذا ئنا سمجھکر کبیرہ کی حد تک پہونچ جاتا ہے اور کبیرہ حد کفر تک پہونچا دیتا ہے۔ کسی جرم شریعت پر اصرار وکد کرنا حقیقت مین قانون الٰہی کی ترمیم وانحراف ہے۔ ایسے شخص پر اطلاق کھلی کھلی بغاوت کا عاید ہوتا ہے اور باغی کے لئے جو سزا مقرر ہے وہ قانون دنیاوی مین بھی دیکھہ لیجئے جو ادنیٰ نمونہ قانون الٰہی کا ہے۔

غور سے دیکھئے تو کوئی دینی یا دنیوی غرض ان سے نفع نہین ہوتی۔ ہر ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کوئی نکوئی ضرورت رفع کر سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس گروہ مین کتنے بزرگوار ہین جو ہمارے درد کی دوا یا ہماری حاجتین روا فرما سکتی ہین۔ اوسپر ستم یہ ہے کہ رفتار زمانہ سے بیخبر ہین۔ بظاہر بجز کاہلی اور زوال دولت کوئی فائدہ اسلامی یا قومی ان سے وابستہ نہین۔

اصلی ملال یہ ہے کہ ان مقدس بزرگوارون سے جو فی نفسہ قابل ادب وعزت ہین اور جنکی عظمت ہر خوش عقیدہ مسلمان پر واجب ہے بدگمانیان پیدا ہو چلی ہین۔

زمانۂ سابق مین درویشون کی بابت جو عام خیال تہا اوس کا پتہ ذیل کی حکایت سے چلتا ہے۔

شاہان اسلام مین شاہ عالمگیر کا ذکر ہے کہ اونکے حضور مین کسی باکمال بہروپیہ نے چند بار طرح طرح سے اپنے ہنر کا اظہار کیا مگر اس دانشمند بادشاہ نے نہ دہوکا کہایا اور نہ کچھ انعام دیا۔

ایکدن کا تذکرہ ہے کہ بہروپیہ کسی نجومی کے بہیس مین ایسے موقع پر آیا جبکہ بادشاہ کسی مہم کے خیال مین سخت متفکر بیٹھا تہا۔ اس حالت مین اوس کا آنا بادشاہ کو گران گذرا اور غضبناک ہوکر فرمایا کہ مینڈہ

اگر تو نے اپنی کمال سے ہمین مغالطہ دیا تو تجکو سزائے سخت دیجاویگی۔ اِس حکم کا بہروپیہ پر بہت کچھ اثر ہوا۔

چند روز کے بعد بادشاہ کو بذاتِ خاص اُس مہم پر جانا پڑا کسی منزل پر ایک کوہستانی مختصر آبادی مین مقام ہوا۔ قاعدہ ہے کہ عالمِ تفکر مین طبیعت کا رجحان خدا کی طرف زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اور ایسے موقع پر اُن دیجھی قوت [illegible] کا میلان ضرور پایا جاتا ہے۔

اِس منزل کے باشندگان دیہہ سے معلوم ہوا کہ دامنِ کوہ مین کچھ عرصہ سے ایک تارک الدنیا درویش کا گذر ہے۔ بادشاہ مشتاق ہوکر معہ اپنے خاص ارکان کے اُن بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دیکھا تو فی الحقیقت عجیب نورانی صورت ہے بادشاہ نے ارادتمندانہ طور پر عرض کیا کہ آپ میری فتح کی خدا سے دعا مانگین۔ درویش نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اگر تیری نیت بخیر ہے تو خدا تجکو فتحیاب کریگا۔ اِسکے بعد بادشاہ کے اشارہ پر خدام نے کچھہ خوان زر و جواہر کے نذر گذرانے۔ لیکن درویش نے یہہ کہکر کہ یہہ میرے کس کام کے ہین۔ ان کا حاجتمندون کو دینا زیادہ ثواب ہے لینے سے قطعی انکار کیا درویش کے اِس ادائے استغنا نے بادشاہ پر خاص اثر ڈالا۔

بادشاہ کو اُس مہم مین کامیابی ہوئی۔ واپسی مین اوسی مقام پر درویش کی تلاش کی گئی دریافت سے پتہ چلا کہ حضرت کے بعد ہی وہ بزرگوار بھی کہین چلے گئے۔ اثنائے گفتگو مین ایک گوشہ سے نکلکر بہروپیہ نے مودبانہ عرض کیا کہ وہ درویش مصنوعی یہی غلام تہا۔ یہہ سُنکر بادشاہ اپنے پچھلے قول کو یاد کرکے محجوب ہوا اور فرمایا کہ جسقدر ہم اوس وقت تجکو دیتے تہے کبھی بھی نہ دینگے۔ جب کیون تو نے لینے سے اُسکو انکار کیا اسپر بہروپیہ نے عرض کیا کہ خداوندِ نعمت جن بزرگون کی مین نے نقل کی تہی اونکو اگر خزانہ قارون و سلطنتِ ہفت کشور بھی عطا فرمائی جاوے تو اوس کا لینا اونکی شان کے منافی ہے۔ اگر مین اون خوانہائے جواہر کو لے لیتا تو مقدس گروہ کی صریحی توہین ہوتی ؎

عُرفا کیسے اِس مست کے ہوئے ہین ذیشان
سیکڑوں مر گئے فرعون ہزاروں ہامان

جنکی قبرین ہین پامال فروز نزار کے بستان
مرقدِ کیست کہ امروز زیارت گاہ ست

مرکے بہی ہین زندوں سے سوا فیض رسان
رونق ہر کہ پس از مرگ بماند شاہ ست

اِس تذکرہ سے ہمارا مقصد یہہ ہے کہ صاحبِ کمال بزرگوار دولتِ دُنیا سے اگر استغنا نہ فرمائین تو اونکی

ذلت ہے۔ آجکل عام درویشون کا یہ حال ہے کہ ہرکس وناکس کے سامنے ہاتھ پھیلانے مین مضائقہ نہین
کرتے اور پیشہ ور برہمنون کی طرح ایک ضعیفہ بیوہ کے مال مین بھی اپنا حصہ قایم کرنا قانونی حق سمجھتے
ہین یہ طریقہ مردانِ خدا کے شان کے یقیناً منافی ہے غرض پرستی و دُنیا طلبی سے صوفیہ کرام کو کیا تعلق۔
مگر مردان خدا کے علاوہ عام اہلِ اخلاق اور صاحب ہمت انسانون کے لیئے بھی ایک ۔ ۔ ہمت لوگون ہین
بیس سال سے زیادہ ہو چکا کہ ہم مشہور مزارات مقدس کی حاضری موقع عرس پر اپنی سعادت سمجھتے ہین۔
بہت کم ہندوستان کے مزارات ہونگے جہان جاکر سلام پڑھنے کا شرف ہمین نہ حاصل ہوا ہو۔
زمانۂ عرس کی حاضری سے ہماری غرض علاوہ امید حصول برکت کے جو صاحبِ مزار کی خصوصیت
تقدس سے نزول انوار الہی کا ہونا کچھ بعید نہین۔ یہ بھی ہے کہ ایسے موقع پر شاید کسی اہلِ باطن بزرگ
کا گذر ہو جائے اور اونکے فیض برکت سے روحانی نفع حاصل ہو۔ اب تک تو ہمین مایوسی ہی ہوئی ہے۔
ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک بزرگوار کے موقع عرس پر ایک حضرت توانا و تندرست عمدہ باریک رنگین
لباس پہنے کارچوبی کی قیمتی بلند کلاہ زیبِ فرقِ اقدس کیئے۔ آنکھون مین گہرا سرمہ لگائے۔ باچھون تک
پان کھائے زیب وہ انجمن ہین اور اردلی مین کثیر التعداد معتقدون و مریدون کا دستہ صحبت مین۔
چند پرپوش شاہان مجازی ارادتمندانہ بیٹھے ہوئے توتہ چلے رہے ہین۔
یہ رنگ دیکھکر ہمین خدشہ گذرا کہ خدایا اس حالت کو شان تصوف و فقر سے کیا لگاؤ ہے۔ اگر یہی فقیری
و درویشی ہے تو حکومت و ریاست پر لعنت حرف۔ ہمین متحیرانہ دیکھکر ایک قہاری تیور اور متکبرانہ لہجہ سے
فرمایا کہ کیا دیکھا (انکی نسبت شہرت ہے کہ حضرت کی آنکھ مین موہنی و تسخیر ہے جسکو ایک دفعہ دیکھ لیا وہ
مسخر ہوگیا) ہمنے عاجزانہ الفاظ مین عرض کیا آپ کو کیا نظر آیا۔ فرمایا خاک نہین۔ پھر ہم نے جواب دیا کہ
اندھے کو اندھے نے دیکھا نظر کیا خاک آتا۔ یہ کہکر ہم آگے چلتے بنے۔
ایک اور بزرگوار ہین جنکی مدارات اور ملنساری خارج از بیان ہے۔ اور اگر دُنیا داری کے حیثیت سے
دیکھا جائے تو اُنکے ظاہری اخلاق و برتاؤ کا دعوی بہت کم انسانون کو ہوسکتا ہے۔ ہمین اونکی بہت خدمت
مین خصوصیت کے ساتھ نیاز حاصل ہے عام لوگون کو اونکے تقدس کا جس مرتبہ لحاظ ہے حقیقتاً وہ عوام

کی غلطی ہے البتہ دُنیوی معاملات مین وہ خاص خوبیان رکھتے ہین (الدّنیا دور لا یحصل الّا بالزور)
کی بہت عمدہ مثال ہین۔

غرضکہ جس قدر حضرات سے ملنے کا اتفاق ہوا اور جس قدر ہمارے علم مین ہین اُن مین سے ایک بزرگوار کو ایسا نہ پایا جو محض خدا کے واسطے بندگان خدا کے خیرخواہ ہون یا جنکی خدمت مین بیٹھکر طبیعت گداز قریب قریب سب ہی تو اغراض ذاتی وحظ نفسی مین مُبتلا پائینگے۔ اور یہہ کہنا تو شاید بیجا ہوگا کہ درگا ہون کے متوسلون مین اکثر حضرات ایسے نکلینگے جنکے حرکات وافعال سے بازاری اشخاص کو بھی استعجاب ہوتا ہے ہمنے تحقیقات وتجربہ کی بنا پر اپنی معلومات کے ذخیرہ کو سو سے زاید ایسے حضرات کے ذاتی وصفاتی کمالات سے بیڑلا یا ہے جنپر اخلاقی الزام کے سوا دُنیا کے کسی تعزیری قانون کے سخت سے سخت جس جُرم کو چاہی لگا دیجیے پھر بھی اونکی شان اُس سے بلند ہی نکلے گی۔ مصلحت اجازت نہین دیتی کہ اُن حالات سے ان اوراق کو آلودہ کیا جائے جو کچھہ لکھا گیا یہ بھی ایک حدتک معصیت سے بری نہین۔

ہم بمبئی مین ایک ہندو نیک عورت مسماۃ جانکی کی فیاضی وہمدردی حجاج کے ساتھہ دیکھکر حیرت ہوگئی حاجتمندون کی مدد کرنی اس نیک طینت رحمدل عورت کا شعار ہوگیا ہے۔

امسال جب اِس خیر مجسّم عورت کو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ نے حجاج کے وطن پہونچانے مین چشم پوشی فرمائی ہے (اِس عدم امداد حجاج سے غالبًا گورنمنٹ کا یہ منشا تہا کہ اب آیندہ کے لئے حجاج کو اچھی طرح تنبیہہ ہوجائے تاکہ وہ اپنے ہی بھروسہ پر سفرِ حجاز فرض سمجھین) اوس وقت جانکی نے اپنے اثر وسعی سے چندہ فراہم کرنا شروع کیا۔ شب کو جسقدر چندہ جمع ہوجاتا۔ اوس کی صبح کو اوسیقدر حجاج کو اونکے وطن کا ٹکٹ ریل دلوا دیا جاتا۔ ایک دفعہ ستّرہ حاجی اور دوسری مرتبہ تینتیس حاجی روانہ کئے گئے مجموعی تعداد ایسے حجاج کی ڈیڑھ سو تک بیان کی جاتی ہے۔ چند مرتبہ ساٹھہ سے لیکر سو تک حجاج کو پُلاؤ وقلیہ اسلامی کہانے اوسنے کہلائے۔ ہندوؤن نے اعتراض کیا کہ تمنے مسلمانون کو اپنے یہان کے کھانے پُوری کچوری کہلوانے سے کیون پرہیز کیا۔ اوس نے جواب دیا کہ جب تک اُنکے ہی مذاق کا لحاظ نہ رکہا جاتا تو مسلمانونکو مسرت نہوتی مجھے تو بندگانِ خدا کی خوشی منظور ہوا کرتی ہے۔

اگر اس ہندو غریب عورت کی نیکی کا موازنہ بیگم صاحبہ بھوپال سے کیا جاوے تو زمین و آسمان کا تفاوت ہے
اونہون نے مدینہ طیبہ مین عربون کے مذاق کا خیال دعوت کرنیکے وقت ترک کیا - اسنے اپنے مذہب کے
خلاف اہلِ اسلام کی خوشی مدِ نظر رکھی - وہ مسلمان والیۂ ملک ہوکر اپنے ہم وطن محتاج کی ملکِ غیر مین
بیکس چھوٹ جانے سے متاثر نہوئین - اس غریب ہندو بیوہ نے چندہ فراہم کرکے کس مپرسی کی مصیبت سے
نجات دلواکر مسلمانون کو مرہونِ احسان کیا - مسلمان اگر ایسے موقع پر بھی اظہار احسان مین تخیل کرین
تو اونکی تنگ خیالی ہے - اس سے ظاہر ہے کہ خدا نے اپنی مخلوق مین نیکی و کرم کے عطا فرمانے مین کسی
قوم کی خصوصیت نہین رکھی - حقیقتاً اُسکے الطاف کسی فرقہ و مذہب سے مخصوص نہین - ہر ایک قوم مین
کچھہ نیک صفات انسان ایسے پائے جائینگے جنکو دوسرون پر تفوق کا واجبی حق حاصل ہے - اگر ہمارے
یہان کے درویش اس عورت سے بھی ہمدردی کا سبق نہ لین تو ہماری بدقسمتی ہے - بوجہ اونکی شانِ
تقدس و ادب کے زیادہ عرض کرنا سوءِ ادبی ہے -

مگر اتنا کہے بغیر چارہ نہین کہ جنکے دلون مین انسانی ہمدردی - قومی بھلائی - ملکی خیرخواہی اور اسلام
کی محبت کا احساس نہین اور اخلاق ظاہری مین سے بھی کوئی صفت جس جماعت مین نہ پائی جاوے
تو وہ کیونکر محبوب و ممدوح ہوسکتی ہے - عوام الناس مین سے ہر کس و ناکس کا اس محترم گروہ مین داخل
ہونا اور منصور بنکر نعرۂ انا الحق لگانا خرابیان پیدا کررہا ہے - اس لئے نہایت دلسوزی سے عرض کیا
جاتا ہے کہ موجودہ رنگ مین یہ فرقہ مبارک بہت کچھہ اصلاح و توجہ کا محتاج ہے مگر اسکی احسن تدابیر و
اصلاحین سوچنا بڑے لوگون کا کام ہے -

ہمین یہ بھی خوف ہے کہ جو بے ادبیان و گستاخیان و حرکات خلاف شرع مزارات مقدس پر ہوتی ہین
اُن کی وجہ سے پاک روحون کو بےچینی و ایذا پیدا ہوتی ہوگی کہین اون پاک نفوس کی بیمثال سکوت و
حدودِ حلم کو نہ چھوڑ دین اور شانِ جلالی مین غضبناک ہوکر قہار مطلق کے غضب کو مشتعل نہ کردین اور وہی
حال ہو جیسے کہ ؎ لوطؑ کی قوم کو دے شہپرِ جبریل الٹ

اس قسم کے مشائخ مین بیشتر نے حج بدل کا پیشہ اختیار فرمالیا ہے مسلمانون مین یہہ ایک نیا مرض پھیلا ہے

ظاہر ہے کہ حج بدل کے لئے جو حضرات جاتے ہین اون کا سارا بار بھیجنے والے کے سر ہوا کرتا ہے اسلئے بہت کم ان مین ایسے ہوتے ہین جو اپنا لٹ جانا بیان نہ کرین - اِس مین اون کا نفع ہے - چونکہ بھیجنے والے مالدار ہوتے ہین - اِسلئے جو کچھہ بھی یہہ حضرات اپنا نقصان بیان کرتے ہین وہ اونکو دینا پڑتا ہے تاوقتیکہ وہ رقم جو لٹ جانی بیان کیجاوے نہ مل جاے حج کا ثواب کیونکر دیا جاوے - یہ اچھی خاصی تجارت ہے بڑا نقصان یہ ہے کہ یہہ لوگ حجاز کی جو روائیتین بیان کرتے ہین وہ صحیح نہین ہوتین - عوام پر ان کے قول وفعل و وضع ولباس کا خاص اثر ہوا کرتا ہے اسلئے یہان اون روایتون کا نتیجہ خراب نکلتا ہے - حجاز مین بھی بجز ذاتی غرضون کے کسی مفید کام سے واسطہ نہین رکھتے بلکہ کوئی دوسرے شخص کو قومی خدمات کرتے دیکھتے ہین تو حتی الامکان ہارج ہوتے ہین - یہان تک کہ جو اہلِ ہند کی عزت افزائی کا فکر کرے - دوسرون کے اغراض وایذا کے رفع کرنے کی سعی عمل مین لائے - اپنے بھلائی مین دوسرے کی بہتری نکلتی ہو تو وہ بھی انکو ناگوار غرضکہ کیسی ہی قابل قدر خدمات ہون اونکے واقعات بدل کر ایسے پہلو بیان کئے جاتے ہین جو ایک مخالف کا منشاء ہوا کرتا ہے صلہ مین زبان سے قلم سے خدمات کرنے والے کی دل شکنی کرلی افضل نیکی سمجھی جاتی ہے بس نیکی کے عام خیال مٹا دینے کو بھی اپنے سفر کے اغراض مین داخل کرلیا گیا ہے یہ بڑی سد راہین ہین جو اہلِ ہمت لوگون کو شکستہ دل بناکر عزم نفع رسانی و خدمات حجاج مین ناکامی پیدا کررہی ہین - اب دنیا مین ایسے نفوس قدسی شاذ و نادر ہین جو قومی بھلائی کرین اور لوگ اون کو برائی سے تعبیر کرین پھر بھی وہ خوشدل وسرگرمی سے اون خدمات کو انجام دیئے جاوین - اِس زمانہ مین یہ بات سید احمد خان مغفور علیہ الرحمۃ کی ذات پر ختم ہوگئی -

مشائخ ومساکین کے علاوہ جو مالدار اصحاب جاتے ہین اون مین اکثر خیر رس ہوتے ہین کچھہ وہان جاکر خیر رس بن جاتے ہین - یہان دولت کا ممنوع حرکات مین برباد کرنا ثواب عظیم ہی کیون نہ فرض کیا جاوے مگر حجاز مین پیسون کا صرف ہوجانا خزانہ قارون کا تلف ہونا خیال کیا جاتا ہے -

یہان ایک خط کی بجنسہٖ نقل درج کی جاتی ہے جو دربارہ کرایہ مکان جدہ کے ہے جس سے خیالات حجاج کا پتہ چلتا ہے :- "منجانب حکم بی بی صاحبہ (یہہ بھوپال کی ایک خاتون ہین) - موسومہ شیخ احمد لحیبو صاحب

السلام علیکم وعلےامن اید یکم - کل متواتر تقاضا دربارہ فیصلہ کرایہ مکان مثل زشت قضا یان عزرائیل وارد آتا تھا کہ جسکے سُننے وتشدد سے کسیقدر خون خشک ہوا لہٰذا ہمنا صی جان چار مکان تلاش کرائے اچھے سے اچھے ایک منزلہ سے پانچ منزلہ تک کرایہ فی کس ایک آنہ یومیہ قرار پایا اور دوسرا قاعدہ ایک روز سے ایک ماہ تک سہراہیان کے قیام رکھو ایک گنی دینا ٹھیرا - برخلاف ضابطہ عام کرایہ بیت ہرا فی کس چار آنہ یومیہ طلب ہوتا ہے - ہم اس افزونی کرایہ کا بار نہین اوٹھا سکتے - مثل دیگر کرایہ مکانات کے حاضر کرسکتے ہین ہمارا برتاؤ موافق دیگر یکسان نہین چاہیے - کسو مطلبکہ ہمسے اسطور بھی آپکو فائدہ ہوا اگر اوسپر بھی خیال کیا جاوے تو ایک گو نہ تشدد مین جمیعت لازم آتی ہے کیونکہ ہل جزاء الاحسان الّا الاحسان یا آدمی سے محبت نہین روپیہ سے محبت ہو تو محض دارین مین اس قسم کا روپیہ بےسود ہے انما اموالکم فتنہ اور اگر اوسی تعداد پر اصرار ہے تو روپیہ ہمارے نزدیک کم ہے - بسبب کمی آپسے روپیہ قرض لیا اور چند ایام امروز فردا مین آپنے ٹہلا ئے عقلمند کے نزدیک اُن ایام کا کرایہ ہمپر واجب نہین ہوسکتا پس اگر آپ یہ سمجھین کہ جو روپیہ دیا ہے اوسکو مثل (لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء) کا مضمون حایل کرکے پورا کیا چاہیئے تو یون نہین بلکہ لعوبیل کرایہ مکان کے خلاف آہین دیگر مکانات جبراً قہراً لیا جاوے - لوسامان ہمارا کرایہ مکان مین مستغرق کرکے اور تاحصول ٹکٹ جہاز ایک دو روز کو مکان تلاش کردو آج ہی اس وقت تا آمد جواب تحریر ہذا منتقل کرتی ہون - براہ مہربانی جواب بعجلت اچھا برا لکھین کہ ارادہ دلی عمل مین آوے - فقط - سورخہ ۹ محرم ۱۳۲۳ھ

سائقہ حکم بی بی قلمی عبدالاحد خان (ملاحظہ شد)

(ہم اس مضمون خط پر کچھ ریمارک کرنا نہین چاہتے ناظرین رسالہ ذرا سے غور و تامل مین منشاء و معنی عبارت سے خود نتایج نکال لینگے)

ایک صاحب جنکی مالداری کی تصدیق ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ ہوئی - اونہون نے اوس شغدف پر جسپر اونکی والدہ ضعیفہ سوار تھین دری یا چٹائی یا ٹاٹ وغیرہ کا حفاظت آفتاب کے لئے سایہ نہین کیا وہ بیچاری جدہ سے مکہ تک تمام راستے طپشِ آفتاب کی ایذا اوٹھاتی ہوئی گئی مکہ سے جدہ واپس آن کر وہ نیک بی بی بیمار پڑی - اپنی ماں کو بیمار چھوڑکر خود بدولت مدینہ چلے گئے - اونکی غیر موجودگی مین اوس

ضعیفہ کا انتقال ہوگیا سلطان بجل ملک ریاکا رئیس تہا + منی بہی اپنی مان کو بدی وہ حسین تہا +

ایک اور حیدرآبادی جو واپسی ہندوستان پر جہاز مین ہمارے ہمسفر تہے اون سے دو آنہ کسی عرب نے حساب مین زیادہ لے لئے تہے اِس بنا پر وہ تمام اہلِ حجاز کے شاکی تہے اور آخر سفر تک اونکو اس نقصان کا ملال رہا۔ انہین لوگون کی شان مین کسی شاعر نے لکہا ہے ؎

اہلِ ہنقدر وہ ہین کہ کہی جو بس
یون ہی خالی بتاتے ہین دہتکار

صورتون پر پرستی ہے پہٹکار
ہونہ روٹی نصیب شام تلک

جہوٹے ہاتہون نہ کہتے کو مارین
تام بہولے سے لین جو وقت نہار

افسران جہاز کثافت لباس و گندگی کی وجہ سے بہت ذلت کا برتاؤ ایسے مسافرون کے ساتہہ کرتے ہین اور اون کو انسان ہی نہین جانتے ہین۔ شاید اِس سے کسیکو انکار ہوکہ عموماً ہندوستانی حالت سفر حجاز مین جہان تک ممکن ہوتا ہے کثیف و خراب کپڑے ہی استعمال کرتے ہین۔ اور یہہ وہیا چہ ذلت و تمغہ نفرت ہے۔

ہندوستانی تجّار نے ایک نئے قسم کی تجارت حجاز مین جاری کر رکہی ہے وہ اپنے مال کو عمداً یا لاپرواہی سے لُٹ وا دیتے ہین۔ اس مین فائدہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ترکی مال غارت شدہ کے معاوضہ ادا کرنے پر مجبور ہے۔ غارت شدہ مال کی جسقدر قیمت چاہی لکہا دی۔ اس حیلہ سے دو تین مہینہ کے اندر اندر قیمت مال مع منافع خاطر خواہ کے بلا دردسر وصول ہوجاتی ہے۔

مشتاق احمد نامی نومسلم جنکو ہندوستان سے حجاز گئے ہوئے بہت زیادہ زمانہ نہین ہوا جب حجاز گئے تہے تو اونکے پاس پانچسو روپیہ سے زیادہ سرمایہ نہوگا جو ٹہیکہ وغیرہ کے ذریعہ سے چند روز مین ایک اسلامی ریاست سے حاصل ہوا تہا جس بزرگوار نے اونکی مدد فرمائی تہی اون سے ہمین اچہی طرح بیان حاصل ہے مشتاق احمد کی نسبت یہ خبر اوڑہی گئی کہ اونکا تیس ہزار کا مال امسال جدہ کے راستہ مین لٹ گیا یہان لحاظ طلب یہ امر ہے کہ جو شخص چار پانچ سال ہوئے پانچسو روپیہ لیکر ہندوستان سے عرب گیا ہو۔ برتقدیر وہ تمام و کمال بلکہ المضاعف بہی سرمایہ آسکے پاس راہ مین ہوگیا ہو۔ اور اوس سرمایہ سے اوس نے تجارت شروع کی ہو تو اس قلیل مدت مین اتنا مالدار ہونا قیاس مین آسکتا ہے کہ تیس ہزار کا مال ایک موقع پر اوس کا لٹ جائے

... ہیں پہار کر دو ... ایک سی مالدار حاجی کا قافلہ ہوتا ... برق رفتار حالت ہو تو بات
ہی دوسری ہے ورنہ واقعی حالات کا اقتضا یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس گپ کو کسی اعتبار سے بہی صحیح مانا جاوے۔
اس قصہ کو ایک معتبر شخص نے ہم سے جسطرح بیان کیا وہ سُننے کے قابل ہے۔ امسال ایک بجز یہ کار
ہندوستانی نے اپنے گہر کا کچھ زیور مشتاق احمد کے سپرد کر کے ہدایت کی کہ کسٹم ہوس جدہ مین لبغرض ادائے
محصول ایکہزار قیمت زیور کی لکہا دینا۔ اِس ہدایت پر پورا عمل کیا گیا۔ اتفاقاً وہ مال مکہ جانے وقت کٹ گیا
اَب صاحب مال کو سخت پریشانی ہوئی۔ کیونکہ محصول بچانے کی وجہ سے قیمت کم لکہائی تہی اور تہا وہ
کسیقدر زیادہ کا لیکن گورنمنٹ ٹرکی نے دو ہزار روپیہ اس مال کی بابت ادا کیا گو صورت موجودہ مین
انصافاً ایکہزار سے زیادہ نہ ملنا چاہیے تہا ہندوستان مین تو اسی رویداد پر اولٹی سزا ہوتی۔ یہ گورنمنٹ
ٹرکی کی رحمدلی ہے کہ ایسے لوگون کے ساتھ جو حقیقت مین قانونی مجرم ہین رعایت وعنایت کیجاتی ہے۔ یہ
امر زیادہ محتاج توجہ برٹش گورنمنٹ ہے کہ جو تجار ہند اپنی فریبی کارروائی سے گورنمنٹ ٹرکی کو زیر بار کرتے
ہین اونکے معاملہ مین ضرورت سے زیادہ احتیاط عمل مین لانے کی ہدایت کونسلیٹ جدہ کو فرماویں کہ وہ تفتیش
وتحقیقات ایسے لوگون کے معاملات کی جو معاملہ کے صاف نہین ہین غور سے کرے اگر جزوی کارروائی مین
ان کا جہوٹ ثابت ہو تو عمل قانونی مین رحیمانہ برتاؤ نہ کیا جاوے۔ کم از کم وہ تدارک ضرور ہونا چاہیے جو
ہندوستان مین حسب تعزیرات ہند عمل مین لایا جاتا ہے۔
جن لوگون کے اخلاق بہت خراب ہو گئے ہین۔ تا وقتیکہ اونکو خوف قانون نہو گا جس سے دغا بازی و
بے ایمانی کے بُرے نتائج بہگتنے پڑتے ہین۔ اُنکی اخلاقی اصلاح کی امید نہین۔ بُرے افعال کی روک عبرت
انگیز سزاؤن سے ہوتی ہے۔ انسان بُرائی سے پرہیز اور جرائم سے گریز قانونی دہشت کے سبب زیادہ
کرتا ہے۔ اسلیے یہ امر بہت کچھ برٹش کونسلیٹ جدہ کی توجہ کا بہی محتاج ہے۔
غرضکہ کیا مساکین۔ کیا ستائیج۔ کیا مال دار۔ اور کیا تاجر سب ہی تو گورنمنٹ ٹرکی کے نقصان پہونچانے
اور حجاز کے بدنام کرنے پر آمادہ رہتے ہین۔ اور اپنی بداخلاقیون۔ فریبی کارروائیون۔ ناواجب حرکات
نامناسب طور سے وہ مثالین قایم کرتے ہین جس سے ہماری قوم کے بداخلاق آدمی کو بہی مشغوم ...

یہہ ہماری بدنصیبی کی روشن دلیلین ہین کہ ایسے مقدس مقامات و متبرک سفر مین بھی ہمارے اخلاق عادات۔ حرکات۔ معاملات مین نہ خوبی پیدا ہوتی ہین نہ خیالات گندگی سے محفوظ رہتے ہین۔ ایسے عظیم الشان مجمع مین ہمارے لئے یہہ قحط الرجال تہا کہ نگاہین بے چین ہوہوکر ہمدرد اہل ملک کو ڈہونڈتی تہین مگر نتیجہ مایوسی تھا۔ ایک ہمدرد آشنا پر نظر نہ پڑتی تہی جسکو دیکہنے شخصی ترکالیت کا شاکی۔ ذاتی اغراض مین مبتلا۔ مگر ہمارے ہم ملکون کے لئے (یہان مُراد ہندوستانیون سے ہے) دلسوز معدوم۔ خیر طلب مفقود۔ بہر تحمل دستگیر۔ محبتین ناپید۔ خیالات پست۔ طبیعتین کاہل۔ یہی اخلاق و مروت و کریم النفسی و سخاوت و مستعدی و تحمل۔ ہمت و صبر و مہمان نوازی و رفیق پروری۔ کہ یہ اوصاف ایک مسلمان اور نیک دل انسان مین ہونے لازمی ہین اور جنکو ستودہ خصائل سے خاص تعلق ہے اور جو اسلامی قانون کے مضبوط اصول ہین۔ اور یہی اوصاف ہندوستانی عازمان سفر حجاز مین شاذ کا حکم رکہتے ہین۔ ان اخلاق پر جس سے سنئے یہی سُنئے کہ اہل عرب مین محبت نہین۔ مروت نہین۔ اہل حجاز مین دلداری نہین۔ دلجوی نہین جسکا سبب اس کا ظاہر ہے کہ اونکے اخلاق و مروّت کو مان لیا جاوے تو خود بُری بنتی ہین۔ کوئی بُرا بھی اپنے آپ کو بُرا نہ جانے گا۔ یہی بات سمجھہ مین آجائے تو بُرا ہی کیون رہے۔ اگر بُرائی معلوم بھی ہو جاوے تاہم اپنی زبان سے کوئی کیون تسلیم کرنے لگا۔ اسلئے سیدہی سی بات یہ کہدی جاتی ہے کہ اہل حجاز اچھے نہین مگر حقیقت مین یہ معصیت ہی کہ محافظان بیت اللہ و ساکنان دیار نبوی ؐ کے افعال و خصائل کو دغابازی و مکاری کی خراب عینک سے دیکہا جاوے اور جسقدر خراب معنی ہمارا حسد و تعصب قایم کرسکتا ہے وہ عائد کئے جایین اونکی اطوار و افعال پر نکتہ چینی کرنے یا کوئی الزام لگانے سے پہلے ذرا اپنے گریبانون مین مُنہ ڈالنا چاہئے۔ ضعف عقیدہ۔ واقعات کی غلط فہمیان۔ مبالغے۔ حسد اور پہر وہ شہرتین جو خود غرضیون سے پہیلائی جاتی ہین سب کو بہی پیش نظر رکہنا چاہئے۔

یہ کیا کہ اپنے عیوب تو سرتا پا ہضم اور اونکی نکتہ چینی بڑے پیمانہ اور بُرے پیرایہ مین ظاہر کرکے تحقیر کیجائے اقتضائے عقل و لوازمہ شرافت اسکے ساتھہ عظمت و ادب واجب ہے کہ ساکنان حرمین شریفین زاد اللہ شرفہما و آل نبی ؐ و اولاد علی ؓ پر الزام لگانے مین خوف کرنا چاہئے۔ اونکے ادب و احترام کے ثبوت مین صرف تحفہ

خانہ خدا و خانہ محبوب خدا کافی ہے یہ امر غور طلب ہی کہ اہل ہند اپنے اخلاق و برتاؤ کی بنا پر غیر ملک والون کے کہان تک واجب الرعایت اور مستحق عنایت ہین جبکہ ہم مین نہ دوسرون کی ایذا کا احساس نہ فیاضانہ اطوار کی جانب میلان، نہ برائیون کے مٹانے کا خیال، نہ خود غرضیون سے نفرت۔ نہ انسانی ہمدردی۔ نہ قومی غمخواری۔ نہ اسلامی خیر طلبی ہے۔ اگر ہے تو محض خود مطلبی اور خود غرض شخص سے کسی کو بھی انس نہین ہو سکتا۔

اچھے برے سب جگہ ہین، مگر اتنا فرق ہے کہ عرب مین سید ہے سادے ہے۔ سچے اور اچھے اکثر اور ہم مین چالاک و بُرے بکثرت۔

وہ فطرتاً با مروت و مہمان نواز ہوتے ہین اور ہم اگر کسی کی مدارات کرتے ہین تو کوئی غرض پہلے مدنظر رکھ لیتے ہین۔ ہمارا دعوی ہے کہ وہان خوبیان زیادہ ہین۔ بڑی ضد ہے اور عوام سے ایسی بات مین ہی۔ کہ نہین ہے کوئی حضرت فرماتے ہین کہ وہان طلاق کے رواج نے کسیکو با عصمت نہین رہنے دیا۔ گھونگٹون مین وہان کی مستورات (نعوذ باللہ) نظر بازیان کرتی ہوئی نکلتی ہین۔ ہم کہتے ہین۔ یہ کہنا اسلام کے بہترین اصول کی توہین ہے اسکے ساتھ ہمکو اپنے ذاتی تجربہ کے ذریعہ سے جو دنت ہائے دراز کی سیاحت مین حاصل ہوا ہے اس بات پر اصرار ہے کہ ہندوستان کے ہر حیثیت سے بدرجہا زیادہ وہان کی مستورات مین حیا و عصمت ہی اور وہان کے مراسم کا اقتضا یہی ہی کہ وہان مستورات صاحب صاحب عصمت زیادہ ہون۔ طلاق و تفریق کے رواج سے ایک بڑی خرابی و خانہ داری کا انسداد کر دیا ہے۔ رسم طلاق و طریقہ ازدواج ثانی زنا و حرام کے لیے پوری سپر ہین۔ گھونگٹون مین نظر بازی کا بیان محض خبث باطنی یا طبعی بد خیالی کی بنا پر سراسر اتہام ہے۔ وہان جس خوبصورتی سے پردہ کا رواج ہے اور جو پردہ پوشش لباس ہی شاید روئے زمین پر اس سے بہتر کسی حصہ دنیا مین ہو گا۔ جن حضرات نے یہ اتہام لگایا ہے وہ ایک اعتبار سے معذور بھی خیال کئے جا سکتے ہین۔ البتہ انہون نے اپنے ملکی رسم و رواج۔ اپنے وطنی حکومات اپنی چال و چلن سا اپنے ذاتی خیالات پر رائے زنی کی ہو گی مگر ہند و عرب مین بحر و قلزم۔ رسم و رواج۔ زبان و لباس کے فاصلے سد راہ ہین۔ اس لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہی۔ اس بحث کو ہم یہین تک

چھوڑتے ہین- زیادہ چھیڑنا نامناسب خیال کرتے ہین-

کسی کا قول ہو کہ وہان گرانی ہے تمام اشیا مہنگی ملتی ہین- اوّل تو اس کی شکایت خدا سے کی جائے کہ خانۂ خدا کیون ایسی جگہ تجویز فرمایا جہان قدرتی طور پر سامان معیشت کم ہین- تاہم ہندوستان کی پہاڑی مقامات سے ہرگز زیادہ گرانی نہین بلکہ ارزانی ہے-

کوئی کہتا ہے کہ مطوفون نے برتاؤ حجاج کو تکلیف دہ ہین- اس شکایت کو ہم تسلیم بھی کرلین پھربھی ہندی مجاوران مزارات سے ہرطرح مطوف صاحبِ اخلاق و بامروت ہین-

کسی صاحب کا مقولہ ہو کہ وہان کے باشندے سخت طبیعت وبدمزاج ہین- ہماری راے ہین یہانکے رحیم مزاج نیک طینت اور وہان کے کڑے طبیعت اور بدمزاج مساوی کہے جا سکتے ہین- اور وہان کے نیک مزاج اصحاب کے اخلاق وخوبیان تو بیان سے مستغنی ہین-

یہ تو اکثر کا بیان ہے کہ وہان کرایۂ شتران زیادہ ہے اور دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے- ہمارا خیال ہے کہ یہان ہجوم زہبی اور نیز میلون کے موقع پر جو شرح کرایہ ہوتی ہے اور ہوتی جاتی ہے- اس مناسبت کا لحاظ رکھا جائے تو غالباً یہ کرایہ کی شکایت بھی محض بے وقعت نکلے-

کوئی صاحب فرماتے ہین کہ فرمانرواے حجاز سخت ظالم اور انتظام حجاز حد سے زیادہ خراب ہے- ظلم کی فہرست وخرابیٔ انتظام مین وہی افزونیٔ کرایہ بیان ہوتی ہے- ہم کہتے ہین کہ ہندوستانی چھوٹے وبڑے روساء سے قطع نظر کیجئے- ایک معمولی با اختیار اہلکارِ ہندوستانی کے مظالم وسختیون کی برابری مین کل اہلِ حجاز کو خفت اوٹھانی پڑے گی- اِسی معیار سے خرابی انتظام مین بھی وہ ملک وصاحب ملک کوئی درجۂ فضیلت نہ حاصل کر سکے گا-

بطور اختصار یہ فہرست پیش کرکے ہم عرض کرتے ہین کہ یہ ہماری کس درجہ بدنصیبی ہے کہ ایسے متبرک مقامات پر پہونچکر ہم ستودہ اخلاقی- ونیک خیالی کی نعمت سے محروم رہتے ہین- یہ ایک افسوسناک بات ہو کہ ہم نہ وہان کی اصلاح طلب امور پر متوجہ ہوتے ہین نہ ذرائع تحقیق بہم پہونچاتے ہین بلکہ ان سب کے عیوض شکایتون کا طومار ساتھہ لاتے ہین- یہان آکر جو جی مین آیا بلا خیال مآل کار بے تکان مجذوب کی بڑ کی

طرح کھو ڈالا۔ اصلی غرض اِس بیان سے نہ دل مین پہلے کچھہ ہوتی ہے نہ بیان کے وقت مدنظر رکھی جاتی ہے جس سے یہ سمجھہ مین آسے کہ مقصد کیا ہے اور آخر چاہتے کیا ہین۔

بہت بڑی دقت اُن بزرگوارون کے سمجھانے مین پڑتی ہے جوان مجذوب ناعاقبت اندیش یا اُن منشرات کے بیان مین جو واقعات سے صحیح نتائج نکالنے کی قدرت نہین رکھتے۔ اصول موضوعہ یا علوم متعارفہ کیطرح محل شک اپنے ذہن مین نہین آنے دیتے۔

چاہیئے یہ کہ وہان کے شکوے و شکایت کی بجاے اصلاح کی تدابیر سوچی جائین اُن تدابیر کے عملدرآمد مین کافی سعی فرمائی جاسے سیدہے سادے بیان مین مہذبانہ طریقہ پر راستی و صفائی سے سچی شکایتون کا اظہار کیا جاسے۔ بیان مین مخالفت یا خودغرضی کی جھلک نہ آنے پاسے تو اسپر خیال ہوا اور ضرور ہو۔ اور اسکا اثر ہوا اور پہر ہو۔ جب بادشاہ کو دخل ہوگا اور مخالفت کی بو پائی جائیگی تو وہ اسو شبہہ مین پڑ جائینگے اور کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔

سچی کوششین اور نیک نیتی کی تحریکین ایسی چیز نہین کہ دل سے کیجاوے اور اوسکا اثر نہ پیدا ہووے یہ ہماری شامت اعمال کا احسان ہے کہ نیک و بد کی تمیز ہم مین باقی نہین رہی۔ اسلامی برکتین اور سچی ہمدردیان و نیک خیالات آب رو کے محبوب ہین جنکے دیکھنے کی ہلال عید کیطرح تمنا کیجاتی ہے۔

خوش خلقی و مروت اہل حجاز کا ایک واقعہ یہان بیان کیا جاتا ہے جسکی مثال پیش کرنے کا دعوے کوئی مہذب سے مہذب و خوش اخلاق قوم بہی بمشکل کر سکے گی۔ زمانہ قیام مدینہ طیبہ مین ایک ہندوستانی نائب تہیلدار سے اسہال ہوتا تہا۔ ایک دن بعد الفراغ ضروریات اوسے اپنی جاے قیام سے شہر مین کسی دوسری جگہہ جانے کا اتفاق پیش آیا اوسکے ساتہہ ایک رفیق بہی تہا۔ کچھہ دُور چلا تہا کہ قضاے حاجت نے بیچین کیا۔ راہ مین کوئی جگہہ رفع حاجت کے لئے نظر نہ پڑی۔ اور بے چینی کی کیفیت اِس حد تک پہونچی کہ قریب تہا کہ پاخانہ خطا ہوجاے اِتنے مین ایک مکان کا پہاٹک کہلا۔ ایک جاریہ سر فہ پوش نکلی۔ اِس موقع کو اِن ہندوستانی صاحب نے بہت غنیمت سمجھا اور فی الفور دہلیز مین جاکر کیواڑ کی آڑ مین رفع ضرورت کے لیے بیٹھ گئے۔ لونڈی۔ یہ حالت دیکھکر اولٹے پانٔون مکان مین واپس گئی۔ اندر سے ایک لوٹہ پانی

کا اور چند ڈہیلے لاکر منہ پہیر کر زائر کے قریب رکہدئے اور خود بازار چلی گئی۔ اس بات سے زائر کو اطمینان ہوگیا کہ ہماری یہہ حرکت ناگوار نہین گزری۔ بفراغت تمام رفع ضرورت کی۔ جب یہ فارغ ہوکر باہر نکلے تو اندر سے صاحبِ خانہ آیا جو عمدہ لباس پہنے تہا۔ اُسکو دیکہکر یہہ دونون زائرین گہبرائے اور بہت منت و لجاجت سے اپنی ناگزیر ضرورت کا اظہار کیا۔ صاحبِ خانہ نے نرم الفاظ مین کہا کہ آپ پریشان نہون۔ میری غرض آنے سے یہہ ہی کہ آپ تہوڑی دیر کے لیے اندر مکان کے قدم رنجہ فرمائین۔ یہہ آپکی تکلیف میری سعادت ہی۔ میرے مکان کا ہر حصہ زائرین کا سبیل ہی آپ حضرات اوس ذاتِ گرامی کے مہمان ہین۔ جس محسنِ خلائق نے جنگلی باشندون کو مہذب و صاحبِ مروت بنا دیا۔ اس سے زیادہ ہماری کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے کہ زائرین روضۂ اقدس رسولِ کریمؐ کی کوئی خدمت ہم بجا لائین۔ یہ سُنکر دونون زائر اندر مکان کے گئے۔ وہان دسترخوان پر انگور و انار و چند قسم کی شامی مٹہائیان وغیرہ موجود تہین جن مین سے حسبِ خواہش زائرین نے کچہہ کہایا۔ بعدہٗ صاحبِ خانہ جو ایک ترکی افسر تہا ان ہندیون کو اونکے قیام گاہ تک پہونچا گیا۔ اس واقعہ سے وہان کے مسلمانون کی حُسن مروت و خوبیِ اخلاق و خوش عقیدت کا اندازہ ناظرین فرمالین۔ ہندوستان مین تو اس حرکت پر مداخلت بیجا اور نہ معلوم کن کن الزامات مین دعوی کیا جاتا اور قبل رجوع نالش کے خود ہی اچہی طرح مرمت کرلیجاتی۔

گو زمانۂ حال کی سی وہان نہ تعلیم ہے نہ تہذیب۔ نہ قانون صحیح نہ تمدن درست۔ ملک کی کمی پیداوار یون ہی کیا کچہہ کم مصیبت ڈہاتی ہے۔ اُسپر یہ آفت کہ سات سال سے بارش نہین چشمے خشک ہوگئے۔ کنوون مین پانی نہ رہا۔ اگر یہ واقعات ہندوستان جیسے سرسبز و شاداب ملک مین جہان ہزارون ذرائع بہم رسانی آب کے مہیا ہین۔ ایک سال بہی کبہی پیش آجاتے ہین تو قیامت نازل ہوجاتی ہے۔ مقامی غربا کے علاوہ بیکانیر۔ جودہ پور۔ اودے پور وغیرہ کے کنگلون کا ٹیڑہی دل ہندوستان کے جس شہر مین پہونچ جاتا ہے وہ شہر او جاڑ۔ بازارون مین نکلنا دشوار۔ چیزین بیچنا مشکل ہوجاتا ہے۔ جرائم کی تعداد بڑہجاتی ہے۔ علانیہ ڈاکہ پڑنے لگتے ہین۔ دن دہاڑے راستے لٹتے ہین۔ بکثرت رہزنیان ہوتی ہین۔ باوجود قانون بردہ فروشی کے ہزارہا بچے بک جاتے ہین۔ سیکڑون غیر مذہب والون کے بیدام غلام بنتے ہین۔ اگر

کسی سال کلیہ شریف کی نہر یا اجمیر شریف کے اناساگر مین پانی کی قلت ہو جاتی ہے تو پہر وہان کی میدانی سے اوس مصیبت کو دریافت کیجئے کہ کس قیامت کا سامنا ہوتا ہے۔

حجاز کی حالت دیکہکر خدا کی شان نظر آتی ہے۔ قدرتی ریگستانی ملک پہر آفت سماوی سے دائرہ معاش تنگ۔ قوم کی قوم مین درشت خوئی۔ طبیعت مین تیجوئی۔ عادت مین آزادی۔ حرکات مین خودمختاری اور یہ اوصاف انکو وراثتاً آباواجداد سے ترکہ مین ملے ہین اور اونکی فطرت کا جزو بن گئے ہین اسکے ساتھ آئے دن کی قبائلی خانہ جنگیون روز کی مصیبتون نے اونہین کو دوسرونکے لئے بہی بے رحم بنا دیا ہے مگر اُن مین مکاریان۔ ریاکاریان۔ دغابازیان۔ غرور وتکبیر بیجا نمود ونمائش نام کو نہین۔

ا۔ عموماً تمام عرب خصوصاً بدوی قبایل نہایت سادہ مزاج ہے۔ اور معاشرت کا سیدھا طریقہ مدت دراز سے اُن مین رائج ہے۔ سب کا چال چلن قریب قریب یکسان ہے۔ اپنی ہر ضرورت مین کفایت شعاری اور جو کچہہ مل گیا اوسپر قناعت کرنا۔ اونکی طبیعت کا اعلےٰ جزو ہے۔

۲۔ مہمان نوازی مین نہایت فراخ حوصلگی کرنا اُن کا قومی خاصہ ہے اور تمام شرافت انسانی کا لب لباب اور جملہ حسنات واوصاف حمیدہ مین اسکو افضل ورمسافرون ومہمانون کی مدارات مین فیاضی دکھانا اخلاق وتعظیم کے ساتہہ پیش آنا بڑا فرض انسانی خیال کیا جاتا ہے۔ ان اوصاف مین جسکو معرّا پاتے ہین اوسکو حقیر جانتے ہین۔

۳۔ رفیقون کے ساتہہ شفقت پیش آنا۔ ساتھیون کی خبر گیری کرنا۔ نیک اوصاف مین داخل ہے اس جانب سے جو لاپرواہی کرتا ہے اوسکو نہایت بُری نظر سے دیکہتے ہین۔

۴۔ بیکس ومساکین کی مدد تمام حسنات مین برتر سمجھی جاتی ہے اور جو شخص اس نیکی مین جس درجہ زیادہ امتیاز رکہتا ہے اوسے بقدر اوس کی تعریف کیجاتی ہے۔

۵۔ اپنی عزت کا لحاظ اور ایفائے عہد کا خیال تمام فرائض و ذمہ داریون مین ممتاز سمجھا جاتا ہے۔ ان اوصاف مین ُانکو وہبی فخر حاصل ہے اور یہ صفات اونکے قبائلی قانون کے اعلےٰ اُصول ہین۔ یہ مسلمہ ہے کہ دُنیا کی کوئی مہذب قوم وفائے عہد مین اُن سے برتری وہمسری کا دعویٰ نہین کرسکتی۔

۶۔ شہری عرب خصوصًا مکی و مدنی نہایت خوش تمیز۔ خوش لباس۔ خوش خوراک ہین مستورات شہری کو خانہ داری کا خاص سلیقہ ہے۔ وہ جس ستھرائی کے ساتھہ مکان اور جس صفائی کے ساتھہ بچون کو رکھتے ہیں اس سے اُنکی خوش پوشاکی و صاحب تمیز ہونے کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

۷۔ اسکے علاوہ علی العموم اہل عرب خوش بیان اور نرم زبان بھی ہین۔ چھوٹے چھوٹے بچون کی باتون سے اُنکی فصاحت و لطافت بیان کا حال معلوم ہوسکتا ہے بدوون مین جو کچھہ کمی ہے وہ علم کی ہے۔ جہالت کا اُن مین ایسا عیب ہے جو اُنکے بہترین اوصاف و اُنکی خوبیون کو ظاہر نہین ہونے دیتا۔ بجز اِس ایک عیب کے باقی اخلاق و مروت مہمان نوازی۔ وہ رفیق سپردگا مین وہ جسقدر چاہین دعوے کر سکتے ہین۔

اہل ہند مراسم عرب کی تائید ہی سے پہلو تہی نہین کرتے بلکہ وہان کے رواجی قوانین کی نزہیم کرسکتے ہین جس کا لازمی اثر یہ ہے کہ خود بھی تکلیف اوٹھاتے ہین اور دوسرون کو بھی ایذا پہونچاتے ہین اسکا نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ دُنیوی آسائیشین تو یون گئین۔ اب کچھہ تو اوس تکلیف کی بنا پر اور کچھہ طبعی تحریک سے (بجاے شکر گزاری نعمت حج و زیارات حرمین شریفین حاصل ہونے پر) مرکز اسلام کی شکایتین اپنی خود غرضیون کی ناکامی پر اپنے بھائیون کی بُرائیان۔ دوستون کی دلداری سے پہلو تہی اپنا جنس کی غمخواری سے دست برداری کیجاتی ہین۔ دین کا فیصلہ بھی یون ہوا۔ اب بجز خسر الدنیا والاٰخرۃ اولٰئکَ ہُمُ الخاسرون کے کیا باقی رہگیا۔

بے بضاعتی و اخلاقی و طبعی کمزوری کی بدولت جو دقتین اپنے آپ مہیا کی ہوئی ہون اون کا الزام اورون پر لگانا الضافت کا خون کرنا ثواب کھونا اور اپنے آپ کو مجرم بنانا ہے حقیقت مین مرکز اسلام ایمان کی کسوٹی ہے۔ کھوٹا کھرا صاف معلوم ہو جاتا ہے۔

ہندوستان کے قریب قریب ہر بڑے حصہ سے جیسے پنجاب۔ بنگال اودہ۔ مغربی و شمالی وغیرہ مین بمبئی تک کم و بیش دو ہزار میل کا سفر ہے۔ بمبئی سے جدہ تک بحری مسافت آمد و رفت مین چہہ ہزار میل سمجھہ لیجیے پھر حجاز مین خشکی کا سفر سات آٹھہ سو میل سے کم نہین۔ اِس حساب سے تقریبًا نو ہزار میل مسفر بری و بحری مسافران حجاز کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اِس دور و دراز سخت و صعب سفر کے لیے جو مختلف مواقع

پر اخراجات پیش آتی ہین - یا آ سکتے ہین - اُن کی مقدار تخمینی ہر ذی ہوش اپنے ذہن مین خود قایم کرسکتا ہے - ہندوستان مین جہان کا سفر براعتبار سے آسان ہے مزارات مقدس پر جاکر زائرین کو جو صرف کرنا پڑتا ہے اوس کو ملحوظ رکہکر بہی ایک تخمینی تعداد خرچ کی قیاس کی جا سکتی ہے اِسکے بعد وہ اعلان جو منجانب گورنمنٹ آف انڈیا درباره اخراجات سفر حجاز شایع ہوا ہے او جسمین تخمینی تعداد قریب قریب پانچسو روپیہ کے درج ہے - اُسکو پیش نظر رکہنا چاہئے -

اِس جگہ امیدواران خطاب خانصاحب - وخان بہادری ورایے بہادری وغیرہ پر ایک سرسری نظر ڈالنا نامناسب نہین ہے یہ دُنیوی اعزاز اونکو کیا کیا دقتین اوٹہاکر اور کس قدر مالی بار گوارا فرما کر اور کن خوشامدی پیرایہ کو عمل مین لاکر نصیب ہوتا ہے -

برسون حکام ضلع کی فرمانبرداری مین اظہار اطاعت کرنا مختلف موقعون پر کثیر چندہ دینا ہر احکام کی بجا آوری مین مستعدی دکہانا - پیشی کے اہلکارون کی خاطر و تواضع - اردلی کے چپراسیون کا انعام واکرام - اسی قسم کے سیکڑون اسراف و خوشامدین کی گئی ہونگی - جب جاکر کہین خطاب خانصاحب یا خان بہادر حاصل ہوا ہوگا -

اِسکے ساتہہ ایک یہ بہی بات بیان کرنے کے قابل ہے - اگر کوئی شخص ایک خفیف جرم مین ماخوذ یا حاکم کا معتوب ہو جاتا ہے تو اوس جرم سے برائت یا خوشنودیٔ حاکم حاصل کرنے مین سیکڑون اور بعض اوقات ہزارون روپیہ صرف کر دینے مین دریغ نہین کرتا اور پہر بہی حسب خواہش کامیابی نہین ہوتی آپ سفر حجاز کو دینی و دنیوی دونون پہلوون سے دیکہئے پبلک مین تو حاجی کا معزز خطاب باعظمت بنا دیتا ہے - رہی دینی بہتری اوسکے لئے مذہبًا یقین کامل ہے کہ تمام سابقہ سیہ کاریون اور خطاؤن پر فیصلہ عفو جاری ہوگیا - اُولٓئِکَ جَزَآؤُھُم مَّغفِرَۃٌ مِّن رَّبِّھِم[1] - اسکے ساتہہ - وَبَشِّرِ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ[2] اَنَّ لَھُم جَنّٰتٍ تَجرِی مِن تَحتِھَا الاَنھٰرُ[3] وَلَھُم فِیھَا اَزوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّھُم فِیھَا خٰلِدُونَ[4] یہہ

---

[1] یہی لوگ ہین جنکا بدلہ اونکے پروردگار کیطرف سے مغفرت ہے ۱۲ [2] جو لوگ ایمان لائے اور اُنہون نے نیک عمل کئے اُنکو خوشخبری سُنا دو کہ [3] اُنکے لئے باغ ہین جنکے تلے نہرین بہہ رہی ہین ۱۲ [4] اور وہان اُنکے لئے بیبیان ہونگی پاک وصاف اور وہ اُن مین ہمیشہ رہینگے ۱۲

کتنی بڑی خوشخبری اور عیش دائمی کی سندیں ہاتھ آتی ہیں۔

ان دینی و دنیوی کامیابیوں و نعمتوں و عظمتوں کے عوض پانچ سو روپیہ کی کیا حقیقت و وقعت ہے۔
اگر اس قدر روپیہ لیجانے کی استطاعت نہیں ہے اور گورنمنٹ کی صلاح و ہدایت پر کاربند ہونے میں قاصر ہیں
تو دوسرے ملک میں مفلس ہو جانے اور عالم مفلسی میں جو تکالیف پیش آتی ہیں اونکے برداشت کرنیکے لئے
آمادہ و مستعد رہنا چاہئے۔ اب یہ کہنا کہ پہلے حج تین سو روپیہ میں ہو جاتا تھا یہ بالکل سچ ہے مگر یہ جواب دینا
ہوگا کہ جہازوں میں پہلے فی حاجی کتنی جگہہ ملتی تھی اور کس کشمکش سے حاجی سوار کرائے جاتے تھے۔ اس کے
جواب میں تامل ہوگا۔ ہم سے سنئے کہ جب تک قانون حجاج نافذ نہیں ہوا تھا کوئی جگہہ کی قید نہ تھی اب
سولہ ۱۶ فٹ جگہہ ہر حاجی کو ملنا لازمی ہے۔ جہازوں کی پیمائش ہو کر ہر جہاز کے لئے ایک تعداد قرار دیدی
جاتی ہے اس معینہ تعداد سے اگر کچھ آدمی زیادہ بٹھا لئے جاویں تو فی کس پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا
قانوناً مقرر ہے۔ اسکے علاوہ سارا زمانہ ترقی اسباب آرام و عیش کا ہے۔ دن بدن لوگوں کے لئے سامان
آرام ترقی کر رہے ہیں پہلے جہاں ایک پیسہ میں آدمی گذر کرتا تھا اب ایک روپیہ میں شکایت باقی رہجاتی ہے
پس حج کی فرضیت من استطاع الیہ سبیلا کی صورت میں ہے۔ جان رکھنا ہر حال میں فرض ہے۔ پھر
بھی اگر شوق بیت اللہ و بیت الرسول ﷺ لیجاتا ہے تو ایذاؤں پر صبر کرنا۔ تسلیم و رضا سے کام لینا
انتہائے محبت ہے۔ دوست کی طلب اور یار محبوب کے اشتیاق میں جو تکلیف پہونچے اوسکو راحت
سے تعبیر کرنا چاہئے۔ شکوہ و شکایت قانون محبت میں شدید جرائم ہیں۔

ہم والیان ملک و امراء کے لئے بغرض آسانی سفر حجاز ایک یادداشت یہاں درج کرتے ہیں اگر
کما حقہ اس کی پابندی کی گئی تو غالباً سفر حجاز میں شکایتیں پیدا ہونے کا موقع ہی نہ پیش آویگا۔
یہ یادداشت عام حجاج کو بھی مفید ہوگی۔

۱۔ قبل از روانگی برٹش کونسلیٹ جدّہ سے خط و کتابت ہونا چاہئے اگر وقت اتنا نہو کہ جواب جدّہ
سے مل سکے تاہم روانگی کی اطلاع اور تخمینی تعداد ہمراہیوں کی مع اونکے رتبے و حالت کے لکھ بھیجنا چاہئے
۲۔ چلنے سے پہلے ایک بجٹ طیار کیا جاوے جس میں ہر ایک قسم کے اخراجات تخمینی مدنظر رکھکر صرف کا

اندازہ تجویز ورٹے ہونا چاہئے ایسے بجٹ کی تیاری اوس شخص کے سپرد کی جاوے جو سفر کا تجربہ رکھتا ہو روشن خیال و مہمان نواز ہو مطلب یہہ ہے کہ خرچ رس و بخیل نہو۔ اگر اوسنے ہندوستان مین شملہ و نینی تال وغیرہ پہاڑون کا سفر کیا ہوتو وہ اوس شخص سے بہی جو سفر عرب کر چکا ہے زیادہ موزون و مناسب ہوگا۔

۳۔ ایک مکمل فہرست ہمراہیون کی حسب ذیل تیار کرلی لازمی ہے۔

(الف) خواص۔ مثلاً رئیس کی خاتونین واعزا وغیرہ۔

(ب) مصاحبین اعلیٰ۔ جنمین مرد وعورات کی تعداد جدا جدا۔

(ج) ملازمان وخدام۔ جنمین مرد وعورات کی تعداد جدا جدا۔

باستثنائے خواص کے دس دس اشخاص کی ایک پارٹی (جماعت) نمبروار فہرست مین درج کرنی چاہئے۔

۴۔ تقسیم درجات ریل وجہاز۔

تعداد درجہ اوّل۔ تعداد درجہ دوم۔ تعداد میانہ درجہ۔ تعداد درجہ سویم۔

۵۔ حوائج ضروری۔

روساء وامراء تو اپنی ضرورتون اور آسائیشون کو مدنظر رکہکر سامان ہمراہی کے لئے مزاج شناس خدام کو حکم دین۔ لہذا اُنکے لئے زیادہ لکہنے کی یہان ضرورت نہین ہے۔ مگر اتنا خیال رہے کہ صندوق و بکس جہانتک ممکن ہو ایک پیمانہ کے ہونے چاہئین یہ بات سفر خشکی مین راحت رسان ہوگی اونٹون پر بار کرنے مین دقت نہ پیش آوے گی۔

۶۔ عام ہمراہیون کے لئے ایک ہی وضع کے ڈہائی فیٹ لمبے اور دو فیٹ چوڑے صندوق ہون فی کس ایک صندوق ہونا چاہئے ہر صندوق پر مالک یا قابض کا نام فہرست کا نمبر لکہا ہو۔ صندوقون مین ہینڈل یعنے کڑے گرفت کے لئے ہونے چاہئین۔ اور ہر جماعت کے ساتھ ایک ایسی لمبی رسّی جو دس صندوقون کو حلقہ کرسکے رہنی چاہئے۔

۷۔ بستروں کے لئے گدّے چہہ فٹ یعنی دو گز لمبے۔ ڈہائی فٹ یعنے ۱۴ گرہ چوڑے خاکی زین یا کسی اور ایسی قسم کے مضبوط کپڑے کے۔ ایک ایک کمبل۔ ایک ایک تکیہ خاکی زین کا۔ یہ چیزین ریل مین۔ جہاز مین اور

تمام سفر حجاز مین ہر جگہہ کام دیتی ہے۔ پی س اینڈ سنی- ایک چادر بہی ہو تو بہتر ہے-

۸- جامہ احرام کے لئے فی مرد- دو جوڑے تولیہ کے چہہ فٹ لمبے اور چار فٹ چوڑے- ایک ایک پیٹی جس مین جیب لگی ہو تا کہ اوس مین روپیہ پیسہ رکہا جا سکے اور حالت احرام مین بہی کمر سے بندہی رہے-

۹- پارچہ پوشیدنی عام طلازمون کے لئے فی کس دس جوڑے سارے سفر کے واسطے کافی ہو سکتے ہین- موسم سرما وگرما مثل ہندوستان کے خیال کرنا چاہئے زیادہ سردی نہین ہوتی-

۱۰- ہر شخص کے ساتہہ ایک گلاس ایک پیالہ کلان- ایک رکابی- تمام چینی بہی ایسی ہونی چاہئے جو صندوق مین آسکے-

۱۱ ملازمان مین دس دس اشخاص کی جماعت مطابق فہرست قرار دی جاوے جس مین سے ایک شخص ہر جماعت کا منتظم ہو اور اوس منتظم کے حکم کی تعمیل اوس جماعت پر واجب ہو- اور ایسی دس جماعتون پر ایک افسر اعلے متعین ہو- جماعتین خبردار ہر جگہہ رہنی چاہئین- ریل مین- جہاز مین- سفر خشکی مین تاکہ ان کی نگرانی مین افسرون کو کسی قسم کی دقت دپیش آئے-

۱۲- خیمہ جات و چھولداریان معہ پا خانون و چوکیون کے سب ہندوستان سے ساتہہ جانی چاہئین- سوائے اون خیمہ جات وسٹ میانون کے جو مخصوص رئیس و میر قافلہ کے لئے ہون- عام ہمراہیون کے لئے ایسی چھولداریان ہونی چاہئین جن مین دس دس آدمی گزر کر سکین- ایک قنات دس دس چھولداریون کے واسطے ایسی ہمراہ ہونی چاہئین جنہین متعدد پا خانے بن سکین-

۱۳- بڑی مشکین کرمچ کی (دس آدمیون کے لئے ایک مشک کافی ہے) ساتہہ ہونی چاہئے جسپین احتیاطاً کپڑے کے عوض سے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا معہ رسیون کے لگا ہو- تاکہ اونٹون پر لٹکانے مین انکے پہٹنے کا اندیشہ نہ رہے- کرمچ کے ہی ڈول بقدر ضرورت ساتہہ ہونے چاہئین-

۱۴- مستورات کی ہر ایک جماعت کے ساتہہ اونکے محرمون کی جماعت ہمراہ رہے تاکہ ہر طرح عورات کی نگرانی وخدمت مین آسانی ہو-

۱۵- سفر حجاز مین باورچی خانون کے لئے کرمچ کا پانی کا مخزن جسکو عرب مین زیر کہتے ہین نہایت ضروری

یعنی ایک گز اونچا دو گز دور یا کچھہ کم وبیش۔ ہمراہیون کی تعداد ملحوظ رکھکر جسقدر مناسب معلوم ہون تیار کرا ئے جائین۔ یہ مخزن کریچ کے چوبی پیپون اور چرمی مشکون سے زیادہ کارآمد ہونگے۔ دیگچین اور پتیلیان و دیگر ظروف ضروری بلحاظ تعداد ہمراہ ہونے چاہئین۔

۱۶۔ پانی صاف کرنیکے لئے بک فیلڈ فلٹر جو عمل کے ذریعہ سے پانی صاف کرتا ہے اپنی ضرورتون کا خیال کر کے جس قدر مناسب ہو ساتھہ ہونے چاہئین۔ پانی سرد کرنے کی غرض سے چند ریلنگ مشین خاص اور علیحدہ صندوقون مین ساتھہ ہون۔ اور صندوقون پر برف کی مشین لکھا ہو۔

۱۷۔ بید کی شغدفون اور معمولی شغفدون وغیرہ شبریون کے لئے غلاف وپردے کریج یا ٹاٹ یا دری وغیرہ کے خواہ ہندوستان سے بنوا ئے جائین یا جدہ مین تیار کرا ئے جائین۔ اِن کی تعداد بھی ہمراہیانِ مرد وعورات کا لحاظ کر کے تجویز ہونی چاہیئے۔

۱۸۔ غلہ وغیرہ کے لئے یہ مناسب ہے کہ سفر بحری کیواسطے جسقدر ضرورت ہو اوس سے قریب دوچند کے لیا جاوے۔ باقی ہرقسم کی اشیاء جدہ ومکہ ومدینہ مین بافراط میسر آتی ہین۔ جولوگ یہ خیال کرتے ہین کہ وہان گران ملیگی یہ اُن کی غلطی ہے بلکہ لیجانے مین جو کرایہ وباربرداری دینی پڑتی ہے وہ ملاکر ایک ہی قیمت پڑجاتی ہے۔ البتہ روغن زرد وچاول عمدہ وہان نہین میسر آتے ہین۔ اسلئے یہ دونون چیزین ہندوستان سے لے لینے مین مضائقہ نہین۔ باقی اشیاء کا عرب مین ہی خریدنا مناسب ہے جو کچھہ نفع ہو وہ حجاز کے دوکاندارون کو ہی ہو تو بہتر یہ ایک قسم کی خیر ہے۔

۱۹۔ روپیہ بشکل کرنسی نوٹ یا پونڈ کے ہمراہ ہونا چاہیئے۔ جواشخاص ہندوستان مین کسی تاجر کے پاس روپیہ جمع کر کے حوالہ جدہ یا مکہ کے لئے لیتے ہین وہ نقصان اوٹھاتے ہین۔ ظاہرا تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فیس منی آرڈر اور کچھہ کمیشن نہین دینی پڑتی مگر حقیقت مین ان دوکاندارون کو بہت ہی بڑا فائدہ ہے اوّل تو اونکو یہ سہولت ہے کہ جو روپیہ ہندوستان بھیجنا پڑتا اور اوس کی بابت فیس وغیرہ دینی پڑتی وہ بچی اور روپیہ بھیجنے کی دردسری نہ اوٹھانی پڑی۔

مگر حقیقت مین اصلی نفع یہ ہے کہ وہان کے لوگ جنکے نام حوالہ ہوتا ہے وہ اپنے سکے دیتے ہین

جن میں روپیہ کے بارہ آنہ ورنہ چودہ آنہ تو ضرور ملتے ہیں۔ ہندی حاجی ہر چند خوشامد کرتے ہیں کہ ہمیں
انگریزی سکہ دو تاکہ ہمارے واپسی میں بھی کام آئے لیکن کیا مجال جو حجاج کی یہ فریاد سنی جائے۔ زیادہ
حجت کیجئے تو کہتے ہیں کہ بس لو۔ ہندوستان میں اپنا روپیہ واپس لے لینا۔ اپنا حوالہ لیتے جاؤ۔ جانتے ہیں
کہ چار و ناچار جھک مار کر جو دینگے وہ لینا پڑے گا۔ یہ شکایتیں ہم نے کونسلیٹ میں پہونچتے ہوئے تک
دیکھیں۔ لہذا وہ لوگ جو ہندوستان میں روپیہ جمع کر جاتے ہیں سخت غلطی میں ہیں سب سے بہتر طریقہ
یہی ہے کہ کرنسی نوٹ یا پونڈ ساتھ رکھنے چاہئیں۔ وہاں حسب ذیل سکے رائج ہیں گنی افرنجی (پونڈ) ۱۲۰
قرش صاغ جینی عثملی ۱۰۰ قرش۔ نپولین ۹۶ قرش۔ ریال حرم ۱۲ قرش۔ ریال فرانسہ ۱۱ قرش۔ ریال سنگو
۲۴ قرش۔ مجیدی ۲۰ قرش کثیر زاید سے زیادہ خرید و فروخت میں قرش پر حساب لگایا جاتا ہے۔

۴۲۔ بعد تیاری بجٹ و درستگی سامان۔ جہاز کا انتخاب کیا جاوے۔ بعد تجویز و طے ہو جانے جہاز کے
مینیجنگ ایجنٹ یا مالک جہاز کو (جیسی صورت ہو) ہدایت نسبت تیاری غسلخانوں و پاخانوں کے دیجاوے
کیونکہ حجاج کے جہازات میں ہمیشہ زاید پاخانے و غسلخانے تیار ہوتے ہیں۔

اسکے لئے ایک واقف و تجربہ کار با اثر شخص انتخاب کیا جاوے تاکہ وہ بمواجہہ اپنی موقع کے لحاظ سے
ضروری جگہوں کو تجویز کرائے یا اپنے روبرو تیار کرائے (جیسی صورت ہو)

ان ضروری امور کے لئے بمبئی میں۔ بمبئی اینڈ پرشیا نیوگیشن اسٹیم کمپنی لمیٹڈ کے مینیجنگ ایجنٹ یہ مغل
کمپنی کے نام سے مشہور ہے۔ یا عیسی جی تاج بھائی۔ یا حاجی قاسم وغیرہ سے خط و کتابت کر بیٹھے سارے مرحلے
طے ہو سکتے ہیں مغل کمپنی کے لئے بمبئی میں ایک اور آسانی کی صورت ہے کہ حاجی زینل علیرضا صاحب۔ جو
جدہ میں ایجنٹ اس کمپنی کے ہیں۔ انکی عزیز و ملازم خلیفہ اسٹریٹ نمبر ۲۲ متصل کرافورڈ مارکٹ رہتے ہیں
اور وہ سب کے سب نہایت خوش اخلاق و با مروت اصحاب ہیں خصوصاً حاجی محمد علی صاحب خلف حاجی
زینل علیرضا صاحب تو نیکیوں اور خوبیوں میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں۔ انکے ذریعہ سے تمام اہم دقتیں
بآسانی رفع ہو سکتی ہیں۔

۴۳ نسبت حصول پاسپورٹ وغیرہ کے مولوی عبدالحسین صاحب اسٹنٹ کمشنر حجاج سے ساری کارروائی آسانی سے ہو سکتی ہے

یا براہ راست کمشنر پولیس سے تحریک کیجاوے۔ مولوی عبد الحسین صاحب بھی بہت خوبیون کے شخص ہین۔

۲۲۔ یہ امر بھی ضروری ہے کہ چند خوش اخلاق ملازم پہلے سے جدہ روانہ کر دیئے جاہئین۔ جنکا کام بلحاظ مندرجہ مراتب فہرست مجوزہ کے ہر مرتبہ والیکے لئے معقول انتظام کرنا ہوگا۔ اسکے لئے ضروری بات ہے کہ جدہ پہونچکر اپنی گورنمنٹ کی کونسلیٹ مین جائین اور اپنی تمام غرضون کو بیان کرین۔ اور جو کچھ خط و کتابت پہلے ہوئی ہے (اگر کچھ ہو) اوسکو یاد دلائین۔ اور مناسب ضروری امداد چاہین۔ سفر خشکی کی ضروریات کو بہم پہونچائین۔

۲۳۔ سامان سواری سفر حجاز خشکی۔

(الف) تعداد تخت روان یا پالکی۔ یہ آسائش طلب و مستورات و نیز ضعیف العمر اشخاص کیواسطے موزون و مناسب ہے۔ (ب) تعداد شغدف بید (عرب مین اسکو خزران کہتے ہین۔ یہ بھی آسائش کی چیز ہے اور تخت روان سے کم نہین (ج) تعداد معمولی شغدف۔ یہ عام لوگونکے لئے آسائش کی چیز ہے۔ (د) تعداد شبری۔ خدام و ملازم اکثر اسی پر سوار ہوتے ہین۔ اور جب اونٹ پر شبری ہوتی ہے اسپر پہلے بوریان غلہ وغیرہ کی لاد لیتے ہین۔ (ہ) تعداد خچر یا اونٹون کی واسطے تخت روان کے۔ (و) تعداد شتر۔ واسطے بڑے شغدفون کے جسکو خزران کہتے ہین (ز) تعداد شتر واسطے معمولی شغدفون کے۔ (ح) تعداد شتر واسطے شبریون کے (ط) تعداد شتر واسطے اسباب و پانی وغیرہ کے۔ پانی کے چھوٹے چھوٹے مشکیزہ ہر اونٹ پر بھی لادے جاتے ہین مگر اُمرا کے لئے چند اونٹ ایسے بھی ہونے چاہئین جو باورچی خانے وغیرہ کی غرض سے صرف پانی ہی اونپر لدا ہو۔ یہ حقیقت مین معلمون کا کام ہے۔ جدہ مین یہ خدمات شیخ عبد الرزاق ابو الخیر شیخ المعلمین کے سپرد کیجاوین اُنکا فرض منصبی ہے کہ وہ خود و نیز اپنے ماتحت معلمون سے ان تمام خدمات کو انجام کرائین۔ عبد الرزاق ابو الخیر نہایت نیک مزاج با اخلاق و صاحب مروت متواضع اور خدمتی شخص ہین۔ اُنکو جسقدر حجاج کی آسائش و راحت مدنظر رہتی ہے اوسقدر اپنے نفع کا خیال نہین ہمنے خود تجربہ کیا کہ اکثر حجاج نے اونکو نفع کے عیوض نقصان دیا اور اُن بیچارے نے شکایت کے بجائے صبر کیا۔ امین بنگالی و عبد الوہاب وغیرہ معلمان بھی مسکین طبیعت اور بہت خدمتگذار اشخاص ہین ان لوگونکو حق خدمت دیکر طبیعت کو ناگوار نہین گذرتا بلکہ ایک قسم کی خوشی ہوتی ہے۔

جیسے جدّہ شریف مین یہ خدمات معلّمون کے متعلق ہین اوسیطرحلہ معظمہ مین مطوفون سے۔ اور مدینۂ طیبہ مین مزورون سے۔ مکّہ مین شیخ احمد ففقیہ آفندی۔ شیخ یوسف آن۔ شیخ امین عاصم وغیرہ بہت با اثر اور خوش اخلاق بزرگوار ہین خصوصًا شیخ احمد ففقیہ تو ایک فاضل اجل و عالم متبحر ہین اور مصلّے حنبلی کے امام۔ اور شریف مکہ بہی امام ہین۔ انکی خوبیان خارج از بیان ہین۔ جو شخص ان سے ایک دفعہ مل لیتا ہے ممکن نہین کہ وہ تمام عمر انکو نیکی و محبت سے یاد نہ کرے۔ تمام مذکورۂ بالا کا انصرام بزرگان موصوف الصدر سے بآسانی ہوسکتا ہے۔

شیخ محمود نائب الحرم مکّہ بہی بہت خوش مذاق و ظریف منسار ہین۔ مولوی محمد سعید جو مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم کی یادگار اور مدرسہ صولتیہ کے مہتمم ہین قابل قدر بزرگوار ہین۔ آن سے ملکر بہت سے ضروری حالات پر آگاہی ہوتی ہے۔ ان کی واقفیت بڑے پایہ کی ہے۔

مدینہ منوّرہ مین عثمان پاشا شیخ الحرم ہین۔ اور ان سے سلطان اعظم سے قرابت بہی ہے ترکون کے اخلاق و مدارات کا بیان بیکار ہے یہہ مسلّمہ امر ہے کہ انمین جسقدر بڑے رتبہ کا شخص ہوگا اوتنا ہی وہ زیادہ با اخلاق ہوگا۔ مزّورون مین شیخ صالح شبری۔ علی حماد وغیرہ بہت معقول و خوش خُلق اصحاب ہین حقیقتًا مدینۂ منوّرہ کا تو ہر فرد بشر اخلاق مجسّم ہے۔

سب سے ضروری و لابدی امر یہ ہے کہ تمام زمانۂ سفر عرب مین ایک رفیق قبایل بدوی مین سے بنا لیا جاوے اور اوس رفیق سے ایک اقرار نامہ لکھا لیا جاوے اور جسقدر شرائط ایسے سفر مین درکار ہین وہ تحریر کرائی جاوین۔ اوس اقرار نامہ کی ایک نقل حاجی کے پاس رہیگی۔ ایک نقل رفیق کے پاس۔ اور ایک نقل حکومت مین داخل کی جاویگی۔ اقرار و عہد کی پابندی بدوی قبایل پوری کرتے ہین۔ اسکے علاوہ یہ بات بہی لازمی ہے کہ ہمراہیون مین بدّو ہون یا عرب کے خدّام۔ مطوّف ہون یا مزّور سبکے ساتھ خندہ جبینی اور خوش خلقی سے پیش آنا چاہیے اور کہانے کہلانے مین سیر چشمی مدّنظر رہے۔ بڑے بڑے لوگون کو کچھ تحائف نذرانے بہی دیئے جاوین۔ اگر ان باتون پر عمل کیا جاویگا تو ہم یقین دلاتے ہین کہ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قسم کی دقت پیش آئیگی نہ کوئی ایذا و تکلیف اوٹہانی پڑیگی۔

نفس مطلب و غرض بیان ہمارا یہ ہے کہ پابندی احکام شریعت کے ساتھ جس وقت حج فرض ہو جائے اوس مین اگر تاخیر نہو صاحب استطاعت جوان العمر حقیقت میں ہم معمولی تکالیف پر جنکا پیش آنا بلحاظ ملک عرب و سفر بحری و بری کے لئے ایک ضروری بات ہو۔ قادر و صابر ہون ضعیف و کمزور حجاج کی ہمراہی مین مستعد خادم موجود ہون۔ اونکے ساتھ اپنے فرائض۔ رفیقون کے حقوق۔ غربا کے ساتھ سلوک کرنے کے آداب۔ بندگان خدا کے ساتھ احسان کرنے کے فضائل ملحوظ رکھے جائین۔ اتفاق۔ حسن اخلاق۔ حسن معاملہ۔ ایفائے عہد مین نقص نہ واقع ہو۔ اپنے عقلی و اخلاقی قوتون سے کام لیا جائے تو اب حج جو ایک حیرت و وحشت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے وہ ایسی عمدہ سیرگاہ بن جائے جس سے تمام دینی و دنیوی برکتین و فضیلتین حاصل ہونگی۔

یہہ مختصر رسالہ یہان ختم کیا جاتا ہے اور بواسطہ رسول کریم ؐ اظہار تمنا کیا جاتا ہے ؎

| | | |
|---|---|---|
| کرون کیون نہ عرض اپنی کل احتیاج | گدا کو شہا اپنے گدائی سے لاج | مین اس در کا سائل ہون کب کا ہوا |
| ایک دن تھا نعمت و اسباب تخت و تاج | خدا اور بخشندہ و دستگیر | کریم خطا بخش و پوزش پذیر |
| ہو آئے مرے دل کے سب مدعا | جو پایا تو پایا وہ بھی یارب عطا | کرم سے مجھے تو نے سب کچھ دیا |
| اب اتنی مری اور ہے التجا | خدایا بحق بنی فاطمہ | کرے بر قبول ایمان کی خـ |

شرمسار

نادر علی وکیل میرٹھ

۱۰ دسمبر ۱۹۰۴ع مطابق ۲ شوال ۱۳۲۲ ہجری